الحمد للہ رب العالمین

مجموعہ

کتاب تنبیہ الضالین

فیض علم و باران رحمت بہ تصحیح تمام

بمطبع اسلامیہ لقالب طبع

درآمد

۱۰ ربیع الاول ۱۲۷۲ ہجری

Checked 1987
CHECKED 1998

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ ۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُولُہٗ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ حبیبہ محمد سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین وعلی آلہ الطاہرین واصحابہ الطیبین اجمعین بعد اسکے لکھا جاتا
ہے کہ واللہ باللہ تم تاللہ یاروں میں کسی بدعتی مولوی مت اسیح کا مرید ہوں نہ نائب مختار نواب عظیم جاہ بہادر کا طالب ہے چند سطریں اپنی
زبان میں سند فی اللہ مولوی سید محمد علی صاحب واعظ کے مقدمے میں بطور خلاصہ ایمان داروں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں اور کتاب
تقویۃ الایمان اور نصیحت المسلمین وغیرہ کے مقدمات کے باب میں بطور نمونہ کے عمدہ عمدہ کتابوں سے ایسی سندان لایا ہوں جو ہر سند مشتمل کی حجت
کے ہو سکے اور عوام کو معلوم ہونیکے واسطے اسطور سے لکھا گیا ہیں تو اور یہ طور سے لکھا جاتا اب ذرا انصاف سے ہر محل و مقام کے مطلب اور معنی اور سندوں کو خوب
کرتے ہوئے ایک بار اس بیان واقعی کو اول سے آخر تک مطالعہ فرمائیے خدا کو حاضر و ناظر جانکر خوب اپنے دلمیں سوچئے اپنے کئے کہے کی باتیں کیجئے حسا
کو دلوں سے نکال لیجئے اللہ اور رسول کے فرمودے کو پس پشت نہ ڈالیئے اور اپنی عقل و عادت کے درپے نہو جئے اگر انصاف سے دیکھا بد جانتے ہو تو بھلا فقد
نظر حسد سے ایکبار تمام و کمال دیکھ لیجئے کہ کچھ عیب نہیں **بیت** جلوہ مفت است دیدنی دارد ؛ سخن ما شنیدنی دارد ؛ کہ سید واعظ سنہ بارہ
سو چنتالیس ہجری محرم کے مہینے میں مدراس کو آکر آٹھ مہینے تک لوگوں کو وعظ و نصیحت اور ہدایت موافق شرع شریف کے کرنے لگے اور قرآن و احادیث
کے بیان سے شرک و بدعت کی برائیاں ہر ایک کھولنے تو مدراس کے باشندے اور دور دور کے گاؤں کے لوگ آکر انکی بیعت کرنے لگے شرابیان سیندی کشان
کا نچواں زانیاں فاسقاں شہدے نرسوپستان وغیرہ عوام و خواص جو کبھی نماز کے نام سے بھی واقف نہ تھے اپنے فعلوں سے باز آکے پنجوقتہ نماز پڑھنے
یہاں تک کہ بعضے عورتاں بھی تہجد گذار ہوگئے اور ہندو مسلمان بنے پھر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انکے بیٹھنے کی جگہ کو بھی مسجد بنایا اندنوں میں فقیران بے شرع
اور مشائخان بے حقیقت سجدے لینیوالے چادر ابرو کی صفائی کرنیوالے نماز روزہ چھڑانیوالے گانجے کے دم میں خدا کو دکھلانیوالے اندر اور باہر کا
کوڑی کے آشنا عود دان کی راکھ کو سرمہ چشم ایمان سمجھنے والے امردوں پر اپنے ساتھ گوشہ پردہ حرام جانیوالے اپنا بازار سرد دیکھ کر انہ

تہمتان بہتانان اٹھائے اور اطراف کے گاؤن کو بھی خطان لکھہ بھیجے کہ ایک یہودی یا نصرانی سید کا نام ٹھہرا یہان آکے مریدان کرتا ہی خبردار کوئی مت آئیو
اور مدراس کے علمای بے عمل اور فاضلان سراسر غبی اُن بے حقیقتون کے ساتھ ملکر حسد سے کمال سے مذکور کے رمضان کے مہینے مین ایک سوال سید واعظ پر
لکھکر دندان شکن جواب پایا پھر بعد سب ملکر نہایت جلاپے سے اٹھارہ سوال سید واعظ کو روانہ ہونے کے وقت لکھے جسمین کچہ مسلمانون کے مسئلے کچہ بدعیون کے
مسئلے ملے ہوئے تھے منصوبہ یہ کئے تھے کہ اگر سید واعظ اُن سوالون پر مہر کردین تو لوگون مین مشہور کردیں کہ سید واعظ بھی بڑے بدعقیدے تھے ہمنے
چھپا کر مہر لے چکے اگر مہر نا کرے تو بدنام کردین کہ سید واعظ مین یہ بدعقیدے موجود ہین سید واعظ وہ سوالات سنکر جواب کہلا بھیجے کہ ان اٹھارہ سوالون
مین سے دینداری کے سوال علیحدہ ہون تو اسکے صحیح ہونے پر مہر کردیتا ہون اور بدعیون کے سوال علیحدہ لکھین تو اُسکے باطل ہونے پر مہر کرتا ہون یہ دغا بازی ہم
قبول نہین کئے تب سید واعظ بولے کہ اس کاغذ کو میرے ساتھ دو یہان تو فرصت نہین ہی جہاز پر بیکاری کے عالم مین مطالعہ کرکے مناسب ہی تو اپنی مہر
اور کلکتے کے عالمونکی مہر کروا دونگا نہین تو جواب بھیجونگا پھر وہ کاغذ ان کے حکم سے ہمراہ لیگئے کلکتے مین سید واعظ کے طریقہ کے عالمان پسند نہ کئے
بلکہ اُن سوالون کا رد لکھہ بھیجے اور نواب کے مفتی بدرالدولہ بہادر بھی اُس فتوی مین غلطیان دیکھہ کے اسکا رد بخوبی تمام لکھے چنانچہ علمای کلکتہ اسکو
چھاپا کروا کے مشہور کئے سو بات مشہور ہے مدراسیان اوربھی ملکر سید واعظ کا کینہ دلونمین رکھے اور یہان سے بہت کچہ کلکتے کتین سید واعظ کو ایذا پہنچانیکے لئے
لکھائے پر کچہ نہ چل سکی لاچار قابو جوہے کہ کسطرح سے سید واعظ کو ایذا دیا جاے اور اہانت کیا جاے اتفاق ایسا ہوا کہ سنہ بارہ سے پچاس مین سید واعظ حج کے ارادے سے
اپنا وطن چھوڑ کلکتے کو آ بیٹھکر جہاز کے موسم کے انتظار مین تھے مدراس کے حاکمان سنکر بڑے اشتیاق کے دو خط بھیجکر سید واعظ کو بلا بھیجے کہ ابھی راستے
ملیوار ہی سے مکہ کو تشریف لیجائیے سید واعظ آگئے بلاوے پر رمضان کے ستائیسوین ۱۲۵۰ سنہ ہجری مین مدراس کے ساحل پر اُترے تین روز میان پیٹھ مین رہے مدراس کے
سرکار سے جعفر علیخان نسامان کو بھیج بھیج کر منتان کر کرکے سید واعظ کو سید صبغۃ اللہ مرحوم کی حویلی مین لاکر اُتارے پھر تو کیا کیا دلداری اور کیا کیا جہانداری
کرنا شروع کئے اور لوگونمین مشہور کیا کہ نواب اور نواب بیگم وغیرہ سید واعظ کے مرید ہوتے ہین اور خلق بھی بہت سے مرید ہونے لگے پھر تو کیا پوچھنا دشمنون کے
سینون پر سانپ پھر گیا اور حسد کی آتش مین جل بل کباب ہوگئے ہر روز فتنے اور بہتانان بے حساب بڑھنے لگے اور سب ملکر بعد جو کچہ سید نوازی کئے سو
مشہور ہے اس سید نوازی کا باعث یہہ ہے کہ جب سرکار کا خط لیکر سید کو بلانے کوٹ قاسم روانہ ہوا کرکے سنے تو بے عالمان اور بے دین مشایخان مدراس
کے آپسمین مکر مشورہ کرکے اپنے مشورے مین یہہ ٹھہرائے کہ سید واعظ کے وعظ سے دنیاداران بدکاران سب دلونمین جڑ گئے ہین ہم ایکے مار بہتانان باندھکر
امرا اور عوام کو سید واعظ پر اٹھا کھڑے کرنا اور تقویۃ الایمان وغیرہ مین جو عوام کے رسم وعادت کے خلاف باتان ہین سو انکو کفر کلمہ ٹھہرانا اور سید واعظ کے مریدون
کو ذات مین سے نکالنے کا اور نواب کے یہان سے برطرف کروانے کا خوف بتانا یہ مریدان سب ملکر ایک طرف سے سید واعظ کو تنگ کرتے ہین اور ہم اور امرا ایک طرف
سے دوستی اور صلح بتلا کر اس بات پر سید واعظ کی مہر کروالین کہ تقویۃ الایمان اور اُسکے سیر کی کتابون مین کفر کے باتان ہین اور اسکا معتقد کافر ہی جب وہ مہر
کردیوے تب اس کاغذ کو مخفی بنگالے کو بھیجکر سید واعظ کے تمام پیر بھائیون کو اسکے جانی دشمن بنانا اور یہان منبر پر ایک ڈھب سے سید واعظ ہمارا تقدیر توبہ
کیا ہی کرکے ایسے طور سے سب کو سنا دین کہ سید واعظ اپنی تعریف ہی سمجھہ لیوین لیکن اندر مضمون توبہ کا ہووے جب اسطرح مہر کرنا اور ایسا توبہ کرنا شہر مین مشہور ہوجاے
تو کہین سید واعظ کا اعتبار نہین رہیگا کوئی اُسکا مرید نہ ہوگا بلکہ اُسکے مرید اُس سے پھر جائینگے اور اُسکے پیر بھائی اُسکے دشمن بن جاوینگے بعد سید واعظ کے آتے
پر دربار مین سید واعظ کا شکوہ اور اُن پر اور اُنکے مریدون پر افترا بہتانان کرکے نائب مختار کو اُنکا دشمن بنادینگے دولتمندون کو تو عدل اور انصاف اور بات
کی تحقیق کہان محض بے دیانت سید آزاری کئے دین کی جمعیت مین تفرقہ ڈالے مسلمان بھائیونکی تکفیر کا بوجہا سر لئے جب خلاصہ مدراسیونکی بغض اور کینے کا معلوم
اب آگے قصہ ذکر کرتا ہون سنئے کہ اُنھین دنونمین فرنگی محلی جمال شوال کے مہینے کے اول ۱۲ مین سید واعظ کے بازدید کو آنکر تمہ ماتان کرتا تھا آتے تک

امیر الدولہ خاندانی وہان آگئے اور جمال فرنگی محلی سے پوچھے کہ کل نواب کے یہان آپ شفاعت کا مسئلہ کچھ بیان فرماتے تھے سو فرما دیں تو شک دفع ہو جاویگا
فرنگی محلی جمال بولا میرا عقیدہ یہہ ہے کہ اذن شفاعت ہو چکا ہے اب اگر مولانا صاحب یا ملا نظام الدین ہمارے جد اُسکے خلاف بولین تو نہ مانون
سید واعظ کے بعض بعض مرید کچھ آیات و احادیث شفاعت بالاذن کے پڑھنے لگے اور بولے کہ شفاعت کا اذن ہو چکنے کی دلیل کون سی کتاب میں
ہے سو دکھلائیے فرنگی محلی بولا کسی کتاب میں لکھا ہوگا اور قرآن و حدیث سے معارضہ کریں تو نہ مانونگا سوائے مجتہدون کے قولوں کے تب مجتہدون کے
اقوال کو بھی جو کسی نے جمع کیا تھا دکھلا دیئے پہلے تو اُسکو اعتبار کیا پھر دیکھکر کچھ سرد ہوا اور سید واعظ سے پوچھا کہ آپ کیا کہتے ہو سید واعظ جو عقیدہ
تمام اہل سنت و جماعت کا تھا سو بولے کہ موعود ہو چکے قیامت کے روز باذن ہونگے یعنے اللہ تعالے دنیا میں وعدہ دے چکا ہے قیامت میں مقام محمود
میں اذن پاوینگے اور حضار مجلس سے جو قریب دو سو آدمیوں کے تھے پکار کر بولے یارو مطلق شفاعت کا منکر کافر ہے مگر بات اذن او غیر اذن میں
ہے فرنگی محلی بولا کہ جو نعمتان رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دینا تھا سو خدا دے چکا اب کچھ باقی نہیں سید واعظ بولے کہ لاتعد و لاتحصی قیامت
تک بلکہ انتہای دخول بہشت تک نعمتان ملے جاوینگے۔ دیکھئے ایماندار و اللہ تعالی کی نعمتون کو رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں دنیا ہی پر حصر
کر ڈالا ہے تو اس بد اعتقادی کو کوئی نہین پوچھا مگر جو شخص کہ لاتعد و لاتحصی کہا اسکو بد اعتقاد جانتے ہیں خاک ایسی سمجھ پر جو اُلٹی بات سید ہی
لگتی ہے ایسے میں ابو المعالی بازاری بعد نماز عشا کے چند مشہدون کے ساتھ تائید کو فرنگی محلی کے آیا اور بازاری گفتگو کر آخر فرنگی محلی و وے
ملکر رخصت چاہے اور فرنگی محلی بولا کہ مولوی اسمعیل دہلوی مولانا شاہ عبد العزیز کا بھتیجا ہے کچھ سمجھ کے لکھا ہوگا ہم جو کہنا ہو سو اُسکو کہینگے
لیکن دوسرا کوئی شخص کچھ کہا تو اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھ کے گلا دابونگا سید واعظ وقت رخصت فرنگی محلی سے بولے کہ قرآن و احادیث اور
اماموں کے اقوال سے موافق عقاید اہل سنت و جماعت کے شفاعت بالاذن میری عقل ناقص میں ثابت پائی جاتی ہے لیکن جناب اگر کوئی دلیل
صریح اُسکے خلاف کسی کتاب میں پاوین تو لکھ بھیجیں تا ہم بھی اسکے تابع ہو جاوینگے اور رخصت کئے پھر تو فرنگی محلی اپنے دعوے پر سند تو نہ لکھ بھیجا لیکن
اس مقدمے کو برعکس خاطر خواہ کچھ اپنی مجلس میں بولنے لگا اور نواب بیگم سے کچھ کہا اور نائب مختار اور مولویون سے کچھ بیان کیا اور ایک فقرا کیا کہ
سید واعظ تقویۃ الایمان کو آپ منگوا کے اُسمین گفتگو کئے تھے اگرچہ صبح کو حضار مجلس کے اظہار سے جو چلی تھی سو گفتگو سبھون پر کھل چکی
لیکن دشمنان حیلہ جو یہہ مشہور کر دیئے کہ سید واعظ منکر شفاعت کا اور محمد علیہ الصلوۃ والسلام کا ہے تا خواص عوام سنتے ہی اعتقاد سے باز آکے دشمن
بن جاوین اور بیعت کرنے پاوین غرض سید واعظ میں تو کوئی بات گرفت کے لایق نپاتے تھے و چار لفظوں کو تقویۃ الایمان کے جو سید واعظ کے پیر بھائی
مولانا اسمعیل دہلوی کی تصنیف کر مشہور تھی دستاویز فساد کا ٹھہرا کر مشورت نائب مختار ایک سوال کو علماء مدراس کی طرف سے بے مہر و بے تاریخ
کے سید واعظ کے پاس بھیجے چنانچہ اُسکی نقل یہہ ہے۔ ہو الحق المبین حامدا مصلیا و مسلما۔ سوال از طرف علماء مدراس بخدمت کثیر المواہب
مولوی سید محمد علی صاحب اینکہ آنجناب تقویۃ الایمان تصنیف مولوی اسمعیل دہلوی را بتمامہ لفظا و معنا مطابق عقاید خود و علماء اہل سنت و جماعت
و موافق اعتقاد مرشدین خود شاہ ولی اللہ و شاہ عبد العزیز قدس سرہما میدانید یا بعض را مطابق و بعض را غیر مطابق می انگارند امید که مکارم اخلاق
گرامی آنداریم کہ از اختیار یکی ازین شقوق اطلاع بخشند تا بر طبق آن کار بند شدہ قطع سلسلۂ منازعت نمائیم۔ ربنا اغفرلنا و لاخواننا الذین
سبقونا بالایمان و لا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤف رحیم سید واعظ نائب مختار کو پیام بھیجے کہ اس کاغذ پر سائلوں کے مُہران ہو جاوین تو
انھون کے نامون سے اُسکی جواب ہو جاویگی نائب مختار جواب کہلا بھیجے کہ اس کا کیا مضایقہ مُہران کچھ ضرور نہیں اور جواب اُسکا لکھنا چاہیے پھر تو سید واعظ بے تکرار اُسکا جواب
مہر لگا کر بھیجے جو نقل یہ ہے۔ جواب۔ [illegible] اللہ الرحمن الرحیم ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا انک انت الوہاب

اَللّٰہُمَّ صلِّ وسلّم علےٰ سیدنا و شفیعنا و مولانا محمد المختارِ و علی آلہ الاطہار و اصحابہ الاخیار۔ امّا بعد بمیقہ انیقہ و صحیفہ شریفہ مورخہ بجدہم شوال ۱۲۴۰ھ
مقدسہ و اصل و اطلاع بر مضامین فیض آگین حاصل شد کتاب تقویۃ الایمان خواہ منسوب بمولوی اسمٰعیل دہلوی معلوم باشد یا موہوم اگر کلاً یا بعضاً مخالف عقیدۂ مرآن
فقیر کہ حسباً و نسباً و علماً و ادباً و مذہباً و مشرباً سنی پاک اعتقاد و بری از شرک و الحاد ہستیم بودہ باشد با پایہ جناب سائلین از فقیر سوال نہ رسد کہ مصنف و مروج آن
کتاب ام و نداز اقارب و اتباع مولف آن پس ہر چہ مخالف عقیدۂ ما کہ عقیدۂ جمہور اہل سنت و جماعت است بودہ باشد خواہ در کتاب تقویۃ الایمان یا در کتب دیگر آن
بیشک ساقط الاعتبار است و آنچہ موافق عقیدۂ جمہور اہل سنت و جماعت باشد بالیقین و بالاختیار حسب فقیر مع احباب عقاید باطلہ ہمیشہ مبرا و بیزار و اللہ علی ما نقول
وکیل بذل مساعی بزرگانہ برای دفع سواطن کرام الٰہی با جناب ایشان واقع است ہر و موجب اجر موفور و الی اللہ ترجع الامور زیادہ السلام خیر الاختتام فقط مرقوم
بیست و دوم شوال ۱۲۴۰ ہجری مقدسہ - کہو بار و یہہ سب کیفیت مجھو تھے بحث ہے پس اگر اُن بزرگواروں کو اصلاح عالم کی منظور ہوتی تو البتہ اُن دو چار لفظ
کو جو بد جانتے تھے بے تامل کتاب تقویۃ الایمان سے نکال دیکر مشہور کر دیتے ہیں تو اللہ کے پاس اجر عظیم پاتے وہ تو منظور نہ تہا پھر چند روز کے بعد او فساد عظیم برپا کئے
کہ غرہ ذیقعدہ سنہ الیہ جمعہ کے روز نائب مختار کے ماموں ممتاز الامرا بہادر نائب مختار کے حکم سے پولیس کے پیادے ہندو مسلمان اور اردلی نوکر چاکروں کو لیجا کر مسجد کے
اور منبر کے گرد و پیش کھڑے کروا کے آپ ہمہتم بن کھڑے رہے اور فرنگی محلی منبر پر چڑھ کر قرآن ہاتھ میں لئے ہوئے بولا کہ میں کچہ بعض و حسد سے نہیں کہتا ہوں
للہ فی اللہ تکفیر کرتا ہوں تب قاضی بلدہ سید عبید اللہ خان بولے کہ تکفیر اہل قبلہ کی کب جایز ہے اُسکے عوض کچہ وعظ بولئے تو بھلا ہے غرض فرنگی محلی
تقویۃ الایمان ہاتھ میں اُٹھا لے کہنے لگا کہ تقویۃ الایمان میں سب باتان کفر کے ہیں اور اسکا مصنف مولوی اسمٰعیل دہلوی کافر ہے اور اس کتاب کا معتقد اور
اسکو گھر میں رکھنے والا بھی کافر ہے صاحبو پیغمبر کو چمار ہے کر کے لکھا ہے اسکو کیا کہتے ہو تب اسکی ہر بات پر بلے لوٹنے ناسمجھے جیسے بھالو کے پیچھے کولے پکارتے ہیں
بے تحقیق و بے دریافت کہنے لگے کافر کافر ہے اور شفاعت کا منکر ہے کیا کہتے ہو بولنے لگے کافر کافر - اور پیغمبر کو بڑے بھائی کے برابر جانتا لکھا ہے کیا کہتے ہو لوگ
کافر کافر - اور مولوی محمد علی اس کتاب پر اعتقاد رکھتے ہیں کیونکہ شفاعت کی سند اسکو سند لائے تھے کیا کہتے ہو چلانے لگے کافر کافر - اور ممتاز الامرا بہادر اور نائب مختار
کے خدمتگار وغیرہ چار پانچ شخص سے جو سید واعظ کے مرید تھے توبہ لیا اور تیرے مخرو بزرگی سے چلا چلا کے بولا کہ مولوی محمد علی کو یا اُسکے کسی مرید یا دوست
کچہ پوچھنا ہو تو پوچھے سید واعظ کے بہت سے مریدان بعد نماز جمعہ اپنے اپنے گھر کو چلیگئے تھے لیکن بعض بعض جو حاضر تھے سو اُن میں سے کوئی مباحثہ کے لئے اُٹھنے
چاہتا یا اُٹھا تو اُسکو پیادے اور حبشیان وغیرہ روک دیتے اور فرنگی محلی کسیکے حقیں کچہ خاطر خواہ بولا تو بلے گویاں کافر کافر کا دہوم اُٹھا دیتے اور اُس کفر محکم کے لئے
سے جوبات نکلی تو حکم تکفیر کا جانتے تھے چنانچہ ذکر بد کرحب سید عبد القادر جیلانی کا نام لیکر پوچھا کہ صاحبو تم اُنکو کیا کہتے ہو بلے گویان بے تامل بول اُٹھے کافر کافر
تو فرنگی محلی چلانے لگا کہ ایسا مت بولو مسلمان لوگو تب بھلا ان اس کیفیت کو دیکھکر - فاعتبروا یا اولی الابصار - پڑھنے لگے حاصل کلام فرنگی محلی جو بکتا تھا سو
بکر وقت عصر جب منبر سے اتر پڑا تو پکار کر بولا یارو ممتاز الامرا بہادر کے حکم موافق یہہ سب بولا ہوں مجھے کسیکی تکفیر سے کیا کام - پس ابہت باز رہوں کو حیرت
ہوگئی کہ قرآن ہاتھ میں در اس وقت کے پیش از یہہ شخص للہ تکفیر کرتا ہوں کرکے کہا تھا اور اب ممتاز الامرا کا حکم بجا لایا ہوں کہتا ہے یارو ادھر منبر پر تو
مسلمانوں اور سیدوں کی تکفیر ہو گئی اور اُدھر ممتاز الامرا بہادر دربار میں جا کے کہنے لگے کہ سرکار کے نوکروں میں سے سید واعظ کا مرید توبہ نکریگا تو برطرف کیا جائیگا اور
بعض بعض نوکر کو بھی فرنگی محلی کے گھر توبہ کے لئے بھیجے اور نائب مختار بھی ایک سپاہی سے جو پہرے پر کھڑا تھا پوچھے کہ تو مولوی محمد علی کا مرید ہے وہ بیچارہ نوکری جانیکے
ڈر سے کانپتا کانپتا بولا ہاں مرید ہوں اب توبہ کیا توبہ کیا توبہ کیا نائب مختار پھر پوچھے کہ تیرے پیر تجھے کیا بولے عرض کیا کہ اللہ ایک محمد برحق ہے اور نماز پڑھ روزہ
رکھ نیک کام کر بد کام مت کر پھر کانپتا کانپتا بولا توبہ کیا توبہ کیا نائب مختار سنکر فرنگی محلی کے یہاں اُسکو بھیجوا دینکا حکم کئے سید واعظ کے بیچارے مریدان یہہ حال
دیکھکر سید واعظ سے بڑی عاجزی سے عرض کرنے لگے کہ آپ تقویۃ الایمان کے

ای واقف لوگو یہ باتان جھوٹھی ہیں یا سچ اب انصاف شرط ہے کہ اُسوقت سید واعظ کی کیا خطا تھی جو تکفیر کر چکے پس فساد و بد ذاتی کسکی ہے سوا ایمان دارون
پر خوب روشن ہے خدا علیم است ولیکن سید واعظ پیر کے روز ناصر الدولہ بہادر کے گھر گئی بیبیو کی بیعت کی خاطر جا رہے تھے جب جامع مسجد مین نماز کے لیئے آئے تو وعظ
بولینگے گمان سے متولی منبر کو چھپا دالا پھر تو سید واعظ منگل کے روز مسجد کو نجا اپنے گھر مین وعظ بولنے لگے پانچ سات سو آدمیون تک جمع ہوا ایک حشر کا عالم ہو گیا لوگ زار زار
رونے لگے اور کئی لوگ بیعت سے مشرف ہوئے دشمنان اور بھی آتش حسد مین جل بل کباب ہو گئے اُس روز فرنگی محلی نائب مختار سے بولا تھا کہ مولوی محمد علی ایک کتاب
طریقہ محمدیہ تصنیف کئے ہین اسکو منگوا کر دیکھین کیا لکھا ہے اسلیئے نائب مختار جسکی طریقہ محمدیہ کے نام کی ہدایت ... سید واعظ کے پاس بھیجے تھے سو اُنھی
عین وعظ ہونے کے وقت چوبدار جسکی ... ظاہر حسید وعظ مین خلل انداز ہونا چاہا لیکن سید واعظ جھڑک کے بولے اللہ جلشانہ کے احکام بیان کرنیکے وقت امیر وزیر کے پیغام
سے کیا کام اور اپنے وعظ مین مشغول رہے پھر نائب مختار وقت مغرب ندیم اللہ صاحب کو سید واعظ کی خدمت مین بھیجے غرض سید واعظ کتاب طریقہ محمدیہ کو جو سنہ ۹۸ نوسی آتی
ہجری مین تصنیف کئی گئی تھی حضرت مولانا برگوئی کی بھی ساتھ لیئے شادی محل کو گئے جب اس کتاب مین مولانا برگوئی کا نام دیکھے سب مبہوت ہو گئے یہان ایک بات
سمجھ رکھنا چاہیئے کہ مولانا برگوئی کی کتاب کا نام طریقہ محمدیہ ہونے سے دوسرے مسلمانون کے سب کتاب کو یہود یا نصرانیہ کی کتاب نہیں کر کے لکھ سکینگے مگر جو نصرانی یا
یہودی ہو سو ایسا قیاس کریگا اور فرنگی محلی جو آگے نائب مختار کو اکثر کہا کرتا تھا کہ مولوی محمد علی صاحب سے بحث کروا دین تو مین بحث کرونگا سو وقت سید واعظ
سے ہر بات کا جواب دینے اس شکل ایسا پایا کہ اُسکا ناطقہ بند ہو گیا سید واعظ اُس سے پوچھے آپ جو اتنے مومنون اور بزرگون کی تکفیر کر سکتے سو کونسی ملت و مذہب مین ہو اور کہا
اور کس کتاب مین اسکی سند پائے ہین جو بیان کیجئے پس فرنگی محلی جمال جو جمعہ کے روز اپنا کمال ظاہر کر کے تمام کی تکفیر کیا تھا اور سید واعظ اور انکے مریدون کو بحث کے
لیئے بلایا تھا اسکو واجب تھا کہ سید واعظ وغیرہ کی تکفیر اپنے دعوے کے موافق روبرو ثابت کرین لیکن یہ جو نیا تیسا جمعہ کا انکار کر گیا کہ واللہ باللہ مین انکی تکفیر
نکیا آپ سید اور میر صاحبزادے ہو اور تقویۃ الایمان کے مصنف کو کافر بولا ہون یا رو یہان سمجھ لیجئے کہ سچے کون ہین اور جھوٹھے کون سید واعظ نائب مختار سے بولے
صد گواہان عادل اپنے دعوی پر حاضر کرتا ہون آپ تو دین کی بڑی حرارت رکھتے ہو بعد دریافت حد شرعی جاری کرین نائب مختار بولے پیچھے کسیکے قتل کی قدرت نہین ہے سید
واعظ جواب دیئے خیر تم تعزیر بھی تو دے سکتے جانے دو ایک نوشتہ انکار تکفیر کا کر دیوین تو بس ہے فرنگی محلی اقرار کیا کہ لکھ دیتا ہون سید واعظ بولے ابھی ...
نائب مختار بولے میں تو گواہ ہون کیا مضائقہ کل لکھ دینگے اور کہے کہ منگل کو مسجد مین کیون وعظ نہین فرمائے سید واعظ بولے کل آپ ہی کے حکم سے منبر چھپایا گیا تھا تو
نہین شادی محل ہو گیا نائب مختار بولے مین نے حکم نہین کیا سید واعظ بولے کہ جب آپکے علاقہ کی مسجد مین ایسا کام ہووے اور آپکو خبر نہووے تو بیخبری کا اللہ کے پاس باز پرس ہوگا
اور کوئی آیت قرآن بھی جو ایسے مقدمے مین اللہ تعالی وعید فرمایا تھا پڑھے نائب مختار فرنگی محلی کی گلی بات کے اعتماد پر سید واعظ سے پوچھے کہ شفاعت کے بحث
کے روز تقویۃ الایمان کو کیا آپ منگوائے تھے سید واعظ بولے نہین منگوایا اُسمین کچھ بحث کیا نہ میرے پاس وہ کتاب ہے مگر مولوی جمال صاحب یا برا منگوائے تھے پوچھ لیجے
تب فرنگی محلی بولا ہان مین ہی منگوایا تھا لیکن کہان سے آئی سو معلوم نہین سید واعظ نائب مختار طرف مخاطب ہو کے بولے کہ آپکے جد امجد میر کے طویلے ... والے کے گھر
سے آئی ہے کتاب اللا والا ہو الا دونون آپ ہی کے نوکر مین اور اُس کتاب کا مصنف انکا بھائی ہے کیونکہ آپ بھی فاروقی ہین اور وہ بھی فاروقی تھا پس تعرض
اس کتاب کا آپ سے پہنچتا ہے دیکھئے صاحب وہ جمعہ تھا جمال غیبت مین تو اپنا کمال بتلا کہا تھا کہ تقویۃ الایمان کو سید واعظ منگوا کے اُس مین بحث کیئے تھے اور اسی
بات کی سند پر سید واعظ کی تکفیر بھی کیا تھا پھر روبرو اسکے خلاف بیان کیا سبحان اللہ عالم دیندار ایسے ہی سچے ہوتے ہین سید واعظ انھین باتون مین نائب مختار سے
بولے کہ ایک روز مولوی اکمل صاحب اور مولوی مرتضی علی خان صاحب اور مولوی جمال صاحب سے تقویۃ الایمان کے باب مین فقیر کو مباحثہ کروا دین بحولہ و قوتہ ہر بات
مین انکو قایل کر دے اٹھونگا غرض سید واعظ کے ہر سخن حق سے سبھون کا دم بند ہو گیا اور عمدہ عمدہ لوگ پکار اٹھے کہ شیر غالب آیا اور سید واعظ مظفر و منصور اپنے مکان
... نائب مختار ... حافظ ... سے بولے کہ تم جو کہتے تھے کہ مدراس کے علما غالب آئینگے اب دیکھا کہ کیا ہوا

کہنے ہی ایماندار و واقف لوگو یہ باتان سچ ہیں یا جھوٹھ اور اب جھٹلانا کچھ بڑی بات نہیں لیکن عالم الغیب اور احکم الحاکمین کے روبرو نہ جھٹلا سکوگے۔
الحاصل بحث کر و انکے نتیجے تو دلوں میں حاصل ہو گئے تھے اور خوب سمجھ لئے تھے پھر تو ایک تازی تدبیر ہوئی کہ چہارشنبہ کے روز حکیم احسن الدین خان کا
سالا ایک کاغذ تقویۃ الایمان کے بابمیں لکھا ہوا سید واعظ کے پاس تنہائی میں لا کے بولا کہ قاضی ارتضا علیخان کہتے ہیں کہ اسپر مُہر کردیوین تو رفع فساد
ہوجاتا ہے حالانکہ معلوم نہیں کہ قاضی نے کو بھیجے تھے یا وہ شخص آپ لکھوا لایا تھا لیکن ارتضا علی خان قاضی صدر کورٹ کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا سید واعظ
جو مسلمانوں میں کسی صورت سے فتنہ و فساد مٹ جانا اور انکی بہبودی چاہتے تھے بتامل جھٹ اسپر مُہر اپنا کردئیے چنانچہ اسکی نقل کو اپنے خلفا آئے تو بھلا
تو ایک خلیفہ نے کہا کہ اس کاغذ میں مشعر تنقیص شان سرور عالم لکھا ہے اسکی جگہہ پر لفظ موہم کا ہوا چاہئے سید واعظ فرمایا کہ اجی ہمنے تو مہر کردی اور وہ بھلا آدمی
کاغذ لیگیا پھر دیر کے بعد اس کاغذ کو لا کے بولا کہ کاغذ برا جائیے کیونکہ نواب کے یہاں بھجوانا ہے سید واعظ اُسکو رکھ لیکر دوسرا کاغذ لکھوا کے اپنا مہر دیکے
اور اپنے خلفا اور مفتی صدر الدولہ بہادر وغیرہ کے مہران کروا قاضی مذکور کے پاس بھجوادئیے چنانچہ اسکی نقل یہہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم - ربنا لا تزغ قلوبنا
بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوہاب وصل علی حبیب الشفیع المجاب محمد المبعوث بفصل الخطاب علی آلہ وصحبہ خیر آل و اصحاب
امابعد بر علمای امت مصطفویہ و فضلای شریعت نبویہ مخفی و محتجب نماند کہ عقیدۂ این فقیر سید محمد علی و حضرت سید احمد صاحب مرشد فقیر موافق عقائد
جمہور اہل سنت و جماعت و مطابق اعتقاد مرشد ان مرشد خود حضرت شاہ ولی اللہ مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہما ست پس باید کہ جمیع خلفا و مریدان
من برین عقاید حقہ ثابت قدم باشند و کفی باللہ شہیدا کہ این فقیر معتقد مطالب و الفاظ تقویۃ الایمان وغیرہا کہ خلاف عقاید جمہور اہل سنت و
مشعر تنقیص شان سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم باشند نیست پس ہر کسیکہ از خلفا و مریدان این فقیر بران اعتقاد دارد ضال و مضل ست
اینچند کلمہ بطریق برات نامہ بحکم اتقوا من مواضع التہم - نوشتہ مہر و دستخط خود بر آن ثبت کردہ مواہیر خلفای خود بر آن ثبت کنانیدم تا دفع
مظنہ گردد و زبان بتشنیع احدی دراز نشود وتحریر فی التاریخ پنجم ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۵۱ ہجری نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ؛ پھر اس کاغذ کو واپس
بھیجدئیے کہ مولوی جمال اور مولوی آلمی اس کاغذ پر راضی نہیں ہوئے تھے سنو ابھی ایماندار و منصفو اگران بزرگواران کو فساد مٹانا اور لوگونکو درست کرنا
منظور ہوتا تو یہہ کاغذ بس تھا اور کچھ پیچ پاچ کی حاجت نتھی وہ تو حضرات کو منظور نتھا پھر بایکدیگر تجویز کر نائب مختار جمعرات کے روز قاضی مذکور
اور دونوں مفتیوں اور اسلمی اور فرنگی محلی وغیرہم کو جمع کر ایک جگہہ بٹھا اور اولیا طاغوت کے ساتھ اپنی خاص سکساون بھیجکر سید واعظ کو
بڑی عجز و الحاح اور تعظیم و توقیر سے بلوائے سید واعظ اپنے خلیفوں سے کسیکو ساتھ نہ لیکے تنہا بعد نماز عصر کے پیادہ پا شادی محل کو گئے تو نائب مختار
سید واعظ کو دوسرے مکان میں بٹھائے اور نواب کرناٹک غلام محمد غوث خان بہادر زاد اللہ عمرہ و دولتہ انکے پاس آبیٹھے نائب مختار
آپ بیچ میں واسطہ کار بنکر دوسرا ایک کاغذ نئے مضمون کا لکھوا اُن مولویوں کیطرف سے سید واعظ کے پاس لا کے بولے کہ اسپر اپنا مہر
کردیوین تو فساد رفع ہوجاتا ہے سید واعظ تامل کئے کہ جھوٹھہ اسپر کیون مہر کردیون نائب مختار بولے کہ ان لوگوں کی مرضی اسی بات پر گئی
ہے پس جیسا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم صلح حدیبیہ کئے تھے ویسا آپ بھی صلح کر دین کہ آپ تو سنت رسول پر جان دیتے ہو اور اولیائے طاغوت
بھی بولا کہ حضور کی بھی مرضی اگر یہی ہے کیا مضایقہ تب سید واعظ بولے کہ آپ صلح کروانا چاہتے ہو اسلئے مہر کردیتا ہوں لیکن مولوی سمعیل کا نام نکال ڈالیں کیونکہ انکی
تصنیف ہے سو مجھے یقین معلوم نہیں چھاپنے والا اُسپر نام لکھ دیا ہے خدا جانے کیا حقیقت ہے تب نائب مختار اس کاغذ کو ان مولویوں پاس لیگئے اس
عرصے میں نواب کرناٹک غلام محمد غوث خان بہادر زاد اللہ عمرہ و تسلط سید واعظ سے صلح حدیبیہ کی حقیقت پوچھے سید واعظ فرمائے سو اسکا خلاصہ
یہہ ہے کہ حدیبیہ ایک جگہہ تھی وہان پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار مکے ساتھہ صلح کرنا مصلحتاً اتفاق پڑا صلح نامہ میں من محمد رسول اللہ

لکھے تھے کفار کہنے لگے اگر ہم محمدؐ کو رسول اللہ جانتے تو جنگ کیونکر کرتے محمد ابن عبد اللہ لکھنا ضرور ہے تب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لفظ رسول اللہ
کو مٹا کر ابن عبد اللہ لکھو فرمائے لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اس لفظ کے مٹانے کی جرات نہیں ہوئی پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مٹا دئیے قصہ مختصر
نائب مختار پھر وہ کاغذ لائے سید واعظ اپنی صاف دلی سے اُس مسودہ کو منفذ احکام کے ہاتھ سے بسیغہ کروا اُسپر اپنا مہر کر دئیے دیکھو تو یہان والو سخن شناسو
اُن مولویوں کی جماعت کو کافر دین کے ساتھ اور سید واعظ کو رسول اکرم کے ساتھ تمثیل دیکے کس مکر و فریب سے اُس کاغذ پر مہر کروایا گیا ہے اور ایک بات بھی سن
رکھا چاہئے کہ اُس مہر کے کرنے سے سید واعظ کچھ خطامند نہونگے کیونکہ ایک تو صلح حدیبیہ کے سرکا معاملہ کئے دوسرا یہہ کہ جناب علی کرم اللہ وجہہ کا حکم
بجا لائے جو صواعق محرقہ میں لکھا ہے اخرج عبد الرزاق عن حجر المدری قال قال لی علی رضی اللہ عنہ کیف بک اذا امرت ان تلعننی
قلت وکاین ذلک قلت نعم قلت فکیف اصنع قال العنی ولا تبرا منی قال فامرنی محمد بن یوسف اخو الحجاج وکان امیرا علی
الیمن ان العن علیا فقلت ان الامیر امرنی ان العن علیا فالعنوہ لعنہ اللہ یعنے عبد الرزاق حجر مدری سے نقل کرتے ہیں کہ کہا مدری نے کہ مجھے
علی رضی اللہ عنہ کیسا ہوگا تجھے جب حکم ہوگا میرے پر لعنت کرنیکا بولا میں کیا یہہ ہونیوالا ہے فرمایا ہاں کہا میں نے پھر میں کیا کروں فرمایا کہ لعنت کر مجھ پر اور مجھسے تبرا مت کر
یعنے دل سے تبرا مت بول حجر مدری کہا پھر حکم کیا اپنے کو یمن کا امیر محمد بن یوسف حجاج کا بھائی کہ علی پر لعن کروں پس میں کہا کہ علی پر لعنت کرنے امیر
مجھے حکم کیا ہے پس اُسپر لعن کرو خدا اُسپر لعنت کرے انتہی۔ پس سید واعظ کا ناچاری سے مہر کرنا جو ہزاروں مسلمانوں میں فساد مٹ جانیکے واسطے اور
سیکڑوں کی پرورش اور بہبودی کے لئے تھا باعث خطا کا نہو سکیگا خصوص اس زمانہ فساد میں کہ مسلمانان آب و نان کے محتاج ہیں بعد اسکے نائب مختار
سید واعظ کو اپنے ساتھ ان مولویوں کی محفل میں لیگئے سید واعظ بعد السلام علیکم و علیکم السلام کے بولے انشدکم باللہ یعنے قسم دیتا ہوں میں تم کو اللہ
کی کچھ بھی مجھ میں پایا ہو تو کہہ دیجئے سب بول اٹھے کچھ نہیں مگر اسلمی بولا کچھ گمان تھا سید واعظ جواب میں یہہ آیت پڑھے اِجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ
بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ یعنے بچتے رہو بہت تہمتان لگانے سے مقرر بعضی تہمت گناہ ہے یارو سبحان اللہ جو مولوی کہ کوس انا ولا غیری بجاتا تھا کیسی بے دلیل بات کرکے خفت
پاگیا غرض ہر بات کے جواب میں سید واعظ کی زبان ذو الفقار علی کی سی ریکا کام کرتی تھی لیکن نائب مختار یہہ حال دیکھکر مصلحتاً روک دئیے اور صبح کو جمعہ کے روز
اُنکے خلیفے بھی اُنکے حکم سے طوعاً و کرہاً مہران کر دئیے نائب مختار سید واعظ سے بولے کہ مولوی جمال صاحب منبر پر فقط اس وثیقہ کا مضمون مومنوں کو سناوینگے
ویسا ہی آپ بھی اسکا مضمون برسر منبر سبکو سنا دینا ضرور ہے الغرض اس روز جو آٹھویں ذیقعدہ کی تھی ہزاروں مسلمانان نمازی و غیر نمازی صلح کا شہرا سنکر
جامع مسجد میں جمع ہوئے بعد نماز جمعہ کے سید واعظ نائب مختار سے عذر کئے کہ آج مجھے وعظ سے معاف رکھو مولوی جمال صاحب جو بولنا ہے سو بخوبی بول دینگے کیونکہ
میری کسی بات پر لوگ خطا پکڑکے فساد مچا دینگے نائب مختار نمانے سید واعظ کو بھی وعظ بولنا ضرور جانے فرنگی محلی نائب مختار کی مرضی کے موافق سید واعظ کو
منبر پر بٹھایا اور سب مولویان سب منبر کے نزدیک بیٹھے فرنگی محلی پولیس کے ہندو مسلمان پیادوں کے بل سے منبر کے نیچے کی اسیدھی پر کھڑا ہوکے لوگوں کو پکار پکار
کے پوچھنے لگا کہ صاحبو گئے جمعہ کو میں مولوی اسمعیل دہلوی اور مولوی سید محمد علی صاحب کی کیا تکفیر کیا تھا یا کسی سے توبہ لیا تھا خدا کے واسطے راست
بولو تب لوگ کیا خاک راست بولینگے خاموش رہگئے پھر فرنگی محلی ویسا ہی مکرر پوچھنے لگا تو اسکی ہر بات پر ہاں ہاں بولنیوالے کہنے لگے کہ نہیں نہیں
لیکن ہزاروں راست بازان اس جھوٹے بے باک کی تقریر سے حیرت میں پڑ گئے تھے کہ برسر منبر ہزاروں کے روبرو بولا سو باتوں کو آج انکار کر جاتے
پھر اُنھیں لوگوں کو خدا کا واسطہ دیکے شتوا ہے گر انتا ہے خدا جانے یہہ کس قماش کا آدمی ہے اللہ کی پناہ اور پولیس کے پیادوں کے ڈر سے اور فتنۂ عظیم
کے اندیشہ سے اُسکو رد کہنے اور جھٹلانے نسکے بعد اُسکے کاغذ وثیقہ ہاتھ میں لیکے فقط وثیقہ کا مضمون مومنوں کو سنا دینے کے عوض میں خلاف
اقرار و قرار داد فتنہ انگیز بیان آغاز کیا کہ آدم علیہ السلام گندم کھا کے خطامند ہوئے جب توبہ کئے اللہ تعالے معاف کیا اور فلانے فلانے نبی فلانی

افلانی خطا کئے پھر توبہ کئے تو اللہ تعالیٰ نے معاف کیا اور فلانے فلانے اولیا فلانا فلانا گناہ کئے تھے توبہ کرنے سے بخشے گئے اور ابن جوزی حضرت غوث کی
کیا تھا جب توبہ کیا تو بخشا گیا اور جو شخص کہ اپنی خطا پر آپ متنبہ ہو کے توبہ کیا تو اسکی کچھ تنک نہ جانا لوگ ان باتوں کے سننے سے متحیر ہو گئے اور پہچان گئے
کہ یہ باتیں صلح آمیز نہیں بلکہ صاف فتنہ انگیز ہیں کہ سید واعظ سے توبہ لیئے سر کا کلام ہے اور کاغذ وثیقہ کا دیئے کر دیئے سبب لکھوا لینا محض اس فساد
کے لیئے تھا پھر فرنگی محلی بعد اس تقریر تنک و ذلت کے سید واعظ کی تعریف و ثنا شروع کیا کہ مولوی سید محمد علی صاحب سید صحیح النسب ہیں نبی صلی اللہ علیہ
کے اور نواسے ہیں اور انکی سیادت ہندوستان میں مشہور ہے اور بڑے عالم فاضل متقی واعظ اور چنان چنیں ہیں ہمیں ہمارے میں ایک بات کی تکرار تھی سو جاتی
اب انہوں یہہ کاغذ لکھہ دیئے ہیں دیکھو اور اس کاغذ کا مضمون سنا دیا اور منبر سے اتر کے سید واعظ کو بولا آپ کچھ فرمائے تب لوگوں کو تعجب پر تعجب ہو گیا کہ کبھی حمد کو
تقویۃ الایمان تمام کفر کلموں سے بھری ہوئی ہے کہا تھا حالانکہ اسمیں کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا معنی اور تمام قرآن کے آیات اور حدیثان لکھے ہوئے ہیں
اور آج بعضے مضامین کا قید لگ گیا ہے آفرین برین دینداری و علم و شیخی ای ایماندار و اب انصاف سے گذرو کہ اگر فساد مٹ جانا منظور ہوتا تو بے موقع ذکر اسکا
تو بہ فساد انگیز کی کیا حاجت تھی اور کسکے جانب سے ہر وقت ہر باب میں فتنہ و فساد برپا ہوتا اور بڑھتا آتا ہے الٰہی ایسے فسادیوں کا منہہ دونوں جہانمیں کالا کیجیو
یا رب العالمین پس سید واعظ کو ضرور ہوا کہ بیان واقعی کر دیویں اور منبر پر اٹھہ کھڑا ہو کے بڑی فصاحت و بلاغت سے حمد حق جل و علا اور نعت رسول مجتبیٰ ادا کر کے سب
کی طرف مخاطب ہو کہے کہ صاحبو مجھہ میں قولاً و فعلاً خلاف سنت و جماعت کے کچھ پایے ہو تب وے مولویان بولے کچھ نہیں پھر سید واعظ الدنیا جیفۃ و طالبہا
کلاب وغیرہ چار احادیث دنیا کی اہانت کے پڑھکر بولے کہ میں تو لوگوں کو کلمہ پڑھا کے شرک و بدعت وغیرہ سے توبہ لیا تھا پھر جو انھوں سے کیا توبہ لئے ہیں سو خدا
جانے اور مولوی اسمعیل دہلوی مولانا شاہ عبد العزیز محدث قدس سرہ کے بھتیجے اور عالم متبحر اور حافظ قرآن اور حاجی حرمین تھے اور تیس ہزار حدیث انکی نوک زبان
پر تھی جبتک میں انکے پاس تھا کوئی بات خلاف سنت و جماعت کے انمیں نہ پایا اور ایسا ہو کہ دین محمدی کی تائید میں جان دیئے اور تقویۃ الایمان کو جو انکی طرف
نسبت کرتے ہیں سو میں واقف نہیں ہوں مگر چھاپنے والا کتاب پر نام انکا لکھہ دیا ہے اور مشرع بہت تاویل جائز ہے اور نو دیر نو وجہ کفر کے ایک وجہ اسلام کی ہو تو
اسکی تکفیر جائز نہیں عالمان بیٹھے ہیں پوچھ لیجئے اور یہہ کتاب میرے آنیکے آگے یہاں آئی ہے اب دیکھتا ہوں کہ باپ بیٹے میں جورو شوہر میں بھائی بھائی
میں سالے بھنوئی میں فساد پڑ گیا ہے اسلیئے جیسے میرے جد امجد حسن بن علی رضی اللہ عنہما دو گروہ میں مسلمانوں کے صلح کروا دیئے تھے انکی پیروی پر میں بھی صلح
کروا دیا اور اس کاغذ پر جو نواب صاحب علما کی طرف سے لائے اپنا مہر کر دیا اور اپنے دوستوں کے بھی مہران کروا دیا اور نواب صاحب کو اللہ سلامت رکھے
انکی کوشش سے یہہ کام ہوا اور اس وثیقہ کے کاغذ کو بھی تبلا دیئے چنانچہ اسکی نقل یہہ ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام
علی رسولہ محمد سید المرسلین وآلہ الطاہرین وصحبہ الطیبین اما بعد بر متبعان شریعت غرا و پیروان سنت بیضا مخفی و محتجب نماند کہ فقیر سید محمد علی امیوی
در ینولا کتاب تقویۃ الایمان را ملاحظہ کردہ گاہ بعض مضامین و عبارات آنرا مخالف مذہب اہل سنت و جماعت دیدہ دریافت متیقن گشت کہ کسیکہ بر آن
مسائل کتاب کہ متضمن تنقیص انبیا و اولیا و مخالف عقاید حقہ اہل سنت است معتقد شود بیشک کافر گردد و از دایرہ اسلام بیرون رود و کسیکہ توقع رستگاری
از عذاب الٰہی دارد او را ضرور است کہ کتاب مذکور و امثال آنرا از خود دور انداز و از متابعت ائمہ اربعہ در عقاید و فقہ بیرون نرود لہذا فقیر بر ذکر امر
ہذا مہر خود مع خلفا ثبت کرد و اہل علم مدراس نیز مہرہای گواہی خود ہا بران ثبت کردند بنا علی ہذا برائے اطلاع جمیع ساکنان این اطراف در جامع مسجد وغیرہ
اشتہار دادہ شد و زیادہ والسلام علی من اتبع الہدیٰ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ المصطفیٰ وآلہ واصحابہ اہل المجد العلی تحریر فی التاریخ ہفتم ذیقعدہ
۱۲۵۵ ہجری مقدسہ اور بولے کہ میرے دوستان اور غیر دوستان اس کتاب کو اپنے پاس نہ رکھا چاہئے اور سواے اسکے قاضی ارتضا علی خان صاحب بھیجے تھے سو
کاغذ پر بھی مہر کر دیا ہوں اور اپنے دوستان اور مفتی اسلام بدر الدولہ بہادر وغیرہ کے مہران کروا دیا اور بعضے علما ایک کاغذ ہم کو بھی لکھہ دینے کو

اقرار کیسے میں اور منبر سے اتر کے وہان سے تشریف لیجا چلے تب ادھر نامحمود منشی انگریزی اور اولیائے طاغوت نائب مختار سے کہنے لگے کہ دیکھے سید واعظ مولوی
اسمٰعیل کی تعریف کیا اور حضور کو یزید بنایا نائب مختار کے دلمیں اور بھی فساد بڑھ گیا ارے لوگو سخن شناسو ذرا ان اولیاؤں کی ولایت کو غور کرو
امام حسن صلوٰۃ اللہ علیہ کے وقت میں یزید کہان حاکم تھا اگر معاویہ رضی اللہ عنہ تو صحابی رسول تھے پس انکے ساتھ اگر کوئی تشبیہ پاوے تو اسکا
بڑے نصیب حالانکہ معاویہ کے ساتھ بھی تشبیہ پانا نصیب نہیں ہے کیونکہ سید واعظ نے نائب مختار کو تو اس صلح کا واسطہ کار بیان کیا ہے و لو بالفرض ایسا
ہو تو بھی نائب مختار بجہد صلح حدیبیہ کی رو سے ان مولویونکو کافرونکے ساتھ تشبیہ دینے کو نیک جانتا پھر معاویہ لعن کے ساتھ اپنی تشبیہ بد جانکر ان ہند
کے سخت دشمن بن جانا اس سے غلط نیت اہل طاغوت کے عقل کی پائی جاتی ہے - اور ادھر فرنگی محلی جہالت و حماقت سے باوجود قاضی صدر کورٹ
منصوبت قدیم کے لحاظ سے منع کرنیکے منبر پر سوار ہو گیا اور نائب مختار کے روبرو کاغذ لکھ دینے کا اقرار سید واعظ سے کیا تھا سو اسکا جھوٹ انکار کر جا چلا
کہ تو نے لگا کسی نے کاغذ لکھ دینے کا اقرار نکیا تھا اور قاضی ارتضا علیخان صاحب بھی کاغذ بھجوا دیتے یہ جھوٹھ تھے تو ہاں اور مولوی اسمٰعیل اور
مولوی ولایت علی کو میں نے لکھا ہو تو دے کافر کافر ہیں اور منبر سے اتر پڑا تب مسجد کا متولی اور اکبر جنگ عرف یحییٰ صاحب وغیرہ قاضی صدر کورٹ
اور فرنگی محلی وغیرہ مولوی لوگ سے پوچھے کہ حضرات آپ لوگ اور انہیں صلح ہو گئی صلح کا آوازہ کر دیں قاضی مذکور اور فرنگی محلی وغیرہ مصلحت قدیم کی رعایت
کرتے ہوئے کہے کہ صلح ہو گئی صلح ہو گئی دو مونسادین لے علما سے فساد اٹھ گیا تب متولی وغیرہ پکار دئے کہ اجی صلح ہو گئی عالموں میں کا فساد مٹ گیا ہے
اب کوئی کسی سے مخالفت نرکھنا اور طعن و تشنیع نکرنا - ای اہل انصاف ذرا غور کیجیو انصاف سے مگر اگر سید واعظ کی تقریر مخالف عہد کی تھی تو وے
مولویان اسوقت اس صلح منافقت آمیز فتنہ انگیز کا آوازہ نکرواتے بلکہ ظاہرا و باطنا اپنا جیسا چاہئے ویسا صاف ظاہر کرتے - اور یہ بڑی عبرت کا محل ہے
کہ ذرہ وقت نے انکے مولوی اسمٰعیل شہید مرحوم کی تکفیری بری انکی ہوئی تھی پھر ذرہ وقت کے پیچھے تکفیر شہید ہو گئی اور جھوٹھا اسمٰعیل کو جھوٹھے بولنے
لگا غرض بعد اسکے ایک کتاب تقویۃ الایمان کو اور پچاس ساٹھ جلد کو ردشرک کی تصنیف مولوی ولایت علی کی جو منشی مدنی کتب فروش سے انھوں
دونوں نائب مختار مول لئے تھے حوض میں ڈبو کے پاؤں سے کھندلوا کے آیات و احادیث کا بھی ادب نکئے اور اس صلح فریبیہ کی رعایت یہان تک کر
کتابوں کو پانی میں ڈال کھندلوانے کی بعد بھی جب متولی دو تین بار فرنگی محلی سے صلح کی بات پوچھا تو بولا کہ بے شک صلح ہو گئی اب کچھ شک باقی نہیں ہے
اور نائب مختار شادی محل کو جانیکے نیت سے اس وقت پھر ارتضا علیخان صدر کورٹ کے قاضی اور فرنگی محلی اور مفتی صدر عبد الودود اور سلمی وغیرہ کو بلا بھیجے
پھر تو منصوبت قدیم بدلگئی نائب مختار اپنے نوکروں اور خاندانیوں پر جو سید واعظ کے مرید دوستدار و آشنا تھے توبہ کا دروازہ کھولدئے اور فرنگی محلی کو مالک
توبہ بنا کے اور واعظ کو بھی تفسیر وغیرہ جو ہدیہ دئے تھے اسکو بھی واپس دیکے پیام کہلا بھیجے کہ صلح توٹ گئی سید واعظ بولے ہم نے نہیں توڑی تمہی نے توڑی
غرض صلح کے توٹ جانیکا پیر جا پھیلا حضور عالی اور مالک توبہ کے یہان توبہ ہونے لگا بیچارے نوکروں اکثر نوکری کے خوف سے ظلم کو
رام رام کئے اور انہیں سے بعضوں کا عجب تعجب ہوا کہ جب وے توبہ کے لئے گئے تو مالک توبہ بولا آپ کو تو سب معلوم ہے فقط یہان آنا بس ہے اور جنہی توبہ
کی لکھ دیا اور بعضے نوکری سے توبہ کئے اور اس توبہ کے بازار میں جو سیدونکی فضیحتی و رسوائی ہو گئی سو قلم کیا لکھ سکے اور یہان تک تکفیر کا
دھوم مچگیا کہ سادات کے مرید اور آشنایان اور معتقدان بستی کے مکفروں کی تکفیر میں کوچہ و بازار گرفتار ہو گئے لیکن نامحمود منشی انگریزی جو اہلیا
کی سیاست میں نشک رکھتا ہے معہ نائب مختار کو خوب معلوم ہو گئے ہے اسپر حد شرع یا تعزیر یا عرفی جاری نکرنا بلکہ برعکس اسکے روز بروز اسکی تواضع
و برداشت اور پاس خاطر منظور رکھنا کہ نسبی و بنداری ہے سو معلوم نہیں اور نائب مختار جب نصیر جنگ کی والدہ نواب والاجاہ کی عورت کو توبہ کرنیکے
لئے بولے تب وہ بولی جو اپنی نی نیر کے خاوند والا جاہ کا نام محمد علی اور تم میرے پوتے تمہارا نام محمد علی اور میرے پیر کا نام محمد علی اور پیغمبر کا نام محمد

اور انکے داماد کا نام علی ہے اب کسی محمد سے علیٰ سے توبہ کرنی ہو اور ایک بوڑھی عجب کام کیا کہ پہلے گھبرا کے فرنگی محلی کے پاس جا اُسکے کہے موافق توبہ سے فراغت پاچکی

تو بولی ابھی مولوی صاحب ہمارے پیر بھی تو یہی کلمہ پڑھاکے توبہ کروا چکے تھے پھر تجھا تازہ توبہ کیا ہے خیر معلوم ہوچکا اور کچھ کہتے چلا گئی اب تو توبہ کا دروازہ بند ہوگیا ہے

قیامت ہوچکی ہے ذرہ دیتے ہیں کہ کہیں فرنگی محلی اپنے منہ سے عالم کو نہ اٹھا دے الحاصل سید واعظ کے قتل پر فتوی لکھا گیا چنانچہ اس فتوی کے موافق اشتہار نامہ لکھا گیا

سو اُسکے آخر کی عبارت بجنسہ یہ ہے کہ بعد اتمام تقریر واعظ رامپوری برات نامہ ہذا منقض گردید صلاح و فلاح مابین علمای اس آنجلیہ بسماعت الناس سپرد

بود بر جاہلان آن معہود نامہ را شکستہ پارہ پارہ نمودہ تخصیصاً علیہ اطلاق کفر نمودند چا عالی اہل حق و سنت و جماعت از کتب خود مسئلہ واجب القتل برآوردند در زمرہ لایقبل توبہ منہم

داخل کردہ من شک فی کفرہ فقد کفر فرمودند انشاء اللہ تعالی در دو شنبہ ہذا احکام مکفر در صلوۃ جنازہ و نکاح وغیرہ جاری خواہند نمود آنچہ کہ حکم حضور پر نور صادر یابد مخفی بر

جمیع مؤمنین امت ختم المرسلین نخواہد ماند فلہذا با وجود استماع خبر ہذا اگر کسی از بیعت وی دست کشیدہ توبہ برآورد و معتقد علی حالہ ماند بلا شک و شبہ کافر متمرد گردد دعای او در

دل علمای مدارس بحضور عالی مقبول نخواہد ماند و اگر ملازم سرکار فیض آثار ست بر طرف خواہد شد اللہم احفظنا من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا بحرمۃ نبینا و آلہ و صحابہ اجمعین

تحریر یازدہم شہر ذیقعدہ سنہ ۱۲۵ ہجری قدسی اب جو کوئی اسپر تامل کرکے دیکھیگا تو اس مضمون و عبارت مہملہ سے اُن بزرگواروں کی حماقت و جہالت کس قدر ثابت

ہوتی ہے لیکن قدرت قتل کی نہونیکے سبب سے اُس فتوی کو چھپایا دوسرا اشتہار نامہ جو آخر رسالہ میں مرقوم ہے تکفیر میں سید واعظ وغیرہ کے لکھوا امیران آن مولویون کے

اور بے حقیقت مشایخوں کے اور چند جاہلوں کی مہریں کرا جامع مسجد میں جمعہ کے روز پندرھوین تاریخ کو ذیقعدہ کے فرنگی محلی کی زبانی منبر پر تمام لوگون کو سنایا گیا اور

خاطر خواہ جو ہوتا تھا بیان ہوا اور مولوی خرم علی اور مولوی ولایت علی اور مولانا اسمعیل شہید دہلوی اور سید احمد صاحب کی تکفیر کرچکے اور تمام مسجدوں میں اُس

کی اس اشتہار نامہ کو لگا دیے اور اطراف بھی بھیجے تو مسجدوں تکفیر جانے اہل بیت کے بنگلے بجائے تسبیح تہلیل کے سنت مروجہ کے مطابق لعن طعن کی حصوم ہوچکی اور اُن

کفر دون سے قطع نظر عوام کے خواص بھی مسجدوں میں ذکر اللہ کے عوض اُن پر لعن طعن کرنیکو عبادت جانے عبد الحق دہلوی محدث ترجمہ مشکات کے باب مناقب

اہل بیت النبی صلعم میں یہہ حدیث لکھتے ہیں عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی

بدرستیکہ من گذارندہ ام در شما چیزی را کہ اگر چنگ در زنید بہ آن چیز ہرگز گمراہ نمی شوید بعد من احدہما اعظم من الاخر یکے از ان دو چیز بزرگ تر است از

دیگر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض - یعنی کتاب خدا آن مانند رسنی ست دراز کردہ شدہ از آسمان بسوی زمین و آویختہ شدہ تا دست

در آن زنند و بآسمان قدس برآیند و عہد و امان او ست برای بندگان و عترتی اہل بیتی و دیگر عترت خود را کہ اہل بیت من اند و لن یتفرقا حتی یردا

علی الحوض و ہرگز جدا نمی شوند کتاب اللہ و عترت من از من تا آنکہ در آیند بر من حوض را یعنی پس مجری شما میکنند و شکر میگویند شما را پیش من و معاملہ کہ با این

کردہ آید در دو آمدن باب فانظروا کیف تخلفونی فیہما پس نظر کنید و تامل و تفکر نمایید کہ چگونہ خلیفہ می شوید شما مرا در کتاب و عترت یعنی چگونہ معاملہ می کنید و تمسک

مینمائید باینہا بعد از من رواہ الترمذی انتہی اور اُسی باب میں حدیث زید بن ارقم سے ایک حدیث طویل مرقوم ہے سو اُسمیں یہہ لکھا اذکرکم اللہ فی اہل بیتی

یاد میدہم شمارا بخدا و میترسانم از عقاب او بر تقصیر کردن شما در حق اینہا اذکرکم اللہ فی اہل بیتی مکرر فرمود این کلمہ را برای مبالغہ و تاکید معنی اہل بیت معلوم

شد و حمل این بر جمیع آن معانی درست است خصوصاً بر معنی آخر کہ محبت و تعظیم ایشان و رعایت حقوق و آداب ایشان اقدم و اہم و اتم است ظاہر چنان مینماید کہ این ارشاد

باخذ سنت ست چنانکہ اول بعمل بکتاب ست و باین معنے تمامہ مومنان مطیع اہل بیت نبی و آل او یند شیخ ولی مقتدا حکیم علی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ رحمہ واسعہ در نوادر الاصول

میفرماید کہ بیت دو بیت ست بیت تن و بیت ذکر و اہل این ہر دو خانہ سبب آبادانی عالم ست ظاہر و باطن صلاح کارخانہ دنیا و دین ست ساکنان بیت جسم

اہل و عیال و اولاد صوری او یند و ساکنان بیت ذکر علما و اتقیا کہ اولاد معنوی آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و سبب عمارت خانہ دین و اساس بنا نہ معمورت

اند و مثل سفینہ نوح و امثال آن در شان ایشان صادق ست و ہر کہ جامع این دو صفت افتاد و نسبت دینی را با نسبت طینی جمع کرد ایشان اتم و اکمل

شد از غیر خود چنانکہ بعضے از اولیا کہ جامع اند میان علم و سیادت و ولایت و باوجود آن رعایت ادب و تعظیم و تقدیم و ادا حقوق نسبت و حب ولازم است
کذا قال الحکیم انتہی اور مولانا شاہ عبد العزیز محدث قدس سرہ بھی تفسیر میں سورۂ بقر کے ایسا ہی لکھے ہیں دیکھیئے سبحان اللہ قرآن کا تو وہ مرتبہ کہ جو کرے کہ اسکی
آیات کو یاد نہیں رکھتا اور اہل بیت رسول اکرم جو نسبت دینی اور طینی کے جامع تھے انکی یہہ تعظیم تو ہو کہ بالائے منبر او مسجدوں میں خطبہ و وعظ اور
بانگ صلوٰۃ کے بدلے انکی تکفیر کا شور و غل مچایا جائے آفرین صد آفرین کلمہ گو ہوں تو ایسے ہوں اور محب رسول ہون تو ایسے ہوں صواعق محرقہ میں لکھا ہی اخرج
الدار قطنی عن مروان بن الحکم انہ قال ما کان احد ادفع عن عثمان من علی فقیل لہ ما لکم تسبونہ علی المنابر قال انہ لا یستقیم لنا الامر
الا بذلک یعنے دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ مروان بن حکم سے نقل کئے ہیں کہ کہا اُسنے کوئی بھی عثمان سے حرف دفع کرنیوالا علی سے زیادہ نہ تھا تب مروان کو کسی نے
پوچھا کہ تمکو کیا ہی جو اُسکو منبروں پر گالیاں دیا کرتے ہو بولا کہ ہمارا کام درست نہیں ہوتا اُسکے سوا انتہی ویسا ہی فرقہ نوابیہ کا ہر شخص سید واعظ کی تکفیر کے سوائے
اپنے شرک و بدعت کے کاموں کی درستگی نہ دیکھ کے مروان سیرت بنگیا باوجود اس فتنہ عظیم کے سلسلہ بیعت کا موقوف ہونیکے سبب سے سید واعظ کا اپنے گھر
میں وعظ بولنا اور انکی اقامت بھی ناگوار جانے لیکن حقانیت اپنی تاثیر بتلاتی تھی کہ سید واعظ سفر کے ارادے سے مدراس سے نکل موضع کورم پاک کو
گئے تو وہاں بھی لوگ دوڑ کے قریب دو تین سو آدمیوں کے بیعت سے مشرف ہوئے اور اس بیعت کا سلسلہ پھر ارکات طرف سے لوٹ کر آ کے جہاز پر سوار
ہونے تک کا بھی جاری تھا غرض اس تکفیر ناحق سے سید واعظ کا کچھ نقصان نہوا بلکہ حق سبحانہ جل شانہ کے پاس انکا مرتبہ بڑھا اور ایمانوالوں کے دلوں میں
کئی وجہ سے ثابت و یقین ہو چکا کہ سید واعظ بیشک ولی اللہ اور سید صحیح النسب ہیں ایک تو یہہ کہ حدیث میں آیا ہی کہ کوئی شخص جناب رسالت صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے پاس جا کے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں اللہ تعالی کو دوست رکھتا ہوں آپ فرمائے کہ بلا کا لباس طیار کر یعنے بلا قبول کر اور امام شعرانی وغیرہ لکھے ہیں کہ
جب کوئی شخص اعلاء کلمۃ اللہ اور ترویج سنت رسول اللہ کے لئے اُٹھیگا لوگ اُسکے دشمن ہوتے ہیں دوسرے یہہ کہ لطایف المنن میں لکھا ہی کہ حکی الشیخ
تاج الدین بن عطاء اللہ ان سیدی الشیخ ابا الحسن الشاذلی کان یقول لا یکمل عالم فی مقام العلم حتی یبتلی باربع شماتۃ الاعداء و
ملامۃ الاصدقاء و طعن الجہال و حسد العلماء فان صبر علی ذلک جعلہ اللہ اماما یقتدی بہ یعنے حکایت کئے شیخ تاج الدین بن
عطاء اللہ تحقیق کہ مخدومی شیخ ابا الحسن شاذلی کہتے تھے کہ نہیں کامل ہوتا عالم مقام میں علم کے جبتک کہ مبتلا ہووے چار چیزوں میں ایک تو دشمنوں کی شماتت
میں دوسری دوستوں کی ملامت تیسری جاہلوں کے طعن میں چوتھے عالموں کے حسد میں پس اگر صبر کیا ان سب باتوں پر تو اللہ تعالی بنایا اُسکو امام ایسا کہ اقتدا
کئے جاویں اسکے ساتھ انتہی دیکھئے دوستیاں بھی ملامت کرتے ہیں کہ وہ کاغذ لکھ دیا تھا اور باقی تین چیزان ایسا ظاہر ہیں کہ اُسکے بیانکی حاجت نہیں اور
سید واعظ کا صبر بھی تمام پر روشن ہے کہ باوجود انواع و اقسام کے ظلم و ستم کے کسی وقت حرف شکایت انکی زبان پر نہیں آیا اور ہر دم کشادہ پیشانی سے دوست و
دشمن کے حق میں توفیق خیر اور اتفاق کے لئے واہب العطیات سے دعا مانگتے تھے حتے کہ جہاز پر سوار ہونیکے وقت نہایت عجز و زاری سے دعا کئے کہ یا غفور یا رحیم
جو گناہ کہ مجھ سے ہوا ہو اسکو بخش دے جو لوگ کہ میرے ساتھ کچھ بدی کئے ہوں انکو میں بخش دیا اب تو بھی بخش مجکو بحرمت رسول مقبول اور انکی آل کے صلوٰۃ اللہ
علیہم اجمعین سبحان اللہ شان سیادت کے قربان جائیے کہ دشمنوں کی بہتری کسقدر منظور ہوتی ہے تیسری یہہ کہ بیچ آخر باب ما جاء فی غرف الجنۃ
من التذکرۃ للقرطبی عن انس بن مالک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لیوتین برجال یوم القیمۃ لیسوا بانبیاء ولا شہداء یغبطہم الانبیاء
والشہداء لمنازلہم من اللہ تعالی و یکونو علی منابر من نور قالوا من ہم یا رسول اللہ قال ہم الذین یحببون اللہ الی الناس و یحببون الناس
الی اللہ و یمشون فی الارض نصحاء قلنا یا رسول اللہ ہذا یحببون اللہ الی الناس فکیف یحببون الناس الی اللہ قال یامرونہم بالمعروف
و ینہونہم عن المنکر فاذا اطاعوہم احبہم اللہ تعالی یعنے کتاب تذکرہ قرطبی کے بابوں میں سے ایک باب جنت کی مہاڑیوں کے بیانمیں ہے سو اُس باب کے

آخر میں انس بن مالک سے اونھون نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کئے ہین کہ فرمایا مقرر لایا جائیگا کتنے مردونکو قیامت کے دن جو نہ پیغمبر ہونگے نہ شہید
ہونگے نہ شہیدون سے انبیا اور شہیدان ارمان کرینگے انکے مقامونکی جو اللہ تعالی پاس ہونگے اور بیٹھے ہوئے ہونگے منبرون پر نور کے عرض کئے یا رسول اللہ وے
کون لوگ ہین فرمایا کہ وے لوگ وہ ہین جو دوست کرتے ہین اللہ کو آدمیون کنے اور دوست کرتے ہین آدمیونکو اللہ کنے اور پھرا کرتے ہین اللہ کے واسطے زمین پر نصیحت
کرتے ہوئے یعنی کہا کہ یہہ تو اللہ کو آدمیون کنے دوست کرتے ہین پھر آدمیونکو اللہ کنے دوست کرتے ہین سو کیونکر فرمایا کہ حکم کرتے ہین انکو شرع کی مقبول باتونکا اور
منع کرتے ہین انکو ناپسند باتون سے سو جب وے انکی مانین تو اللہ تعالی انھین پیار کرنے لگا اور اسی کتاب کے فیمن یدخل الجنۃ بغیر حساب کے باب مین ہی کہ ابونعیم
عن علی بن الحسین رضی اللہ عنہما قال اذا کان یوم القیمۃ نادی مناد لیقم اهل الفضل فیقوم ناس من الناس فیقال لهم انطلقوا الی الجنۃ فتستلقاهم الملائکۃ
فیقولون الی این فیقولون الی الجنۃ قالوا قبل الحساب قالوا نعم قالوا من انتم قالوا اهل الفضل قالوا وما کان فضلکم قالوا کنا اذا جهل علینا
حلمنا واذا ظلمنا صبرنا واذا اسیٔ علینا غفرنا قالوا ادخلوا الجنۃ فنعم اجر العاملین ثم ینادی مناد لیقم اهل الصبر فیقوم ناس من الناس
فیقال لهم انطلقوا الی الجنۃ فتستلقاهم الملائکۃ فیقال لهم مثل ذلک فیقولون نحن اهل الصبر قالوا وما کان صبرکم قالوا صبرنا انفسنا علی
طاعۃ اللہ وصبرناها عن معاصی اللہ قالوا ادخلوا الجنۃ فنعم اجر العاملین ثم ینادی مناد لیقم جیران اللہ فیقوم ناس من الناس وهم قلیل فیقال
لهم انطلقوا الی الجنۃ فتستلقاهم الملائکۃ فیقال لهم مثل ذلک قالوا بم جاورتم اللہ تعالی فی دارہ قالوا کنا نتزاور فی اللہ ونتجالس
فی اللہ ونتباذل فی اللہ عز وجل قالوا ادخلوا الجنۃ فنعم اجر العاملین یعنے ابونعیم نے علی بن حسین رضی اللہ عنہما یعنے امام زین العابدین سے روایت
کئے ہین کہ فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تب کوئی پکارنے والا یعنے فرشتہ پکار دیگا کہ چاہئے اٹھ کھڑے ہون فضل والے لوگ سو اٹھ کھڑے ہونگے
کئی لوگ لوگون میں سے تو کہا جائیگا کہ چلے جاو جنت کو پھر ملینگے انکو فرشتے سو کہینگے کدھر جاؤگے بولینگے جنت کو کہینگے کیا حساب کے آگے ہی بولینگے ہان کہنے لگینگے
تم کون ہو بولینگے فضل والے کہینگے تمہارا فضل کیا تھا بولینگے کہ جب ہمپر جہالت کی جاتی تو ہم برداشت کیا کرتے اور جب ہمپر ظلم ہوتا تو ہم صبر کرتے اور جب
ہم پر برائی کی جاتی تو ہم بخش دیتے کہنے لگینگے جنت مین چلے جاؤ سو اچھا ہی اجر عمل کرنیوالون کا پھر پکار دیگا پکارنے والا کہ چاہئے اٹھ کھڑے ہون
صبر والے سو اٹھ کھڑے ہونگے کئی لوگ لوگون میں سے پھر کہا جائیگا انکو چلے جاو جنت کو پھر ملینگے فرشتے سو کہینگے اسی موافق تو بولینگے کہ ہم صبر والے
ہین کہینگے تمہارا صبر کیا تھا بولینگے ہم نے اپنی جانونکو اللہ کی فرمانبرداری پر صابر رکھا اور اللہ کی نافرمانیون سے انکو روکا کہینگے چلے جاو جنت
مین سو اچھا ہی ثواب عمل کرنیوالون کا پھر پکار دیگا پکارنے والا کہ چاہئے اٹھ کھڑے ہون ہمسائے اللہ کے سو اٹھ کھڑے ہونگے کئی لوگ لوگون
میں سے اور وے تھوڑے سے ہونگے تو کہا جائیگا انکو چلے جاو جنت کو پھر فرشتے انھین ملینگے سو اسی موافق انھین کہا ہوگا کہینگے کس بات سے
اللہ تعالی کے ہمسایہ ٹھہرے ہو اسکے گھر مین یعنے جنت مین بولینگے ہم اللہ ہی کے واسطے آپس میں ملاقاتین کیا کرتے تھے اور اللہ ہی کے واسطے آپس میں
مل بیٹھے تھے اور اللہ ہی کے واسطے ہم آپس میں دیا لیا کرتے تھے جو تھا اور برا کہینگے چلے جاو جنت میں سو اچھا ہی اجر عمل کرنیوالون کا انتہی۔ اور یہہ
حدیث شریف طریقہ محمدیہ اور جمیع الفوائد میں لکھی ہوئی ہے عن زید بن ملحہ عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم انہ
قال ان الدین بدأ غریبا ویرجع غریبا فطوبی للغرباء الذین یصلحون ما افسد الناس من بعدی من سنتی رواہ مسلم یعنے
زید بن ملحہ اپنے باپ سے اونھون اپنے باپ سے اونھون نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کئے ہین کہ حضرت فرمائے کہ یہہ دین پردیسی آیا ہے اور پردیسی
ہو جائیگا پھر بھلائی ہی ان پردیسیون کو جو درست کرتے ہیں اس میری سنت کو جو لوگون نے بگاڑ دیا ہے میرے بعد روایت کیا اس حدیث کو
مسلم انتہی۔ اور عبد الحق دہلوی محدث ترجمہ مشکات کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ مین یہہ حدیث لکھے ہین ان الدین بدأ غریبا وسیعود

کما بدا بدرستیکہ دین پیدا شدہ است غریب وتنہا وسرانجام ہست کہ باز گردد چنانکہ بود فطوبی للغرباء پس خوشی وخنکی باد مر غریبان را وہم الذین
یصلحون ما افسد الناس من بعدی من سنتی وغرباء آنکسانے اند کہ نیکو میسازند چیزی را کہ بد ساختہ اند مردم بعد از من از سنت من رواہ الترمذی
انتہی۔ اور جمع الفوائد میں رزین سے یہہ حدیث روایت کئے ہیں عن علی رفعہ من احیی سنۃ من سنتی امیتت بعدی فقد احبنی ومن احبنی کان معی
یعنے علی کرم اللہ وجہہ روایت کئے کہ فرمائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو شخص میرے بعد میرے موئی ہوئی سنتوں میں سے کسی سنت کو جلایا سو مجھے دوست رکھا
اور جو مجھے دوست رکھا سو میرے ساتھ ہی انتہی یاروا ایماندار ذرہ انصاف کیجئے حسد کو کام نفرمائیے دیکھئے کہ ان حدیثوں کے رو سے سید واعظ کی بزرگی اور فضیلت
کیا کچھ معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ سب صفتاں سید واعظ میں تھے سو عالم پر روشن ہے اور انکار اسکا وہی کریگا جو حاسد بدخو ہے سبحان اللہ کیا خوش نصیب ان
ان لوگوں کے جو ایسے کامل مرشد صاحب الشریعت والطریقت کو پائے ہیں جو بھی یہہ کہ معتبر تاریخوں میں لکھا ہے کہ اللہ کے ہر دوست کو اسکے رتبے کے موافق امتحان
ہوتا ہے پس مسلط کرتا ہے اللہ تعالی اپنے دشمنوں کو دوستوں پر اور بسبب اسکے مرتبے دوستونکے بڑھاتا ہے اور دشمنوں کو سخت عذاب کے لایق کرتا ہے عیسی
نقل کئے ہیں بزرگان کہ بایزید بسطامی کو سات بار انکی بستی سے نکال دئیے ہیں اور اسیطرح ذوالنون مصری کو طوق زنجیر کرکے مصر سے بغداد طرف نکال دئیے
اسیطرح ابو سعید خراز کو اور فتوی دئیے عالمان انکے کفر پر اور نکال دئیے سہل بن عبد اللہ کو انکے شہر سے اور منسوب کئے انکو کفر طرف اور وہ موے
تک ہمیشہ بصرے میں رہتے تھے حالانکہ وہ بزرگ بڑے عالم اور مجتہد و متقی تھے تعصب کئے انپر فقہا اور نکالے حکیم ترمذی کو بلخ طرف اور بہتان کئے ان پر کہ وہ کہتا
ہے اولیا فاضلتر ہیں انبیا سے اور انکی سب کتابوں کو جمع کر دریا میں ڈالدئے اور ابو الحسین بوشنجی پر افترا کرکے انکو انکی بستی سے نیشاپور طرف جلا دئیے تو وہ بزرگ موے
تک وہیں رہے اور ابو عثمان مغربی کو جو بڑے علم اور تقوی اور مجاہدے والے تھے اونٹ پر بٹھلا کر گلیوں میں مکہ کے پھراے اور بدن پر مار پیٹ کے مکہ سے بدر کئے تو وہ
بزرگ موے تک بغداد میں رہے اور شبلی پر کئی بار گواہی کفر کی دئیے حالانکہ وہ بڑے علم والے اور موے تک نہایت تابع سنت کے تھے اور امام ابوبکر نابلسی جو بڑے عالم
اور زاہد متقی اور فضل والے اور امر معروف اور نہی منکر بجا لانے پر نہایت مستقیم تھے بادشاہ سے انکی چغلیاں کو لیتے لیتے آخر جیتے جی انکا پوست کھینچے ترغیب دئیے اور انکو
بستی سے مصر طرف نکال دئیے اور ابن سمعون پر جو بڑے عالم اور زاہد متقی اور بزرگی والے تھے ان پر بہتان کرکے رسوا کئے جب وہ بزرگ انتقال کئے انکے جنازے پر
نماز نہ پڑھے اور امام ابو القاسم ابن جمیل پر بہتان کرتے تھے یہانتک کہ وہ بزرگ موے تک انکا پیچھا نچھوڑے اور سید احمد رفاعی پر بہتان کئے یہان تک کہ انکو
زندیق اور ملحد ٹھہرائے اور امام ابو القاسم بن قسی جو امام مقتدا تھے ان پر کفر کی جھوٹی گواہی دئیے اور جان سے مارے اور عبد الحق ابن سبعین کو مغرب کے ملک سے
اخراج کر طرف بجایا کے بھیجے اور انکو بھیجنے کے آگے ایک خط بھی روانہ کئے اس مضمون کا کہ درویش شخص سے اور صحبت میں اسکے نہ بیٹھو اور تکفیر کئے امام محمد غزالی
کی اور جلا ڈالے انکی بنائی ہوئی کتاب احیاء العلوم کو اور قاضی عیاض مالکی پر تہمت کئے کہ وہ یہودی ہو گیا ہے کیونکہ وہ شنبہ کے دن گھر کے باہر نکلتا تھا اور نہ
کسی سے ملتا تھا کتاب شفا بنانے میں اس دن مشغول رہنے کے سبب سے پس مار ڈالا انکو مہدی خلیفہ نے اور ابو الحسن شاذلی کو مغرب کی بستیوں سے انکے مریدان
سمیت نکال دئیے پھر لکھ بھیجے نایب اسکندریہ طرف کہ آتا ہے تمہارے طرف مغربی زندیق اور ہم اسکو نکال دئیے ہیں اپنی بستیوں سے پس تم دور رہو اسکی صحبت سے
اور عبد اللہ ابن زبیر صحابی کو ریا اور نفاق طرف منسوب کئے اور دشمن ہوگئے چنانچہ ایک روز وہ سجدے میں تھے دشمنان گرم پانی انکے اوپر ڈالدئیے تو جدا
ہو گیا گوشت اور انکو بسبب استغراق کے کچھ خبر نہوئی جب نماز سے فراغت پا چکے تب لوگ ماجرا عرض کئے عبد اللہ ابن زبیر فرمائے ای پروردگار بخش دے
ان لوگوں کے اس کام کو اور بعضے عالمان کسی بزرگ سے عناد و حسد رکھنے کے سبب سے چمار سے ساخت کرکے سورۂ اخلاص کاغذ کی دو ٹکڑوں پر لکھ اس بزرگ کے نعلین
میں سلوا دئیے وہ بزرگ بے خبر اسکو پہن لئے ایک روز وہ حاسد عالمان بادشاہ سے عرض کئے کہ فلانا بزرگ بے دین ہو گیا ہے کہ سورۂ اخلاص کاغذ پر لکھ کر اپنے نعلین
میں سلوایا ہے بادشاہ اس بزرگ کے نعلین منگوا کر چیرواکے دیکھا تو ان عالموں کی بات کو سچی پایا اور اس بزرگ کو قتل کر ڈالا۔ اور جناب غوث

اعظم محبوب سبحانی اور حکیم الٰہی ثنائی اور شیخ اکبر اور امام ابو حنیفہ اور شافعی اور مالکی اور حنبلی اور عبد اللہ البخاری مؤلف صحیح بخاری کا ہی اور اکثر محدثین اور
مجتہدین اور مجدد الف ثانی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ کی توہین وتکفیر ہوگئی ہی اور صوفی سرمد مقتول ہوگئے تو اس سے معلوم ہوا کہ تکفیر وتشنیع اور بہتان اور نقصان
اولیائے عظام اور علمائے کرام ہی پر ہوتی ہیں ایسے لیسے پر اسطو کے ما تا ان نہیں ہوتے چنانچہ ایسے ہی مقام میں حضرت شیخ عبد الحق محدث بھی لکھے ہیں کہ ہر کہ
فاضل تر محسود تر پس اس تکفیر ومصیبت کی بدولت سید اعظم خواص حضرت شریعت وطریقت جامع علوم ظاہری وباطنی محی سنت قامع شرک وبدعت اور سنی پاک
تھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان بزرگوں کی صف میں داخل ہوگئے مگر غم یہہ ہی کہ اکثر لوگوں کا نقصان ہوگیا کہ راہ نیک پر آنیوالے تھے سو باز رہے اور نادر
صرف جاہل جو ابلہ فریبوں کی باتوں اور تہمتوں پر فریب کھا اول سے توبہ کرکے خراب ہوگئے اور بہت لوگ سید واعظ کی تکفیر کرکے اور بے قید کلمہ کفر بول بیٹھے کے
اور بیجا حرکتان کرکے کافر بن جاتے ہیں چنانچہ نائب مختار کا نک زردی سیندی پیا ہو لشہ میں سرخوش کہتا چلا جاتا تھا کہ ہم مولوی محمد علی صاحب کے مرید ہوکے
ترے در میں پڑے تھے اب مولوی جمال صاحب کے یہاں توبہ کرکے منکر ہوگئے اور عبد الرحمن مدرسی کے بچے پڑھا او اپنے حیدنشا کر دمیت جب بلور کو جاتا تھا تب موضع
کاویری پاک کے پرے تیلی کے چھپر میں گانجوؤں سے گانجا پینے کے باہمیں کچھ گفتگو کا اتفاق ہوا تو گانجوان بولے ایسی باتوں سے تو مولوی محمد علی صاحب بدنام ہوکے
چلے گئے۔ اور کتاب خانے محمد صادق نوایط کتاب رد شرک اور تیسیر الصلوۃ کو جسمیں آیات واحادیث بھرے ہوئے ہیں ایک دوری میں باندھ کر گلی گلی نجاست
میں گھسیٹا کرتا تھا جب چھوٹی مسجد کے قریب حلوائی کی دوکان کے سامنے عبد الرزاق دیندار کی جوتیاں تڑ تڑ کھایا تب اس حرکت ملعونی سے باز آیا اور دشمنان
دین حکمت الٰہی سے غافل جو بہت خوش ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو محمد علی کو کیسی ذلت ہوئی اور کیسے رنج وبلا میں پڑے مگر ہمکو کچھ نہ ہوا واہ کیا خوش بات ہے کہ ادھر تو
محمد علی کے غلامی کا دعوا پھر ادھر محمد علی کی یہہ کچھ توہین سچ کہا کسی نے جو کہا لا خیر فی العبید صاحب یہہ گفتگو فقط انکی گمراہی کی ہے کیونکہ سید واعظ جو بلا
وستم خدا کی راہ میں اٹھائے سو اپنے جد کی میراث پاکر کامیاب دارین ہوا اور انکے جد پر جو ظلم وستم ہوا اور ان پر اسّی سال تک منبروں پر لعن وطعن ہوتی تھی سو
اظہر من الشمس ہی بھلا سید واعظ پر اسقدر ہونا کیا عجب اور اس بات میں ذلت کا کیا ذکر ہاں جو لوگ کہ اسکو ذلت سمجھتے ہیں سو یزیدیوں میں داخل
ہوگئے ہیں کسی نے کیا خوب تاریخ کہا ہی **قطعہ** بر محمد علی جفای بتن ٭ رفت چون خور شام بر حسین ٭ ہست تاریخ این بلای عظیم ٭ یاد مظلومی
امام حسین ٭ اور اگلے زمانہ میں دیکھئے کئی بزرگوں کی تکفیر ہوگئی بلکہ کیونکر قتل بھی کر ڈالے لیکن انکے مریدوں کو کسی نے کچھ نہ پوچھا تو بہ لینے کا تو کیا ذکر
ہی مگر **بیت** مرزا حادثہ این زمانہ آمد یاد ٭ شکست بیعت شبیر وجود ابن زیاد ٭ ذرہ غور کیجیے کہ جو بدبختان ان بزرگوں پر تکفیر وتشنیع کر چکے
اور کئی طرح کا ظلم وستم کر گذرے اور جناب مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ پر اسّی سال تک مروانیان منبروں پر لعن طعن کیا کرتے تھے اور جناب سید الشہدا وغیرہ کو
پانی سے ترسا قتل کر ڈالے سو انکو پر معاً کچھ سزا نہوئی اور نہ ان ظالمان بے دین سے دولت وحکومت جاتی رہی مشہور ہی کہ یزید علیہ اللعنۃ پہلے سالمین
نقرس کی بیماری میں مبتلا ہو بعد اسکے اور بیماریاں اسپر مستزاد ہوکے تیسرے سال موا اور عبید اللہ بن زیاد سید الشہدا کے خون کے مکافات میں تین سال
مارا گیا منتقم حقیقی جل قدرتہ دیرگیر وسخت گیر ہی اور انکے عمر بے سزا کو موقوف رکھا ہی قال اللہ تعالیٰ انما نملی لہم لیزدادوا اثما یعنے کیا اللہ تعالیٰ
مہلت نہیں دیتے ہیں ہم انکو مگر اسواسطے کہ گناہ انکے زیادہ ہوں قال اللہ تعالیٰ ولا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظالمون انما یؤخرہم لیوم
تشخص فیہ الابصار یعنے اور مت خیال کر کہ اللہ بے خبر ہی انکاموں سے جو کرتے ہیں بے انصاف انکو تو چھوڑ رکھا ہی اس دن پر جسمیں اوپر لگ جاویگی آنکھیں انتہیٰ
اگر ہماری ہدایت وعبرت کے واسطے دشمنان اہل بیت کو کچھ قریب سزا ہو جاوے تو بعید نہیں وھو علی کل شیء قدیر اور اشتہار نامہ مذکور میں لکھا ہوا ہے
کہ چونکہ حسب معہود فردای آن بعد نماز جمعہ در مسجد جامع والاجاہی بر سر منبر استادہ قرطاس مذکور را در دست گرفتہ بحضور عامہ مسلمین کلماتی گفتند بعض مضمون
وثیقہ متابعت نداشتند بلکہ بسبب استماع کلمات موحشہ کہ متضمن آن تعریف وتوصیف مولوی اسمعیل دہلوی وتمثیل خود با امام حسن رضی اللہ عنہ کہ

بادالی تمام مصلح لڑائی ہیں خلافی کرد بود اعتراض مرحکا کہ چرا تاویل در افراط و تفریط تقویۃ الایمان کردہ حکم تکفیر معتقدش نمودہ بود سوخ عقیدۂ ایشان
بر مضامین این کتب دانستہ شد لہذا لکھا گیا کہ مومنین اعلام دادہ میشود کہ ایمان خود را از دست بدہ این فرقہ نکاہ مارنہ دبا نددام ارادت ایشان نیفتند
عاقبت خود را تباہ نسازند انتہی یار و سید واعظ تو جیسا وثیقہ پر مہر کر دیئے تھے ویسا ہی مسلمانوں کے حضور میں بیان کر چکے اور مولویان بھی اسوقت بول چکے
کہ صلح ہو چکا عالموں سے فساد مٹ گیا چنانچہ آگے مفصل اسکا ذکر ہو گیا ہے پس ظاہر ہے کہ سید واعظ کی تقریر وثیقہ کے مضمون کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتی
تھی تو صلح ہو چکی صلح ہو چکی کر کر کہنا کیا تھا اور کیونکر کہتے تھے کہ فرنگی محلی وقت عصر کے قریب تک صلح ہو گئی صلح ہو گئی کہا کرتا تھا اگر جناب سید تھا کہ
پھر مشورت ہو گئی تو صلح ٹوٹ جاتا اور سید واعظ کی تکفیر کا چرچا ہو گیا اور اسکے دلایل ابلہ فریب جو لکھے ہیں سو اسیر از نا شعور چند فریب نہیں کھاتا
ہے بلکہ اسیر رنج و تعجب کرتا ہے کیونکہ سید واعظ جو مولوی اسمعیل کی تعریف کئے کہ وہ عالم متبحر اور حافظ قرآن اور حاجی حرمین تھے اور تیس برس حدیث انکی نوکِ
زبان تھی جیت تک میں انکے پاس تھا کوئی بات خلاف سنت و جماعت کے انمیں نہ پایا اور سنا ہوں کہ دین محمدی کی تائید میں جان دئیے وہ بھی اس قید کے ساتھ کہ جب
میں دیکھا تھا تو ایسا تھا سو اس تعریف سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ سید واعظ رسول اللہ کی اہانت و حقارت کرتے ہیں یا آنحضرت کے دشمن ہیں یا آنحضرت
کے مراتب کے قایل نہیں ہیں معاذ اللہ بلکہ اس تقریر سے تو سراسر رسول اللہ کی محبت ٹپک پڑتی ہے واہ کیا خوب محبت رسول دلیل تکفیر ہو گئی سوا اسکے ملا علی
قاری رسالہ سلوک میں لکھے ہیں سو دیکھ لیجئے کہ شیخ الاسلام تقی الدین علی ابن عبد الکافی السبکی کہتے ہیں کہ شیخ محی الدین ابن عربی اور اسکے تابعین گمراہ
ہیں اور اسلام سے خارج حافظ زین الدین عراقی اور نور الدین ہیثمی کہتے ہیں کہ ابن عربی اور اسکے تابعان ضال اور اسلام کے طریقہ سے خارج ہیں حافظ
مفتی ابو زرعہ احمد بن حافظ عراقی کہتے ہیں کہ کچھ شک نہیں ابن عربی کی کتاب فصوص اور فتوحات مکی کفر صریح پر مشتمل ہونے میں اور شیخ الاسلام سراج الدین
بلقینی تکفیر ابن عربی کے تصریح کئے ہیں اور امام رضی الدین ابو بکر بن محمد بن صالح اور قاضی شہاب الدین احمد بن ابی بکر تکفیر شیخ محی الدین
کی اور انکی فتوحات کفر پر مشتمل ہونے میں تصریح کئے ہیں پھر قاضی شہاب الدین کہتے ہیں کہ جو کوئی اعتقاد کرے کہ ابن عربی کا عقیدہ حق ہے سو وہ
کافر ہوتا ہے بلا نزاع اور ابن مقری کہتے ہیں کہ جو کوئی یہود اور نصاری اور ابن عربی کی جماعت کے کفر میں شک کرے سو کافر ہے اور ابن عربی کے
تابعین کو سلام آپ ہو کر نکرنا اور انکے سلام کا جواب نہ دینا جب وے سلام علیکم کہیں وعلیکم بولنا کیونکہ یہود و نصاری سے بھی بدتر ہیں اور انکا حکم مرتدوں
کا حکم ہے اور جب کوئی انمیں کا مر جاوے تو اسپر نماز نہ پڑھنا حاکموں پر واجب ہے کہ اسکو جلا ڈالیں جو ایسے اعتقاد پر ہے کیونکہ وہ نجس ہے انس سے
بھی جو علی کو خدا کہتے تھے اور امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ انکو جلا ڈالے اور یہ بھی حاکم پر واجب ہے کہ محی الدین ابن عربی کے بنائے ہوئے کتابوں کو
جلا دے انتہی اور اظہر من الشمس ہے کہ سلف کے عالمان اور مشایخان اور ہمارے زمانے کے پیرزادے اور علما اور ملک العلما مولانا عبد العلی قدس
سرہ اور انکے مدرسے کے تمام علما اور طلبہ ہوا در جتنے جو محی الدین ابن عربی کی تعریف و توصیف کئے اور کیا کرتے ہیں بلکہ فصوص اور فتوحات
کی کی سند ان کمال رسوخ اعتقاد سے لائے اور لاتے ہیں پس ان مکفران ابن میت کی دلیل مہمل کے رو سے وے مردے اور زندے سب کافر ہو چکے بدستور
امام محمد غزالی اور قاضی عیاض اور شاذلی وغیرہ علما رحمہم اللہ تعالی کہ جنکی تکفیر ہو چکی ہے انکی تعریف و توصیف کرنیوالے اور کتاب احیاء العلوم
اور کتاب شفا وغیرہ پر اعتقاد رکھکے ان کتابوں کی سند لانیوالے مردے اور زندے سب کے سب کافر ہو گئے بھلا اب ان مدح کرنیوالے اور سند لانیوالے
بزرگوں کو معاف فرمائے ہیں یا نہیں اگر معاف فرمائے ہیں تو سید واعظ کو بھی معاف رکھو اگر معاف نہیں فرماتے تو انکو بھی کافر جانکر حکم کفر
کا انپر جاری کر ڈالو اور امام حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ کسی فعل کی پیروی میں تمثیل دینے سے کیا قباحت ہے کہ اتباع سنت تو عین ایمانداری ہے
افسوس اس علم و شعور پر کہ ایمان کی بات کو تکفیر کی دلیل ٹھہرائے ہوا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی امت کے علما کو انبیاء بنی اسرائیل کے ساتھ تشبیہ

فرمایا ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور ہوا ہے اسکے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم صلح حدیبیہ کئے سو کیا تم بھی صلح کر کر کے سید اعظم کو کہتے تھے سو شاید ہو گئے سبحان اللہ
تب تو سید اعظم کو رسول خدا کے ساتھ اور اُن عالموں کو کافروں کے ساتھ تمثیل دیئے تھے اس صورت میں تو صاف معلوم ہو گیا کہ حق سید اعظم طرف تھا
پھر امام حسن کی تمثیل کیونکر مخالف ہو سکیگی اور تمثیل کی حقیقت کتاب تنزیہ الانبیاء عن تشبیہ الاغبیاء میں جو امام سیوطی سے ہے کھلتی ہے تاویل ممکن تھی کہنے سے
کیا کفر لازم آیا کیونکہ بہت سے علما کے کلام میں جیسے محی الدین ابن عربی اور محمد غزالی وغیرہما کی کتابوں میں تاویں کئے ہیں اور وہ تاویل کرنیوالے کافر ہو گئے سوا
اسکے حدیث صحیح ہے حرم اللہ من المومنین ماله ودمه وعرضه وان لا یظن به الا خیر یعنے حرام کیا اللہ تعالی مومن سے اسکے مال کو اور اسکے خون ریزی کو
اور اُسکی آبرو ریزی کو اور بدگمان کرنا اُسکے حق میں سوائے گمان نیک کے انتہی اور تمامی کتب اسلامیہ میں لکھا ہوا ہے کہ وہمی اور گمانی قرینوں سے کسی مومن کے حق میں
بدگمانی ثابت کیا جائے اور جبتک کسیکی کلام میں احتمال خیر کا ممکن ہووے تب تک شر پر احتمال کرنا روا نہیں بحر الرائق اور دوسرے معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کے کلام میں
نود پر نون احتمال کفر کے پائے جاوین اور ایک احتمال اسلام کا ہووے تو مفتی کو لازم ہے کہ ایک احتمال اسلام کو ترجیح دیوے اور زبان تکفیر میں نکھولے پس تعریف
مولوی اسمعیل کی خصوص اس قید مذکور کے ساتھ اور تمثیل امام حسن کی اور بیان کرنا جواز تاویل کا سید اعظم کی بد اعتقادی اور تکفیر کے دلایل نہو سکینگے طرفہ
یہ کہ منبر پر ہزاروں کے روبرو کہتے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب سید صحیح النسب ہیں اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پوتے اور نواسے ہیں اور کہتے ہیں کہ اُنسے قولاً و فعلاً
کچھ خلاف سنت و جماعت کے نہیں صادر ہوا چنانچہ اشتہار نامہ مذکور میں بھی لکھے ہیں کہ ظاہر حال شان صلاح) میں دیکھو جو خاطر خواہ گمانی تاویل سے تکفیر
انکی کئے ہیں سو معلوم نہیں کسکی شرع کا مسئلہ ہے کہ ان بہتا ویل ویسی ہے جیسے یزیدیان سید اعظم کے جد امجد امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی و فاسق ٹھہرا کر اُنکے
جناب پاک کو فاسق ابن الفاسق کہتے تھے حتے کہ اسی تاویل سے انکو شہید کئے چنانچہ ملا علی قاری جو کسی ملحد کے بہر کے رد میں ایک رسالہ تصنیف کئے ہیں سو
اُسمیں لکھے ہیں وکم جنی التاویل الفاسد علی الدین واھله من جنایة فھل قتل عثمان الا بالتاویل الفاسد وکذا ما جری یوم الجمل وصفین
وقتل الحسین والحرة ـ یعنے کیا کچھ آفت لائی ہے تاویل فاسدین پر اور دینداروں پر پس عثمان رضی اللہ عنہ تاویل فاسد ہی تو مارے گئے اسیطرح جو کچھ گذرا جنگ جمل
کے روز اور صفین میں اور حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں اور حرہ میں انتہی شرع محمدی میں تو متفق علیہ مسئلہ ہے کہ کسی مسلمان کی طرف گناہ کبیرہ کی نسبت کرنا
بغیر پانے دلیل قطعی کے حرام ہے تکفیر کا تو کیا ذکر وہ تو ایک نہایت دشوار نازک مقدمہ ہے کہ تکفیر اد نا مومن کی کفر ہے چہ جائے علمائے باعمل تارک شرک و بدعت کی
خصوص سادات جلیل القدر کی کہ اجزاء رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں اشد کفر ہوگا کیونکہ اولاد بتول رضی اللہ عنہا بحکم آیۂ تطہیر مانند اہل بدر کے مغفور
ہیں خاتم المجتہدین ابن حجر مکی کتاب حسن التوسل میں لکھے ہیں کہ یجب احترام الشریف والرعایة الوصف القرابة الذی لا یسلب عنه بما یوجد منه من الابتداع
والرفض بل یجب معه ان ینجا شاعن سبابه ونحوه لان الولد العاق لا یمنعه العقوق من الارث والانتساب والظن الجمیل فی محو الصدیق والقادر
ان یعفو عمن وقع فیه عن اقارب حبه فعلیک بحسن الظن والشفاعة المحمدیة اصالت الذی والجنایات من اهل البیت اذ هم المذهوب عنهم
الرجس والمطهرون تطهیرا بالنص القرآنی حتے فهم بعض الاکابر من الآیة ان احدهم لا یخرج من دار الدنیا حتی یطهر من الدنس المعنوی بمرض ونحوه
ولو قبیل موته وایدذلک ان بعض الاکابر قال اذا وجب علی احد منهم حد شرعی اتمناه علیه علی سبیل ان العبد یطهر رجل سیده من قذر
وحل بها یعنے واجب ہے احترام سید کی اور رعایت اسکی بسبب قرابت داری اسکے رسول خدا کے ساتھ جو دور نہیں کی جاتی اُس سے بسبب صادر ہونے بدعت اور رفض
کے بلکہ واجب ہے کہ اُسکو گالی دینے سے پرہیز کریں اسلئے کہ باپ کا نافرمان بیٹا ارث سے محروم اور نسب سے دور نہیں ہوتا اور گمان نیک حقمیں مثل صدیق اور قادر
کے وہ ہے کہ معاف کرینگے اُس چیز کو جو صادر ہوتی تھی اُنکے حق میں اقارب سے اپنے دوستوں کے پس لازم کر لے تو نیک گمانی کو کے حقمیں اور شفاعت محمدیہ
از رو اصالت کے اہل بیت کے گناہگاروں ہے کو بیجا دور کئی گئی ہے اُنسے پلیدی گناہ کی اور پاک کئے گئے ہیں ازرو تطہیر کے جو نص قرآنی ہے

یہانتک بعضے اکابر ان آیۂ تطہیر سے سمجھے ہیں کہ کوئی اہل بیت سے نجاویگا دنیا سے جبتک پاک ہووے پلیدی باطنی سے بسبب بیماری اور مانند اسکے اگرچہ تھوڑا آگے
موتکے ہو۔ اور بعض اکابر ایسے کہے ہیں کہ جب کسی سید پر حد شرعی واجب ہووے تو جاری کرینگے ہم اسپر حد اس طور سے جیسا غلام پاک کرتا ہی بیٹھ صاحب کے پاؤں کو نجاست
سے جو انکے پاؤں کو لگی ہوا انتہی۔ اور مختصر فتوحات کے انتیسوین ۲۹ باب مین جو امام شعرانی اختصار کئے ہین لکھا ہوہی قال تعالی انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس
اھل البیت ویطھرکم تطھیرا فدخل اولاد فاطمة کلھم الی یوم القیمة فی حکم ھذہ الایة من الغفران فھم المطھرون بل ولا یظھر حکم ھذا الشرف لاھل البیت
الا فی الدار الاخرة فانھم یحشرون مغفور لھم واما فی الدنیا فمن اتی منھم حدا اقیم علیه کالتائب اذا بلغ الحاکم امرہ وقد زنا او سرق او شرب
اقیم علیه الحد مع تحقیق المغفرة کماعز وامثاله ولا یجوز ذمه وینبغی لکل مومن مسلم باللہ وبما انزل ان یصدق اللہ تعالی فی قوله لیذھب
عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا فیعتقد فی جمیع ما یصدر من اھل البیت ان اللہ قد عفا عنھم فیه فلا ینبغی لمسلم ان
یلحق المذمة بھم ولا ما یشین اعراض من قد شھد اللہ بتطھیرھم وذھاب الرجس عنھم لا بعمل عملوہ ولا بخیر قدموہ بل سابق عنایة
من اللہ بھم ذلک فضل اللہ یوتیه من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم یعنے اس آیت کے حکم یعنے مغفرت مین فاطمہ کی اولاد جو قیامت تلک ہووینگی
سو سب داخل ہین پس وہ سب پاک ہین اس حکم کا شرف اہل بیت کو جو ہی سو ظاہر ہوگا مگر آخرت مین کیونکہ ان سبھون کا حشر مغفرت کے ساتھ ہوگا لیکن
دنیا مین اگر کوئی انھون مین سے گناہ کرے تو اس گناہ کا حد ان پر قایم کیا جاویگا جیسا کوئی شخص گناہ سے توبہ کرے جب حاکم کو معلوم ہوا کہ اسنے زنا کیا
ہی یا چوری کیا ہی یا شراب پیا ہی تو اسپر حد قایم کرینگے اگرچہ اسکی مغفرت متحقق ہوئی ہی جیسا ماعز بدری کرکے ایک صحابی تھے زنا کرنے سے حضرت انکو رجم
کئے اور اسکی مذمت جایز نہین پھر جو مومن اور مسلمان ہی اللہ پر اور اللہ کی نازل کی ہوئی چیز پر سزاوار ہی تصدیق کرنا اللہ تعالی کی اس آیت مین
لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا سو اعتقاد کیا چاہئے کہ جو چیز اہل بیت سے صادر ہوتی ہی تو اللہ تعالی تحقیق انکو عفو کیا پس
مسلمان کو سزاوار نہین جو اہل بیت کی مذمت کرین اور انکی آبرو لیوین جنکو اللہ آپ پاک کیا ہون اور انھون کی نجاست دور کیا ہون انکے شہادت
دیا ہی یہہ مرتبہ انکو کچہ عمل نیک کئے ہون کرکے یا کچہ آگے نیک بھیجے ہو کرکے حاصل نہین ہوا ہی مگر سابق سے اللہ کی عنایت انکے حال پر ہی سو اس سے یہہ مرتبہ
حاصل ہوا یہہ اللہ کا فضل ہی جسکو چاہے اسکو دیوے اللہ بڑے فضل والا ہی انتہی۔ اور مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ سلسلۃ الذہب مین فرماتے ہین

ع معنی انما یرید اللہ ؛ این بود نزد عارف آگاہ ؛ کہ خدا راز لوث رجس و فساد ؛ ہست تطہیر اہل بیت مراد ؛ نیست پوشیدہ بر ذوی الافہام
کہ بود رجس بدترین آثام ؛ چون بود رجس ذات و عصیان ؛ نیست تطہیر آن بجز غفران ؛ پس ہمہ اہل بیت مغفور اند ؛ وز عقوبات آخرت دور اند
از گنہ چون بریست ذمۂ شان ؛ نتوان بہر آن مذمت شان ؛ از معاصی مدار شان معصوم ؛ واز ذمایم مساز شان مذموم ؛ الخ۔ اور مولانا شاہ
عبد العزیز محدث قدس سرہ کی تفسیر مین بھی مفصل مرقوم ہی دیکھلو اور ابن حجر مکی صواعق مین یہہ حدیث شریف لکھے ہین قال رسول اللہ صلی اللہ علیه
وآله وسلم من لم یعرف حق عترتی فلاحدی ثلث اما منافق واما ولد زنیة واما حملته امه فی غیر طھر یعنے فرمایا رسول خدا صلی
اللہ علیه وآله وسلم جو شخص کہ میری آل کا حق نہ پہچانا سو ان تین وجھون سے ایک وجہ ہوگا یا وہ منافق ہی یا ولد الزنا ہی یا اسکی ماں کو حیض کے وقت حمل رہا
ہی انتہی۔ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیه یہہ حدیث شریف روایت کئے ہین کہ من ابغض اھل البیت فھو منافق یعنے جو شخص کہ بغض رکھا اہل بیت سے
پس وہ منافق ہی اور دیلمی یہہ حدیث شریف روایت کئے ہین کہ اشتد غضب اللہ علی من اذانی فی عترتی یعنے سخت ہوا غضب اللہ کا اس
شخص پر جو ایذا دیا مجھے بسبب عترت میرے کے انتہی۔ اور ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین لکھے ہین من قال لعلوی علیو یا قصدا للاستخفاف
فقد کفر یعنے جو کوئی کسی سید کو حقارت سے چھوٹا سید کہیگا تو کافر ہی انتہی کسی نے کیا خوش کہا ہی ع ہر کس نہ آل طہ گرم عناد باشد ؛

از یک پدر بناشد ابن زیاد باشد ؎ دیکھئے جب سید گنہگار کا ایمان اوحترام قرآن وحدیث اور ائمہ کے قول سے اسقدر ثابت ہووے تو سید جلیل القدر عالم باعمل کا
کیا کچھ رتبہ ہوگا افسوس نہ خدا سے در نہ رسول سے شرمائے ایسے سید بزرگ کی تکفیر ٹھہراں کرکے اپنے ہاتھوں سے آپ تکفیر کی بُری بلا مین گرفتار ہوگئے الہی توفیق
توبہ کی دی طرفہ عجب یہہ ہے باوجودیکہ سوال کا شقہ جو پہلے نائب مختار کی معرفت سے سید واعظ کے پاس بھیجا گیا تھا اور بعد اُسکے وثیقہ کا کاغذ لکھکر سید واعظ
کا مہر کروالینے کے لئے جو نائب مختار کے ہاتھ سے بھیجے تھے سو اُن دونو کاغذ مین لفظ سید لکھے ہین اور بالائے منبر سید واعظ کی سیادت پر ہزارون کے روبرو گواہی
دئیے اور پوچھنے والون کے سامنے بھی کہے اور رکھتے ہین کہ وہ سید تھے پھر اُنکی تکفیر کے واسطے سید کا لفظ اُنکے نام سے نکال ڈالے ہین سبحان اللہ لفظ سید کو نکالے تو
کیا ہوا ذات سید کی تو تکفیر کر چکے اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ جسکو چاہین سید بنا دین اور جسکو چاہین سید ی سے نکال دین یار و یہہ کچھ عجب نہین فرنگی محلی اور
کوٹ کے قاضی مفتی تو ہین چنانچہ بیلوری حکیم زین العابدین کو جو اندنو نہین طبیب بن بیٹھا ہے سید بنا ڈالے حالانکہ اُسکے باپ کا نام شیخ نظام الدین ہے سو
ہزارون پر مشہور ہے جب لوگ صدر کوٹ کے قاضی ارتضا علیخان اور مفتی عبد الودود اور حسن علی سے اور فرنگی محلی سے سید واعظ کی تکفیر کے باب مین کچھ پوچھین
تو فرنگی محلی کبھی کہتا کہ یہہ بات ہمسے مت پوچھو نواب سے پوچھو کبھی کسی کے روبرو بولتا کہ وہ بیشک سید ہین کبھی تو کافر بنا دیتا اور رشید الدولہ کے یہان مجلس
مین ربیع الاول کے فاتحہ کی بولا اگر میرا بس چلتا تو دو مہینے تک سید واعظ کو پانی سے ترسا کر مار ڈالتا یہہ یہہ تو ابن زیاد کا بیٹا پایا جاتا ہے کیونکہ
زادہٴ ظالم ستمگر میشود ؎ تیغ چون بشکست خنجر میشود ؎ غضب تو یہہ ہے کہ بعد تکفیر سید واعظ کے علانیہ منبر پر بولا کہ شفاعت کے بحث کے رُو سے مجھے کھانا
پانی خوش نہین لگتا تھا اور رات کو نیند نہین آتی تھی لیکن آج پیٹ بھر کھانا کھایا پانی پیا اور نیند بھر سویا سبحان اللہ محب رسول ہون تو ایسے ہون کہ
اہل بیت کی تکفیر سے پیٹ بھرین اور پیاس بجھاوین اور آرام پاوین صدر کوٹ کے قاضی اور مفتیون مین سے ہر ایک کسیکے روبرو کہتا کہ وہ سید ہین اُنکو کون
کافر بولیگا جو اُنکو کافر بولا سو وہ کافر ہے اور کسی سے بولتا کہ اُنکے مریدون کے پیچھے نماز مت پڑھو اور کسیکو سنا دیتا ہے کہ ہم اُنکے مریدون کے پیچھے نماز پڑھینگے
اور پڑھے بھی ہین اور کسی سے کہتا کہ ہم اور دوسرے عالمان نواب کو کہہ دئیے کہ مولوی اسمعیل کی تعریف وغیرہ سے کچھ عہد سکتی نہین ہوئی لیکن نواب تہدیداً
ایسا کئے ہین حتے کہ صدر کوٹ کے قاضی نے ایک روز حکیم عبد القادر خان سے کہ جسکی مہر تکفیر کے اشتہار نامہ مذکور پر ہے کہا مین نواب کے فریب مین آگیا
مگر آئندہ پھر کسی اور مقدمہ مین قلم ناتھا ونگا چنانچہ حکیم مذکور جب ارکات کو نواب کی طرف سے گئے تب ایک روز مسجد مین کوئی پیرزادہ سید واعظ کی تکفیر
کرتا تھا سو سنکر اسکو سخت منع کئے اور قاضی مذکور سے جو تقریر سنے تھے بیان کرکے کہے کہ تکفیر بہت بیجا ہے یار و حکیم مذکور اب تو مرحوم ہو چکے مگر جو صاحب
کہ اُنکی زبان سے علانیہ مسجد مین سنے ہین سو بفضلہ تعالے آج موجود ہین اور جب قاضی مذکور سے نواب عظیم الدولہ مغفور کے بیٹے شمس الدولہ پوچھے کہ سید واعظ
کی تکفیر کیا جائے یا نہین قاضی مذکور بولا کہ وہ مسلمان ہین تکفیر نکیا جائے اور اب آفرین صدر کوٹ کے مفتی عبد الودود کی دینداری در استگوئی پر کہ آخر
جو حقیقت تھی سو صاف صاف کہہ دئیے کہ ہمنے اچھا منصوبہ گانٹا تھا کہ وثیقہ مولوی محمد علی سے لکھوالیکے اس کاغذ کو کلکتہ اور ہندوستان بھیجوا دینا کہ دیکھو
محمد علی خود تقویۃ الایمان کو بدتر ٹھہرا کاغذ لکھہ دیا ہے تاکہ وہان کمال رسوائی اُسکی ہو جاتی لیکن نواب جبری جلدی کرگئے اور ہمارا منصوبہ ٹھیک نہ بنا اور
نائب مختار فرماتے تھے کہ جیسا عالمان مسئلہ لکھہ دئیے ویسا عمل مین لایا ہون اگر کلکتہ کے عالمون سے دو چار عالم تقویۃ الایمان کی بہتری پر مہر کر دیوین تو
کوئی ہو تو ہو مین تو اُنکی طرف ہو جاؤنگا لیکن آخر وعدہ خلافی ہوگئی چنانچہ آئندہ معلوم ہو جائیگا یار و تم ہم اب کسکو سچے کہنا اور کسکو جھوٹھے اپنی تو ان
پر کسی نے کیا خوب کہا ہے اگر ایک روز مجسٹرٹ کی حکومت اپنے کو ملجاوے تو بسبب فیصلہ کر ڈالتا ہون جھوٹھہ سچ کھل جاویگا اور جب فرنگی محلی امیر الدولہ خاندانی
سے سید واعظ کی ملاقات کو جا نکلے گناہ کا توبہ لینا جامع مسجد مین منبر پر مقرر کیا تو قاضی صدر کوٹ اور اسکے دونو مفتیان عبد الودود اور حسن علی مالک توبہ
کے گھر یعنے فرنگی محلی کے یہان جاکر سفارش کئے کہ وہ مرد ذی عزت ہے شادی محل مین انکا توبہ لیوین تو بھلا ہے لاکن توبہ فرمائے کہ مسجد مین توبہ

لونگا تب قاضی مذکور وغیرہ بولے کہ تو یہہ مسجد ہی مین لینا اور گھر مین نہ لینا کون سی کتابون مین ہے بالک تو نے جواب دیا کہ تم ہم خوب جانتے ہین کہ مولوی محمد علی سید صحیح النسب
اور عالم باعمل و واعظ جلیل القدر تھے اور اُن سے کوئی قول و فعل خلاف شرع سرزد نہوا تھا پھر جو انکی تکفیر کئے سو کون سے مسئلہ کے رو سے تھا جیسا تو اب کہتے گئے ویسا
کرتے گئے ویسا ہی پھر بھی ہوگا ای ایماندارو ذرہ غور کرو کہ یہ کام دیندارونکے ہین یا بے دینون کے اور حق و ناحق سمجھلینے عقلمندونکو یہہ بات بس ہے اور اِنہا
باتونکو چھپانا دنیا مین ہو سکتا ہی لیکن آخرت مین سوا ہان ہان کہنے کے اور کچھ دم نہ مار سکوگے حاصل کلام جب کہ اشتہار نامہ مذکور کے رو سے تقویۃ الایمان
اور رسالہ حزم علی یعنے نصیحت المسلمین دونو مردود ہوچکے اور اُنکے معتقد کافر بنگئے اور فقط مولوی اسمعیل دہلوی کی تعریف و توصیف اور تمثیل امام حسن کی رفع فساد
مین اور جواز تاویل کا بیان جو از روے شرع کے کچھ بد نہیں تھا سید واعظ کی تکفیر کی دلیل قطعی ہوچکی تو قاضی صدر کوت اور مفتیان وغیرہ باوجود یسی حکومت
و دینداری کے اور اُن رسالونکی بدیون سے کماحقہ واقف ہونیکے چھہ سات سال کے عرصہ سے ابتک جو حضور مین مسلمانونکے منبر پر انکی بدیان بیان نکئے اور مومنون
کو اُنپر عقیدہ رکھنے سے اسطور پر باز نرکھے بلکہ برعکس اسکے چار سال کے بیش از رسالہ حزم علی یعنے نصیحت المسلمین کو جو چھاپے کی نقل مطالعہ کر یہہ رسالہ اول سے
آخر تک قابل وعظ ہی کر کے اُسپر مہران کرا در رقعے لکھ نور محمد کے ہاتھ سے موضع والمباڑی کو مولوی محمد میر صاحب کے پاس بھیجے چنانچہ بعد اسکے ویلوری
علی پیران مشایخ کے جعفوی سید ابوالحسن اسی رسالہ کی صحت پر چتور کے قاضی مولوی مقیم صاحب اور مفتی ولی محمد صاحب سے بھی سندان لکھوا لیے اور اسی
سبب سے اس رسالہ پر ہزارون مسلمانان ابتک عقیدہ رکھے اور سیکڑون انہی عقیدہ پر مر بھی ہو گئے لیس قاضی مذکور وغیرہ اپنے ہاتھون سے آپ اشد
کافر ہوچکے یارو جبتک وہ سب منبر پر علانیہ توبہ نکرین تب تک اونکے ساتھ تمام رسوم اسلام کے بجالانا یعنے اقتدا کرنا اور السلام علیکم و علیکم السلام لونا
اور انکے جنازے پر نماز پڑھنا اور تہنیت تعزیت عیادت وغیرہ ادا کرنا حرام ہے کیونکہ آپ گمراہ ہونیکے قطع نظر ہزارون مومنونکو گمراہ کر چکے غضب
تو یہہ ہی کہ مفتی حسن علی نے حکیم تقی نواز خان سے کہا تھا کہ کتاب تقویۃ الایمان کو تمام و کمال دیکھا ہون انمین تمام آیات و احادیث کا معنی صحیح اور
قابل عمل ہی اب اُس کتاب کے مردود ہونے پر اُنو بھی مہر کر دئیے ہین اور فرنگی محلی اپنے مکان مخصوص مین ایک روز انہی ایام فساد مین روبرو شاہ
سید قاسم صاحب قادری اور قادر بادشاہ صاحب وغیرہ کے مجمع مین اپنے معشوق سے یہہ شعر پڑھا کہ مصرعہ پھر جا بیگم جمع آیند سادات
فسادات فساد ات فسادات تو بعضے پوچھے سیدون سے کب فساد ہوا تھا جواب دیا کہ دیکھو علی کے وقت مین اور امام حسین کے وقت مین
کیسا فساد ہوا تھا اور اب مولوی سید محمد علی کے وقت کیسا فتنہ و فساد ہوا ہی یارو دیکھو تو کسقدر جناب علی کرم اللہ وجہہ اور امام حسین رضی اللہ
عنہ کی اہانت عظیم کیا ہی اور انکو مفسد بنایا معاذ اللہ یہہ تو خارجی ہو گیا ہی اور جب امیر الدولہ خاندانی کے توبہ نامے مین فرنگی محلی اپنے عقیدے کے
موافق لکھا تھا کہ خدا و رسول کو حاضر و ناظر جانکر توبہ کرتا ہون تب قاضی صدر کوت اور اسلمی وغیرہ اعتراض کئے کہ یہہ بات تو شرک ہے
اسلئے کہ ہر جگہہ حاضر و ناظر رہنا اللہ ہی کی شان ہے رسول کی نہین تو فرنگی محلی اُسپر اصرار کیا یہ باطل بات حق کیونکر ہو سکتی آخر کچھ نہ بن پڑی چنانچہ
اسی بات پر قاضی صدر کوت نے کہا تھا کہ انشاء اللہ تعالی اس شخص سے منبر پر توبہ لونگا لیس اس اہانت عظیم خلیفہ معظم اور امام مکرم سے اور
اس عقیدہ شرک سے بھی کافر ہو گیا اور اسلمی نے زمانِ سابق مین روبرو احمد رضا صاحب پوتے امام صاحب مدرس کے کہا تھا کہ حسنین صحابی
نہین ہین صاحب موصوف مولوی محمد غوث مرحوم سے یہہ کیفیت بیان کئے تو مولوی محمد غوث اس بات کو رد کر کے اسلمی کو خوب ذلت دئیے تھے اور
سنا جاتا ہی کہ خادم آل نبی محمد مظفر خان بہادر نواب الف خان کے فرزند کے روبرو اُس نے جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کو جہالت سے مار
گئے تھے کہا تھا تو بہادر موصوف اُسکو مارنا چاہے لیکن بہادر موصوف کے مصاحبون کی کمک سے جان بچا کر بھاگ گیا تھا چنانچہ اسی کا تربیت یافتہ
حاجی مراد قدیم جامع مسجد مین جو بھوتی مسجد کر کے مشہور ہے کئی لوگون کے روبرو حال مین کہا ہے کہ حاکم فاسق کی بیعت جائز ہے بعضے پوچھے

جناب امام حسین یزید سے بیعت نکرکے اُس سے لڑکے موئے سو شاید شہید نہین ہوئے تب مُرادنے جواب دیا کہ ہان شہید نہین لیکن یزید جو اُنکو اُنکے وطن کو نجانے دیکے
قتل کیا سو اسلیئے اُنکو مظلوم کہینگے اورحال مین تو مشہور معروف ہی کہ معروف صاحب مرحوم اور ایک بزرگ جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کیبیتی
کرکے پوچھے تو اسلمی خارجی بولا کہ ہاں گزیدہ کی سرکی شہادت ہی حالانکہ ظاہر ہی کہ جنکی شہادت مین کئی احادیث وارد ہین اور تمامی علمائے کبار اُنکو سید الشہدا
لکھتے ہین اور جناب علی کرم اللہ وجہہ اُنکے ہی اُس جناب پاک کے یار و رفیقو نکی شان مین ہم خیر الشہداء عند اللہ بعد الصحابہ فرما چکے ہین باوجود اسکے اس
جناب پاک کی کیا کچھ بڑی اہانت کیا ہی پس معلوم ہوا کہ یہہ ذات مقدس رافضی کا بھائی خارجی اور دشمن اہل بیت ہی اور پھر ایک بار یہی کہا تھا کہ حسنین
کو کیا فضیلت ہی جیسے اور صحابہ ان کی اولاد ہین ویسے ہی یہہ بھی ہین اور مکہ معظمہ کی شکایت مین گھر سے لکھ بھیجا تھا ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ
الظالم اھلھا۔ یعنے ای ہمارے پروردگار نکال ہمکو اس قریہ سے کہ یہان کے باشندے ظالم ہین اور کہتا ہی کہ حرم مین زنا ہوتی ہی اور اپنے رفیق حاجی غا
سنرک کو اُسپر گواہ رکھتا ہی معاذ اللہ اللہ کی پناہ اور سوا اسکے قاضی صدر کوٹ جس فتوی مین لکھے تھے کہ اگر ماکیانی یا شاتی برای نذر بزرگے معین
کنند بعد ازان اگرچہ بر بسم اللہ ذبح کنند حرام است خوردن آن انتہی اس فتوی پر اپنی مہر و دستخط کیا کہ سب صحیح ہی بعد چند روز کے نفسانیت سے اپنی بنائی ہوئی
کتاب سفینۃ النجات مین لکھا ہی کہ جانور کسی کے نذر کئے تو کیا ہوا ذبح کے وقت تو خدا کا نام لیا جاتا ہی پس وہ جانور حلال ہی یارو کاش باوا صاحب
کا مرغا شاید اُسکو بہت اچھا لگتا ہی خوب بھاتا ہی حالانکہ اُسکی حرمت نص قرآنی اور احادیث اور اقوال فقہا سے ثابت ہی چنانچہ حنفیہ کے پیشوا مولانا شاہ
عبد العزیز محدث قدس سرہ سورۂ بقر کی تفسیر کے پانسو تینتوین صفحہ مین لکھے ہین وما اھل بہ یعنے وگر آن جانور کہ آواز برآوردہ شدہ و شہرت دادہ شدہ
درحق آن جانور کہ لغیر اللہ یعنے برای غیر خدا است خواہ آن غیر بت باشد یا روحی خبیث کہ بطریق بھوگ کہ بنام او بدہند وخواہ جنی مسلط بر خانہ یا سرائے
کہ بدون دادن جانور از ایذای سکنۂ آنجا دست بردار نشود یا توپ را روان کردن ندہد وخواہ پیری یا پیغمبرے را باین وضع جانوری زندہ مقرر کردہ
دہند کہ این ہمہ حرام ست ودر حدیث صحیح وارد ست کہ ملعونٌ من ذبح لغیر اللہ یعنے ہر کہ بذبح جانور تقرب بغیر خدا نماید ملعون ست خواہ در وقت ذبح نام خدا
بگیرد یا نے نیز الخ چون شہرت داد کہ این جانور برای فلانی است ذکر نام خدا وقت ذبح فائدہ نکرد چہ آن جانور منسوب بآن غیر گشت وخبثی در وی پیدا
گشت کہ زیادہ از خبث مردار ست زیرا کہ مردار بے ذکر نام خدا جان دادہ است وجان این جانور را از ان غیر خدا قرار دادہ گشتہ وآن عین شرک ست و
ہرگاہ این خبث در وی سرایت کرد دیگر بذکر نام خدا حلال نمی شود مانند سگ وخوک کہ اگر بنام خدا مذبوح شوند حلال نمیگردند وکنہ این مسئلہ آن است کہ جان
را برای غیر جان آفرین نیاز کردن درست نیست وماکولات ومشروبات ودیگر اموال را نیز اگرچہ از راہ تقرب بغیر اللہ دادن حرام وشرک ست اما
ثواب آن چیزہا را کہ عائد بہ دہندہ میشند از ان غیر ساختن جایز ست زیرا کہ انسان را میرسد کہ ثواب عمل خود را بغیر خود بہ بخشد چنانچہ میرسد کہ مال خود را
بغیر خود بدہد وجان جانور مملوک آدمی نیست تا او را کسبی نمو اند بخشید ونیز دادن مال از ینجہت مستوجب ثواب ست کہ آدمیان بوی منتفع می شوند وچون
مردہا بعد از مفارقت این جہان قابل انتفاع بعین مال نماندہ اند طریق نفع رسانیدن بآنہا در شرع چنین قرار یافت کہ ثواب اموال را کہ بہ مستحقان
برسانند بآنہا عائد سازند وچون جان جانور اصلا قابل انتفاع آدمی نیست در زندگی پس از مردگی نیز قابل انتفاع او نباشد آری ضحیہ از طرف مردہ
کردن در حدیث صحیح آمدہ است لیکن معنیش ہمین است کہ دادن جان برای خدا ثوابی کہ دارد بآن مردہ بخشیدہ شود نہ آنکہ ذبح برای مردہ کردہ آید وبعضے
جہال مسلمین درین مقام کج فہمی میکنند ومیگویند کہ گوشت را پختہ بنام مردہا دادن بلاشبہہ جایز ست وما نیز از ذبح کردن جانور بنام آن مردہ ہمین قدر
قصد میداریم برای فہمانیدن ایشان یک نکتہ کافی است کہ بایشان باید گفت کہ ہرگاہ شما ذبح کردن جانور بنام غیر خدا نذر میکنید اگر عوض آن جانور
گوشت بہمان مقدار خریدہ وپختہ بفقرا بخورانید در ذہن شما آن نذر ادا شود یا نے اگر می شود درست میگوئید کہ مقصود شما از ذبح غیر از

گوشت خورانیدن برای ثواب مرده نبوده الا التقرب بذبوح نذر و کرده آید و شرک صریح لازم میآید و در لفظ این آیت که در چهار جا از قرآن مجید وارد شده ما اهل باید کرد
ما اهل به لغیر الله فرموده اند نه ما ذبح باسم غیر الله پس ذبح کردن بنام خدا همراه شهرت دادن و آواز بر آوردن باینکه فلانی گاو و فلانی و بز فلانی میکند هیچ فائده نمیکند
گوشت آن جانور حلال نمیگردد و اهل را بر ذبح حمل کردن خلاف لغت و عرف ست هرگز اهلال در لغت عرب و عرف آن دیار آن الوقت بمعنی ذبح نیامده و هیچ شعر و هیچ عبارت
بلکه اهلال در لغت عرب بمعنی بلند کردن آواز و شهرت دادن ست چنانچه اهلال هلال و اهلال طفل نو تولد و اهلال بمعنی تلبیه حج وغیر ذلک مستعمل ست و اگر کسی گوید که
اهللت لله هرگز بمعنی ذبحت لله فهمیده نخواهد شد و نیز اگر اهل را بر ذبح حمل کرده شود پس ذبح لغیر الله مراد خواهد شد نه ذبح باسم غیر الله از کجا فهمیده شود تا مدعای
این مردم حاصل شود پس درین عبارت اهلال را بمعنی ذبح گرفتن باز لغیر الله را بجای باسم غیر الله ساختن تریب تحریف کلام الهی میدهد و در تفسیر نیشاپوری میگوید
اجمع العلماء لو ان مسلما ذبح ذبیحة و قصد بذبحها التقرب الی غیر الله صار مرتدا و ذبیحته ذبیحة مرتد انتهی کافران در جاهلیت در وقت
بر آمدن از خانه و دیار به نام بتان آواز میکردند و چون بمکه معظمه میرسیدند طواف خانه کعبه مینمودند این طواف ایشان نیز بخانه خدا هرگز از ایشان مقبول نبود و لهذا
حکم شد که فلا تقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا پس درین جا نیز چون آواز بر آوردند و مشتهر ساختند که این جانور از فلانی ست و بنام او ست و برای
او می کنیم و در وقت ذبح بنام خدا ذبح کنانیدند اصلا موجب ترتب حلیت نگشت و سرش آنست که نزد عوام طریق ذبح جانور بهر گونه که نفرست متعین ست برای
رسانیدن جان جانور برای هر که منظور باشد چنانچه فاتحه و قل و درود خواندن طریق متعین است برای رسانیدن ماکولات و مشروبات بارواح خواه بقصد
رسانیدن ثواب بآن ارواح نمایند یا بقصد تقرب و دفع شر و چاپلوسی و تملق آری ذکر نام خدا بر آن جانور وقتی فائده میدهد که قصد تقرب بغیر خدا را از
دل دور کرده و خلاف آن شهرت و آوازه و شهرت آواز دیگر دهند که ما این کار بسبب تیمم انتهی اور امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین وما اهل به لغیر الله کے معنی
مین لکھے ہین وقال ربیع ابن انس و ابن زید یعنی ما ذکر علیه اسم غیر الله پھر کہے کہ هذا القول اولی لانه اشد مطابقة للفظ
یعنے یہہ قول اولیٰ اسلئے کہ نہایت مطابقت ہی لفظ کے ساتھ انتہی اور شمس العلوم مین بھی لکھا ہی کہ مراد اس سے ما ذکر علیه اسم غیر الله ہی اور
تاج المصادر اور صحاح اور صراح مین لکھا ہی وما اهل به لغیر الله یعنی ما نودی علیه بغیر اسم الله یعنی جو چیز کہ پکارا گیا سوا اسیر الله کے نام کا
کا غیر انتہی - واخرج مسلم عن ابی الطفیل ان علیا رضی الله عنه اخرج صحیفة فیها لعن الله من ذبح لغیر الله یعنی مسلم ذکر کیئے کہ ابو طفیل
نقل کیئے کہ حضرت علی ایک کتاب نکالے کہ اسمین یون لکھا تھا کہ لعنت کرے الله اس شخص کو کہ ذبح کرے واسطے غیر الله کے انتہی - اور در المختار مین
لکھا ہی ذبح لقدوم الامیر ونحوه لواحد من العظماء یحرم لانه اهل به لغیر الله ولو ذکر اسم الله تعالی علیه
اور منح الغفار مین مرقوم ہی لو ذبح لقدوم الامیر و لقدوم واحد من العظماء لا یحل اکله ان ذکر اسم الله تعالی علیه لانه ذبح
لتعظیم غیر الله ولهذا لا یضربون بین یدیه بخلاف الذبح للضیف فانه لا یقدم بین یدیه وهو العادة اور قنیه مین لکھا ہی ذبح للضیف وسمی
الله تعالی علیه حل ولو ذبح لقدوم الامیر او واحد من العظماء وذکر اسم الله علیه لا یحل لانه میتة ویکفر بذلک والناس
عنه غافلون خواصهم فکیف عوامهم اور جامع الرموز مین ہی لو سمی و ذبح لقدوم الامیر او غیره من العظماء لا یحل وهکذا فی
الزاهدی اور اشباه النظائر مین ہی لو ذبح لقدوم الامیر او واحد من العظماء یحرم وان ذکر اسم الله تعالی علیه لانه
مما اهل به لغیر الله انتہی - ان سب قولون کے معنی کا حاصل یہہ ہی کہ ذبح کرنا قصد سے تقرب اور تعظیم کسی مخلوق کے حرام و کفر ہی اگرچہ بسم الله
بولکے ذبح کرے اور ذبح جو واسطے مہمان کے ہی سو روا ہی اسلئے کہ وہ قصد تقرب و تعظیم کے قصد سے نہین بلکہ اسمین فقط مہمان کو کھلانا مقصود ہے
اور نہایہ مین لکھا ہی وفی حدیث ابن عباس لا تاکلوا من معاقر الاعراب فانی لا امن ان یکون مما اهل به لغیر الله هو

عقرهم الابل كان يتبارى الرجلان في الجود والسخا فيعقر هذا ابلا ويعقر هذا ابلا حتى يعجز احدهما الآخر وكانوا يفعلونه رياء وسمعة وتفاخرا ولا يقصد

بدوجه الله فشبهه بما ذبح لغير الله یعنے ابن عباس کی حدیث مین ہے مت کھاؤ اُن جانورونکو جو بدوؤن نے فخر کے واسطے ذبح کئے ہین کیونکہ مین بے ڈر

نہین ہون جو ہووے ان چیزون مین سے جو اللہ کے غیر کے واسطے ذبح کئے گئے ہین وہ کیا ہے انکا اونٹان ذبح کرنا ہے جب دو شخص مقابلہ کرتے تھے سخاوت مین یعنے

اونٹان ذبح کرتا وہ بھی اونٹان ذبح کرتا یھان تک کہ ایک دوسرے کو عاجز کرتا اور یہہ کام کیا کرتے تھے دکھلانے اور سنانے اور بڑائی دکھلانیکے واسطے اور اللہ

کے واسطے کا قصد نہین رکھتے تھے سو اسواسطے اسکو حدیث مین اللہ کے غیر واسطے ذبح ہوئی سو چیز کی تشبیہ دئے ہین انتہی اور شیخ ابو الفتح کمال الدین دمیری حیوة

الحیوان مین ذکر الفرع مین لکھے ہین روى ابو داؤد باسناد حسن ان النبي صلے الله عليه وآله وسلم نهى عن معاقرة الاعراب وهي مفاخرتهم فانهم

يتفاخرون بان يعقر كل واحد منهم عددا من ابله فايهما كان عقره اكثر كان غالبا فكره النبي لحمها لئلا يكون مما اهل به لغير الله وروى

ابو داؤد ايضا ان النبي صلے الله عليه وآله وسلم نهى عن طعام المتباريين فائده حكى الامام العلامة ابو الفرج الاصبهاني وغيره ان الفرزدق

الشاعر اسمه همام بن غالب كان ابوه غالب رئيس قومه ووجه جفنة الى سحيم بن وثيل الرياحي رئيس قومه فلما وصلت الجفنة الى سحيم

كفأها وضرب الذي اتى بها وقال سحيم انا مفتقر الى طعام غالب اذا نحر هو ناقة نحرت انا اخرى فوقعت المنافرة بينهما فعقر سحيم لاهله ناقة فلما

كان من الغد عقر لهم غالب ناقتين فعقر سحيم لاهله ناقتين فلما كان اليوم الثالث عقر غالب لاهله ثلثا فعقر سحيم لاهله ثلثا فلما كان الرابع عقر غالب

مائة ناقة فلم يكن عند سحيم هذا العدد فلم يعقر شيئا واسرها في نفسه فلما انقضت المجاعة ودخل الناس الكوفة قال بنو رياح لسحيم جررت

علينا عار الدهر هلا نحرت مثل ما نحر وكنا نعطيك مكان كل ناقة ناقتين فاعتذر بان ابله كانت غائبة ثم عقر لهم ثلثمائة ناقة وقال للناس

شانكم والاكل وكان ذلك في خلافة علي بن ابي طالب رضي الله عنه فاستفتي في حل الاكل منها فقضى بحرمتها وقال هذه ذبحت لغير

ماكله ولم يكن المقصود منها الا المفاخرة والمباهاة فالقيت لحومها على كناسة الكوفة فاكلتها الكلاب والعقبان والرخم یعنے روایت کئے ابوداؤد باسناد حسن سے

کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم منع فرمائے کھانے سے گوشت کو اُن جانورونکے جو بدوان بڑائی اور فخر واسطے ذبح کرتے تھے اسطور سے کہ ہر ایک اُنمین سے ذبح کرتا تھا کتنے

اونٹونکو اپنے اونٹون سے یعنی جو اُنمین بہت اونٹ ذبح کرتا تھا وہی غالب ہوتا پس مکروہ رکھے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انکا گوشت کھانیکو تاکہ نہووے اُس چیز سے

جو ذبح کی گئی ہے اللہ کے غیر کے واسطے اور بھی روایت کئے ابوداؤد کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم منع کئے کھانیکو اُن دونوں کے جو آپسمین بڑائی جتلانے کیلئے دین

فائدہ حکایت کئے امام علامہ ابو الفرج اصفہانی وغیرہ کہ فرزدق شاعر جسکا نام ہمام بن غالب تھا اُسکا باپ غالب اپنے قوم کا سردار تھا ایک کاسہ بھیجا سحیم بن وثیل

ریاحی کو جو اپنی قوم کا سردار تھا جب وہ کاسہ سحیم کو پہنچا اُسکو اوندھا کر دیا اور مارا اُسکو جو لایا تھا اور کہا کہ مین غالب کے کھانے کا محتاج ہون جب وہ ایک

اونٹ کاٹیگا مین اور ایک اونٹ کاٹونگا پھر دونوں مین بڑائی جتلانا منظور ہوا سحیم اپنے لوگ واسطے ایک اونٹ کاٹا جب دوسرا روز ہوا غالب اپنے لوگ کے لئے

دو اونٹ کاٹا پھر سحیم اپنی قوم کی خاطر دو اونٹ کاٹا پھر تیسرے دن غالب اپنے لوگ کے واسطے تین اونٹ کاٹا چوتھے روز غالب سو اونٹ کاٹا سحیم کے یہان اتنا

نتھا پھر کچھ ذبح نہین کیا اور اپنے دل مین رکھ لیا پھر جب قحط کے دن جا رہے اور لوگ کوفے کو گئے بنی ریاح سحیم کو کہے ہمارے پر ہمیشہ عار رکھا کیون تو ذبح نکیا جتنا

او ذبح کئے تھے اور ہم تجھے دیتے ہر ایک اونٹ کی جگہہ دو دو اونٹان پھر عذر کیا سحیم کہ اونٹان اپنے غائب تھے بعد تین سو اونٹ کاٹا اور لوگونکو کہا کہ

کھاؤ اور یہہ معاملہ ہوا تھا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے خلافت مین پس فتویٰ پوچھا گیا اُن اونٹون کے گوشت کے حلال ہونے پر جناب امیر المومنین علی

کرم اللہ وجہہ فتویٰ دئے اُسکی حرمت پر اور فرمائے کہ یہ کھانے واسطے ذبح نہین ہوئے ہین اور اُس سے مقصود تھا مگر فخر و بڑائی جتلانا پھر ڈالے گیا گوشت اُن اونٹون

کا کوفے کے گھورے پر اور اُسکو کتے اور عقاب اور رنگدھ کھائے انتہی اور قد روى ابن ابي حاتم عن الجارود بن ابي سبرة قال كان رجل من بني رياح

يقال له ابن وثيل وكان شاعرا فاخر غالبا ابا الفرزدق بماء بظهر الكوفة على ان يعقر هذا مائة من الابل وهذا مائة من ابله اذا وردت الماء فلما وردت الماء قاما بالسيوف يكسفان عراقيبها قال فخرج الناس على الحمرات والبغال يريدون اللحم قال وعلى رضي الله عنه بالكوفة قال فخرج على على بغلة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم البيضاء وهو ينادي يا ايها الناس لا تاكلوا من لحومها فانها اهل بها لغير الله يعنے

روایت کیا ہی ابی حاتم کے بیتے نے ابی سبرہ کے بیتے جارود سے کہ تھا ایک شخص تھا بنی ریاح میں کا جو ابن وثیل کہلاتا تھا اور شاعر تھا مقابلہ کیا فرزدق کے باپ غالب سے ایک پانی پر جو کوفہ کے سامنے تھا اس بات کا کہ جب اونٹ پانیکو آوین تو یہہ سو اونٹ ذبح کرے اور وہ سو اونٹ پھر جب اونٹ پانی کو آئے دو تلوار لیکر کونچے مارتے کھڑے رہے سے راوی نے کہا کہ پھر لوگ گدھون پر اور خچرون پر سوار ہو نکلے گوشت لینے کے واسطے اسوقت علی رضی اللہ عنہ کوفہ مین تھے سو نکلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خچر پر سوار ہو کر جسکا نام بیضا تھا اور پکارتے تھے ای لوگو انکا گوشت مت کھاؤ کیونکہ یہے ذبح ہوے ہین اللہ کے غیر کے واسطے انتہی کیون یاروا اب اُس مرعیکی بات رہ گیا جھوٹھ یسو اسلی جو کمال توہین وتحقیر ابا بن حسنین رضی اللہ عنہما اور اہانت فاحشہ مکہ معظمہ کی کیا اور حرام چیز وفعل شرک کو حلال وجایز جانا اور اُن آیت اور احادیث وفقہا کے اقوال کے خلاف اُسپر فتوی دیا سو اُن وجوہات سے بھی آپنے نعوذ سے آپ کافر ہو گیا یہان ایک نادر بات سن رکھیے کہ مولوی ولایت علی رد شرک کی کتاب میں سولھوین صفحے سے سترھوین صفحہ تک اسی آیت مذکورہ کے مضمون کی دوسری ایک آیت کی تفسیر انھین اسناد مذکورہ کے معنی کے مطابق یہہ لکھے ہین کہ اللہ تعالی نے فرمایا حرمت عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما اهل لغير الله به فرمایا اللہ تعالی نے حرام کیا ہم نے تم پر کھانا مردیکا اور خون اور گوشت سور کا اور وہ چیز کہ مشہور ہو سوا اللہ کے اور کے نام پر انتہی سو اُسپر قاضی صدر کوٹ اور اسلمی و فرنگی محلی وغیرہ شاگردان بے شعور اور یاران حماقت معمور اپنے استادون اور آقاؤن کے اعتراضون پر نازان ہو کے رات بازون سے جھگڑتے ہین کہ دیکھو ولایت علی اس مقام میں قرآن کی معنی مین تحریف وتصحیف کیا ہی کیونکہ لکھا ہی کہ حرام کیا ہم نے تم پر کھانا مردیکا یعنے طعام میتہ افسوس صد افسوس آن بے شعور ونکو ہندی سمجھنے کا بھی شعور نہین کہ وہان تو لفظ کھانا معنی سے خون کے مربوط ومعقود ہے معنی سے طعام کے یاروان مردون کے کھانے پر مرتبو الونکی سمجھ ولیسی ہے جیسے ایک کوئی نے کسی کتاب فارسی مین لفظ کون بفتح کاف کیتین دیکھ کے کون بضم کاف سمجھا تھا آدیم بر سر مطلب اشتہار نامہ مذکور کے شروع مین لکھے ہین کہ چون کتاب تقویۃ الایمان مولوی محمد اسمعیل دہلوی و رسایل ولایت علی عظیم آبادی وخرم علی وغیرہ خلفاء سید احمد بزبان ہندی مشتمل بر تنقیص شان سرور عالم وانکار توسل وشفاعت دی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وانکار ہمدون عزتی بآن جناب سوای رسالت واہانت دیگر انبیاء و اولیاء از چند عرصہ درین ملک رواج یافتند الخ یار وادنا جھوٹھ اُن جھوٹھون کا یہہ ہی کہ اس ملک مین سوا تقویۃ الایمان اور نصیحت المسلمین کے رسائل ولایت علی رواج پانیکا تو کیا ذکر بلکہ اُنکے نام بھی کوئی نہ سنا تھا مگر اُسی فساد عظیم میں منشی مدنی کتب فروش ان رسالون کو لاکے دوتین رسالے بیچا تھا کہ نائب مختار خبر پاکر اُن سب رسالون کو ایکمشت خرید کئے اور پانی مین بھی غرق کروا دیئے باوجود اسکے تقویۃ الایمان اور رسالہ خرم علی کے ساتھ شریک کرکے لکھے ہین کہ از چند عرصہ درین ملک رواج یافتند اور ادنا جوری اُن چورونکی یہہ ہی کہ رسالہ خرم علی یعنے نصیحت المسلمین پر سابق مین تو مہران کر دئیے تھے اسلئے نصیحت المسلمین کا نام نہ لکھ کے فقط رسالہ خرم علی لکھے ہین غرض یہہ عاصی اُن کاذبون اور مفتریون کے ہر کذب وافترے کو اللہ تعالی کی توفیق سے اب مومنونکی خدمت مین بخوبی ظاہر کرتا ہین سکیۂ کہ ساتوین صفحہ مین نصیحت المسلمین کے لکھا ہی ہمارے حضرت بھی جب اللہ کا حکم پاوینگے تب قیامت کے دن شفاعت امت کی کرینگے اور نوین صفحہ مین اُسی کتاب کے مرقوم ہی جو پیغمبر کی شفاعت کی امید رکھتا ہو اسکو لازم ہی کہ پہلے اللہ کو راضی کرے انتہی اور تقویۃ الایمان کے اٹھاون صفحے سے چوسٹھوین صفحے تک لکھا ہی کہ اس جگہہ ایک بات بڑے کام کی ہی اسکو کان رکھکر سن لینا نہایت ضرور ہی کہ اکثر لوگ انبیاء و

شفاعت پر بہت بھول رہے ہین اور اسکے معنے غلط سمجھکر اللہ کو بھول گئے ہین سو شفاعت کی حقیقت یون سمجھ لیا چاہیے یعنے شفاعت کہتے ہین سفارش کو اور دنیا مین سفارش کئی طرح کی ہوتی ہے جیسے ظاہر کے بادشاہ کے یہان کسی کی چوری ثابت ہو جاوے اور کوئی امیر وزیر اسکو اپنی سفارش سے بچا لیوے سو اسمین ایک تو یہہ صورت ہے کہ بادشاہ کا جی تو اس چور کے پکڑنے ہی کو چاہتا ہے اور اسکی آئین کے موافق اسکو سزا ہی پہنچتی ہے مگر اس امیر سے دبکر اسکی سفارش مان لیتا ہے اور اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے کیونکہ وہ امیر اسکی سلطنت کا بڑا رکن ہے اور اسکی بادشاہت کو بڑی رونق دے رہا ہے سو بادشاہ یہہ سمجھا ہے کہ ایک جگہہ اپنے غصے کو تھام لینا اور ایک چور سے درگذر کر جانا بہتر ہے اس سے کہ اتنے بڑے امیر کو ناخوش کر دیجے کہ بڑے بڑے کام خراب ہو جاوین اور سلطنت کی رونق گھٹ جاوے اسکو شفاعت وجاہت کہتے ہین یعنے اس امیر کی وجاہت کے سبب سے اسکی سفارش چلی سو اس قسم کی شفاعت اللہ کے جناب مین ہرگز نہین ہو سکتی اور جو کوئی کسی نبی ولی یا امام وشہید کو یا کسی فرشتے کو یا کسی پیر کو اللہ کی جناب مین اس قسم کا شفیع سمجھے سو وہ اصل مشرک ہے اور بڑا جاہل کہ اسنے خدائی کے معنے کچھ بھی نہ سمجھے اور اس مالک الملک کی قدر کچھ بھی نہ پہچانی اس شہنشاہ عالی جاہ کی تو یہہ شان ہے کہ ایک آن مین ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑون نبی ولی اور جن وفرشتے جبرئیل اور محمد صلی اللہ علیہ کے برابر پیدا کر ڈالے اور ایک دم مین سارا عالم عرش سے فرش تک الٹ پلٹ کر دے اور ایک اور ہی عالم اسکی جگہہ قایم کرے کہ اسکے تو محض ارادے ہی سے ہر چیز ہو جاتی ہے کسی کام کے واسطے کچھ اسباب وسامان جمع کرنے کی کچھ حاجت نہین اور جو سب لوگ اگلے اور پچھلے آدمی اور جن جبرئیل اور پیغمبر ہی سے ہو جاوین تو اس مالک الملک کی سلطنت مین انکے سبب کچھ رونق بڑھہ نجاویگی اور جو سب لوگ ملکر شیطان اور دجال ہی سے ہو جاوین تو اسکی کچھہ رونق گھٹ نجاویگی وہ ہر صورت سے بڑون کا بڑا اور بادشاہون کا بادشاہ ہے اسکا نہ کوئی کچھ بگاڑ سکے اور نہ کچھ سنوار دوسری صورت یہہ ہے کہ کوئی بادشاہ زادون سے یا بیگماتون سے یا کوئی بادشاہ کا معشوق اس چور کا سفارشی ہو کر کھڑا ہو جاوے اور چور کی سزا نہ دینے دیوے اور بادشاہ اسکی محبت سے لاچار ہو کر اس چور کی تقصیر معاف کر دے اسکو شفاعت محبت کہتے ہین یعنے بادشاہ نے محبت کے سبب سفارش قبول کر لی اور یہہ بات سمجھی کہ ایکبار غصہ پی جانا اور ایک چور کو معاف کر دینا بہتر ہے اس رنج سے کہ جو اس محبوب کے روٹھہ جانے سے مجھکو ہوگا اس قسم کی شفاعت بھی اس دربار مین کسی طرح ممکن نہین اور جو کوئی کسیکو اس جناب قدس مین اس قسم کا شفیع سمجھے وہ بھی ویسا ہی مشرک ہے اور جاہل جیسا اول مذکور ہو چکا وہ مالک الملک اپنے بندون کو بہتیرا ہی نوازے اور کسی کو حبیب کا کسیکو خلیل کا کسیکو کلیم کا کسیکو روح اللہ وجیہہ کا خطاب بخشے کسیکو رسول کریم ومکین وروح القدس روح الامین فرماوے مگر پھر مالک مالک ہی ہے اور غلام غلام کوئی بندگی کے رتبے سے قدم باہر نہین رکھہ سکتا اور غلامی کے حد سے زیادہ نہین بڑھہ سکتا جیسا اسکی رحمت کے سبب ہر دم خوشی سے جھکتا ہے ویسا ہی اسکی ہیبت سے رات دن زہرہ پھٹتا ہے تیسری صورت یہہ ہے کہ چور پر چوری تو ثابت ہو گئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہین چوری کو اسنے کچھ اپنا پیشہ نہین ٹھہرایا مگر نفس کی شامت سے قصور ہو گیا سو اسپر شرمندہ ہے اور رات دن ڈرتا ہے اور بادشاہ کی آئین کو سر اور آنکھون پر رکھکر اپنے تئین تقصیروار سمجھتا ہے اور لائق سزا کے جانتا اور بادشاہ سے بھاگ کر کسی امیر وزیر کی پناہ نہین ڈھونڈھتا اور اسکے مقابلے مین کسیکی حمایت نہین جتاتا اور دمبدم اسکا منہہ دیکھہ رہا ہے کہ دیکھیے میرے حق مین کیا حکم فرماوے سو اسکا یہہ حال دیکھکر بادشاہ کے دل مین اسپر ترس آتا ہے مگر آئین بادشاہت کا خیال کرکے بے سبب درگذر نہین کرتا کہ کہین لوگون کے دلو مین اس آئین کی قدر گھٹ نجاوے سو اس مین کوئی امیر وزیر اسکی مرضی پاکر اس تقصیروار کی سفارش کرتا ہے اور وہ بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانیکو ظاہر مین اسکی سفارش کا نام کرکے اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے سو اس امیر نے اس چور کی سفارش اسلیے نہین کی کہ اسکا قرابتی ہے یا آشنا یا اسکی حمایت اسنے اٹھائی ہے بلکہ محض بادشاہ کی مرضی سمجھکر اسنے یہہ بات کی ہے کیونکہ وہ تو بادشاہ کا امیر ہے نہ چورون کا تھانگی جو چور کا حمایتی بنکر اسکی سفارش کرتا تو آپ ہی چور ہو جاتا اسکو شفاعت بالاذن کہتے ہین یعنے یہہ سفارش خود مالک کی پروانگی سے ہوتی ہے سو اللہ کی جناب پاک مین اسی طرح

کی سفارش ہو سکتی ہے اور جس نبی ولی کی شفاعت کا قرآن وحدیث میں مذکور ہے سو اسکے یہی معنے ہیں پس بندے کو چاہئے کہ ہر دم اللہ ہی کو پکارے اور
اسی سے ڈرتا رہے اور ہمیشہ اسکی التجا کرتا رہے اور اسیکو اپنا مالک بھی اور حمایتی بھی سمجھے اور جہاں تک خیال دوڑاوے اللہ کے سوائے اپنا کہیں بچاؤ نجانے اور کسی کی حمایت
پر بھروسا نکرے کیونکہ وہ خود بڑا غفور رحیم ہے سب کلیں اپنے ہی فضل سے کھول دیگا اور سب گناہ اپنی ہی رحمت سے بخشیگا اور جسکو چاہیگا وہ اپنے حکم سے اسکا شفیع
بناویگا غرض کہ جسطرح ہر حاجت اپنی اسکو سونپا چاہئے اسی طرح یہہ حاجت بھی اُسکے اختیار پر چھوڑ دیجئے جسکو وہ چاہے ہمارا شفیع کر دے نہ یہہ کہ کسیکی حمایت
پر بھروسا کیجئے اور اسکو اپنی حمایت کے واسطے پکارئیے اور اُسکو اپنا حمایتی سمجھکر اصل مالک کو بھول جائیے انتہی کہو اے ایماندارو ان عبارتوں میں انکار
شفاعت ہے یا اثبات شفاعت بالاذن ہے اور ایسے ہی اور دوسرے تفسیروں اور کتب عقائد وغیرہ سے بھی دیکھلو چنانچہ تفسیر خازن میں جو شیخ علامہ زین الدین
بغدادی سے ہے لکھا ہے قال تعالی من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ ای بامرہ وھذا استفہام انکار والمعنی لا یشفع عندہ احد الا بامرہ و
ارادتہ وذلک ان المشرکین زعموا ان الاصنام یشفعون لھم فاخبر انہ لا شفاعۃ لاحد عندہ الا ما استثناہ بقولہ الا باذنہ یرید بذلک
شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وشفاعۃ الانبیاء والملائکۃ وشفاعۃ المومنین بعضھم لبعض یعنے کہا اللہ تعالی من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ
یعنے حکم سے اللہ کے اور یہہ استفہام انکاری ہے معنی یہہ ہے کہ نہ شفاعت کریگا نزدیک اسکے کوئی شخص مگر حکم سے اُسکے اور ارادے سے اُسکے اور یہہ اسواسطے کہ
مشرکان لوگ کہ اپنے بتان شفاعت کرینگے پس خبر دیا اللہ تعالی کہ نہیں شفاعت کسیکی نزدیک اللہ کے مگر اذن سے اسکے اور ارادہ کیا اللہ تعالی اپنے قول
سے جو الا باذنہ ہے شفاعت کیتیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اور انبیا کے اور ملایکے اور مومنین کے جو بعض بعضوں کے لیئے کرینگے۔ انتہی جب کہ الا باذنہ میں ہمارے
پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انبیا اور ملایک اور مومنین داخل ہوویں تو پھر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذن ہو چکا کہنا کیونکر ہو سکیگا حضرت کو حکم ہو چکا
کہیں تو لازم آتا ہے کہ سبکو بھی حکم شفاعت ہو چکا ہو حالانکہ یہہ بات باتفاق غلط ہے اور صاحب تفسیر نیشاپوری بھی اسکا معنے بھی لکھے ہیں ویلزم منہ
ان یکون حکمہ جاریۃ فی الکل ولا یکون لغیرہ فی شیء من الاشیاء حکم الا باذنہ وامرہ وھو المراد بقولہ من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ
انتہی اور تفسیر کبیر میں جو امام فخر الدین رازی سے ہے لکھا ہے ان شفاعۃ الملائکۃ والانبیاء فی حق العصاۃ انما یکون باذن اللہ تعالی یعنے شفاعت
کرنا فرشتوں اور پیغمبروں کا گنہگاروں کے حقمیں نہوگا مگر حکم سے اللہ تعالی کے انتہی اور شیخ زین الدین بن علی المقری شاگرد ابن حجر مکی کے کتاب مرشد الطلاب
میں لکھے ہیں۔ واعلم انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یشفع لجمیع عباد اللہ بل یشفع لمن اذن اللہ فی شفاعتہ یعنے جانیو کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
شفاعت نکرینگے اللہ تعالی کے تمام بندوں کے لئے بلکہ شفاعت کرینگے اسکے لئے کہ جسکے لئے شفاعت کا اذن اللہ تعالی نے دیا انتہی اور فرمایا اللہ تعالی لا یشفعون
الا لمن ارتضی وھم من خشیتہ مشفقون یعنے شفاعت نہیں کرینگے مگر اسکے حقمیں کہ مرضی اللہ تعالی کی اسکی شفاعت میں ہو حالانکہ شفاعت کرنیوالے خوف سے خدا کے ترساں ہونگے
اور فرمایا اللہ تعالی لن تنفع الشفاعۃ عندہ الا لمن اذن لہ یعنے ہرگز نہ نفع دیگی شفاعت کسیکی اللہ تعالی کے پاس مگر اسکے حقمیں کہ جسکے لئے اللہ
تعالی نے حکم دیا انتہی۔ قال صاحب تفسیر جامع البیان فی تفسیر قولہ تعالی قل للہ الشفاعۃ جمیعا الآیۃ ای ھو مالکھا لا یستطیع احد
ان یشفع الا باذنہ ولا تنفع الا لمن اذن لہ یعنے کہے صاحب تفسیر جامع البیان تفسیر میں آیہ قل للہ الشفاعۃ جمیعا کی یعنے اللہ ہی مالک شفاعت کا ہے نہیں
طاقت رکھتا ہے کوئی شفاعت کرنیکی مگر اذن سے اللہ تعالی کے اور نہیں نفع بخشیگی مگر اسکے حقمیں کہ جسکے واسطے خدای تعالی حکم دیا انتہی اور محمد ہاشم بن
عبد الغفور بن عبد الرحمن السندی التتوی الحنفی کتاب فرایض الاسلام میں لکھے ہیں ان شفاعۃ نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسایر الانبیاء علیہم
الصلوات وشفاعۃ الاولیاء والعلماء والصلحاء بعد ان یاذن اللہ تعالی لھم حق یعنے تحقیق شفاعت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور تمام انبیا
علیہم السلام کی اور اولیا اور علما اور صلحا کی حق ہے بعد اذن دینے اللہ تعالی کے ان سبھوں کو انتہی۔ اور امام نووی شرح صحیح مسلم میں لکھے ہیں قولہ صلے اللہ

علیہ وآلہ وسلم فیاتونی فاستاذن علی ربی فیوذن لی قال القاضی عیاض یحتمل معناہ فیوذن لی فی الشفاعۃ الموعود بہا والصفا قال عیاض
جاء فی حدیث انس وحدیث ابی ھریرۃ ابتداء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد سجودہ وحمدہ والاذن لہ فی الشفاعۃ بقولہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امتی امتی یعنے قول نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی کہ پس آوینگے آدمیاں نزدیک میرے تو اذن چاہونگا مین اپنے پروردگار سے
پھر اذن دیا جاونگا مجھکو قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اسکا معنے یہہ کہتے ہین کہ پس اذن دیا جاونگا مجھے شفاعت کا جو وعدہ کیا گیا تھا اُسکا اور پھر کہتے قاضی
عیاض کہ آیا ہی حدیث مین انس اور ابی ہریرہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد سجدہ ہونے اور حمد کرنے اور اذن شفاعت پانے کے پہلا لفظ امتی
امتی فرماوینگے انتہی اور ملا جلال الدین دوانی شرح عقاید عضدیہ مین لکھتے ہین والشفاعۃ لدفع العذاب ورفع الدرجات حق لمن اذن لہ
الرحمن من الانبیاء والمؤمنین بعضہم لبعض یعنے حق ہی شفاعت کرنا عذاب کے دور کرنے اور درجون کے بلند کرنیکے لئے اُنکو کہ جنکو اذن دیگا رحمن یعنے
انبیا کو اور مومنونکو جو بعض کے لئے بعض کرینگے انتہی اور جامع صغیر کی شرح مین امام مناوی شرح مین حدیث شفاعتی لامتی کے لکھتے ہین والشفاعۃ انما ہی لمن
شاء اللہ شفاعتہ لہ من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ یعنے شفاعت نہین ہوگی مگر اسکے لئے کہ جسکی شفاعت اللہ تعالی چاہے کون ایسا ہے
کہ سفارش کرے اسکے پاس مگر اسکے حکم سے انتہی اور مواہب اللدنیہ کے چھٹوین مقصد کے پانچوین نوع کے دوسرے فصل مین لکھا ہی ثم وعدہ بما یقر بہ
عینہ وتفرح بہ نفسہ وینشرح بہ صدرہ وھو انہ یعطیہ فیرضی وھذا یعم ما یعطیہ من القرآن والھدی والنصر والظفر باعدائہ
یوم بدر وفتح مکۃ ودخول الناس فی الدین افواجا والغلبۃ علی بنی قریظۃ والنضیر وبث عساکرہ وسرایاہ فی بلاد العرب وما فتح علی
خلفاء الراشدین فی اقطار الارض من المداین وما قذف فی قلوب اعدائہ من الرعب ونشر الدعوۃ ورفع ذکرہ واعلاء کلمتہ و
وما یعطیہ بعد مماتہ وما یعطیہ فی موقف القیامۃ من الشفاعۃ والمقام المحمود وما یعطیہ فی الجنۃ من الوسیلۃ والدرجۃ الرفیعۃ والکوثر وقال
ابن عباس یعطیہ الف قصر من لؤلؤ ابیض ترابہا المسک وفیہا ما یلیق بہا وبالجملۃ فقد دلت ھذہ الآیۃ علی انہ تعالی یعطیہ کلما یرضیہ صحہ
واما ما یغتر بہ الجہال من انہ لا یرضی وواحد من امتہ فی النار او لا یرضی ان یدخل احد من امتہ النار فھو من غرور الشیطان لہم ولعبہ بہم
فانہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یرضی بما یرضی بہ ربہ تبارک وتعالی وھو سبحانہ یدخل النار من یستحقہا من الکفار والعصاۃ ثم یحد
لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدا یشفع فیہم ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعرف بہ وبحقہ من ان یقول
لا ارضی ان یدخل احد من امتی النار او یدعہ فیہا بل ربہ تبارک وتعالی یاذن لہ فی الشفاعۃ فیشفع فیمن شاء اللہ ان یشفع فیہ
ولا یشفع فی غیر من اذن لہ ورضیہ یعنے اللہ تعالی جو وعدہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُس چیز کا جو خنک ہووے اُس سے آنکھ حضرت
کے اور خوش ہووے اُس سے جان حضرت کا اور کشادہ ہووے اُس سے سینہ حضرت کا سو وہ یہہ ہی کہ عطا کریگا حضرت کو ایسی چیزان جو حضرت راضی ہوجاوینگے
اور وہ وعدہ عام ہی عطا کرنے سے قرآن اور ہدایت کے اور فتح ونصرت دینے سے اعدا پر روز بدر کے اور فتح مکہ کے اور فوج فوج دین مین داخل ہونے سے
لوگون کے اور بنی قریظہ اور نضیر پر غلبہ دینے سے اور پھیلانے سے لشکران اور ٹکڑیاں اُنکے بلاد عرب مین اور فتح پانے سے خلفائے راشدین کے روے زمین کے
شہرون پر اور ڈالنے سے رعب کے دلون پر اُنکے دشمنون کے اور دعوت اسلام کی پھیلنے سے اور ترقی پانے سے ذکر آنحضرت کے اور چرچا پانے سے کلمے آنحضرت
کے اور عام ہی اُس چیز سے جو عطا کرے بعد رحلت حضرت کے اور قیامت مین شفاعت اور مقام محمود سے اور اُس چیز سے جو عطا کرے جنت مین وسیلہ اور درجہ
اور کوثر اور ابن عباس کہتے ہین اللہ تعالی اُنکو ہزار محل دیگا سفید موتی کے اور اسکی مٹی مشک ہی اور اس مین وہ چیز ہی جو لایق اُسکے ہی الغرض
یہہ آیت دلالت کرتی ہی اس بات پر کہ اللہ تعالی اُنکو دیگا وہ جو اُنھون راضی ہووین لیکن جاہلان جو مغرور ہوتے ہین اس بات سے کہ نہین راضی

ہونگے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوزخ مین رہنے سے کسی اپنے امتی کے یا نہین راضی ہونگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہونیکو دوزخ مین کسی
اپنے امتی کے لیکن یہ بات انکی غرور اور فریب سے شیطان کے ہی کیونکہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہونگے اس چیز سے جو راضی ہوگا اس چیز سے
خدا تعالی اور جسے جانے دوزخ کے مستحقونکو یعنے کافرون اور گناہ گارون کو دوزخ مین ڈالیگا بعد اسکے مقرر کریگا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے
ایک حد ما عاصیون کے لئے شفاعت کرین اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو احکام الہی اور اسکے حقوق سے جیسا چاہئے ویسا عارف ہین ایسا نہ کہینگے کہ
میری امت سے کسیکو دوزخ مین داخل کرنے سے یا دوزخ مین رہنے سے راضی نہیں ہون بلکہ جب اللہ تعالی شفاعت کا اذن دیگا تو شفاعت کرینگے اوسی کی
کہ جسکے لئے اللہ تعالی انکو شفیع کریگا اور نہ شفاعت کرینگے اسکے سوائے جو اذن دیا گیا ہی اور راضی ہوا ہی اس سے اللہ تعالی انتہی۔ اور اسی کتاب کے آخر
مین لکھا ہی قال النووی ومن قبلہ القاضی عیاض انہ قد وقع فی حدیث حذیفۃ وابو ہریرۃ فیاتون محمدا فیقوم محمد ویوذن لہ فی الشفاعۃ
الحدیث یعنے کہے ہین امام نووی اور پہلے انکے قاضی عیاض بھی کہ تحقیق آیا ہی حدیث مین حذیفہ اور ابو ہریرہ کے آوینگے لوگ نزدیک محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے تو کھڑے رہینگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اذن دیا جاویگا انکو شفاعت کا انتہی اور تفسیر خازن مین لکھا ہی قال تعالی قل للہ
الشفاعۃ جمیعا ای لا یشفع احد الا باذنہ فکان الاشتغال بعبادتہ اولی لانہ ھو الشفیع فی الحقیقۃ وھو یاذن فی الشفاعۃ لمن یشاء من
عبادہ یعنے کہا ہی اللہ تعالی نے کہہ تو اے محمد اللہ ہی کو ہی شفاعت سب یعنے شفاعت نکریگا کوئی شخص مگر اذن سے اللہ تعالی کے پس مشغول ہونا اسکی
عبادت مین بہتر ہی کیونکہ حقیقت مین اللہ ہی شفاعت کرنیوالا ہی اور وہی اذن دیویگا شفاعت کا جسکو چاہیگا اپنے بندون سے انتہی اور امام اجل
ابن القیم زاد المعاد مین لکھے ہین من ظن ان للہ تعالی ولدا او شریکا او ان احدا یشفع عندہ بدون اذنہ فقد ظن بہ اقبح الظن و اسوء
یعنے جو کوئی گمان کیا کہ اللہ تعالی کو فرزند ہی یا شریک ہی یا کوئی شفاعت کرتا ہی نزدیک اللہ تعالی کے بغیر حکم اسکے پس وہ تحقیق نہایت بدگمانیان
کیا اللہ تعالی سے انتہی اور تفسیر کبیر مین ام اتخذوا من دون اللہ شفعاء قل اولو کانوا لا یملکون شیئا الایہ کی تفسیر مین لکھا ہی ان فی
یوم القیمۃ لا یملک احد شیئا فلا یقدر احد علی الشفاعۃ الا باذن اللہ تعالی فیکون الشفیع فی الحقیقۃ ھو اللہ الذی یاذن
فی تلک الشفاعۃ فکان الاشتغال بعبادتہ اولی من الاشتغال بعبادۃ غیرہ یعنے قیامت کے دن نہین مالک ہوتا ہی کوئی شخص کسی
چیز کا پس نہین قدرت رکھتا ہی کوئی شفاعت کرنے پر مگر اذن سے اللہ تعالی کے تو ہوتا ہی شفاعت کرنیوالا حقیقت مین اوہی جو اذن دیتا ہی
شفاعت کا پس مشغول ہونا عبادت مین اللہ ہی کے بہتر ہی مشغول ہونے سے عبادت مین دوسرے کے انتہی اور تفسیر حسینی مین لکھا ہی یوم لا تملک نفس
لنفس شیئا والامر یومئذ للہ روزیکہ مالک نشود ہیچ نفسے برای ہیچ نفسے چیزیرا از منفعت یعنے ہیچکس نتواند کہ بقوت و قدرت خود نفعی بکسی رساند
وحکم وفرمان آن روز مر خدا راست شفاعت دہد آنرا کہ خواہد در حق آنکہ خواہد انتہی اور جواہر التفسیر مین لکھا ہی قال تعالی من ذا الذی یشفع عندہ
الا باذنہ کیست آنکس استفہام است بمعنی انکار یعنی نیست چنان کسی کہ درخواست تواند کردن کسی را بدرگاہ جباری رد سخن کفار قریش ست کہ میگفتند
ھؤلاء شفعاؤنا عند اللہ حق سبحانہ میفرماید کہ مطلوب کافران در چیز توقف خواہند چہ ہیچکس را در قیامت زہرہ شفاعت نیست مگر بدستوری
او و بتان را در شفاعت بت پرستان اذن نیست بلکہ دران روز ہر معبود باطل از عابد خود تبرا کند اذ تبرء الذین اتبعوا الایہ و نزد اصولیان آنست
کہ چون مطلق یا مقید در یک حادثہ وارد شوند حمل باید کرد مطلق را بر مقید انتہی اور تفسیر خطیب مین لکھا ہی قال تعالی من ذا الذی ای لا احد یشفع
عندہ الا باذنہ لکبریاء الشانہ وانہ لا احد یساویہ او یدانیہ یعنے کون ہی وہ یعنے نہین کوئی کہ شفاعت کرے نزدیک اللہ کے مگر اذن
اسکے بسبب بزرگی الشانہ کے اور تحقیق نہین کوئی شخص کہ برابری کرے اسکی یا قریب ہو اسکی انتہی اور تفسیر بیضاوی مین لکھا ہی

من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ بیان لکبریاء شانہ وانہ لا احد یساویہ او یدانیہ یستقل بان یدفع ما یریدہ شفاعۃ واستکانۃ فضلا

ان یعاوقہ عنادا او مناصبۃ یعنی یہہ بیان ہے اسکی شان کی بزرگی کا اور یہہ کہ نہین کوئی اسکی برابری کرے نہ اُسکے قریب تر ہو جو مستقل ہو اس طور پر کہ دفع
کر سکے اللہ کے چاہئے کو شفاعت کے رو سے اور عاجزی کے رو سے اسکا تو کیا ذکر جو مانع ہو سکے اسکا عناد سے اور مقابلے سے انتہی۔ اور افضل المتاخرین امام المحدثین
والمفسرین صاحب شہود وعرفان عارف اسرار حدیث وقرآن حنیفہ کے پیشوا مولانا شاہ عبد العزیز قدس اللہ سرہ العزیز کہ جن سے علمائے ہند سند اور بخارا فتوے لیتے ہین اور انکے
کلام سے سند لیتے ہین سورہ بقر کی تفسیر مین لکھے ہین گوئم کہ باین خیال غرہ مشوید و روز آخرت را بروز دنیا قیاس مکنید واتقوا یوما یعنی و بترسید از ان روز کہ
لا تجزی نفس یعنی ادا نخواہد کرد ہیچ نفس گو بمرتبہ اعلائے شکر رسیدہ باشد و تقرب تام بجناب الہی پیدا کردہ عن نفس یعنی از جانب ہیچ نفسی گو فرزند صلبی او یا تمام
عمر نام او گرفتہ و خود را منسوب باو ساختہ چون ترک شکر کردہ باشد و کفر ورزیدہ شیئا یعنی چیزی را از حقوق شکر کہ بروی او واجب اللہ داشت زیرا کہ دران وقت
دادن شکر خود دیگری را ممکن نیست ولا یقبل منہا شفاعۃ یعنی و قبول کردہ نخواہد شد از ان نفس مقربہ کہ شکر گذار است شفاعتی در حق آن نفس تقصیر کنندہ
کہ ترک شکر کردہ وکفر ورزیدہ ولا یوخذ منہا عدل یعنی و گرفتہ نخواہد شد از ان نفس شکر گذار فدیہ یا غرامتی کہ در عوض نفس کافر [illegible]
ولا ہم ینصرون یعنی و نہ این تقصیر کنندگان را در شکر مددگاری خواہد بود کہ بزور و غلبہ از ایشان عذاب را دفع کند یہانتک لکھے ہین۔ کہ گوئیم آیات و احادیث
بسیار دلالت بر وقوع شفاعت میکنند پس تخصیص این آیت لا بد است اہل سنت بکافر تخصیص میکنند و میگویند کہ معنی این آیۃ آن است کہ شفاعت بے حکم الٰہی دران
روز مقبول نخواہد شد بدلیل آنکہ در آیات بسیار نفی شفاعت را مقید باین قید فرمودہ اند مانند قولہ تعالٰی لا تنفع الشفاعۃ الا من اذن لہ الرحمن و رضی لہ قولا و من
ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ و ما للظالمین من حمیم ولا شفیع یطاع و لا تنفع الشفاعۃ عندہ الا لمن اذن لہ و احادیث متواترہ بیان کردند کہ بغیر از کافر در حق اہل
معاصی حکم شفاعت خواہد شد پس معلوم شد کہ محروم مطلق از شفاعت کافر است و لیکن مناسب مقام ہم نفی ہمین شفاعت است زیرا کہ این کلام برای رد خیال فاسد اہل کتاب
و نیز ہم مشربان ایشان است از اولاد انبیا و اولیا و متوسلان بزرگان دین کہ خود را بتوسل بزرگان مامون از مواخذہ و باز پرس میدانند و می فہمند کہ با وجود کفر و قبایح
دیگر بزرگان ما را از عذاب جزوی خلاص خواہند ساخت و طریق رد این خیال آنست کہ شفاعتی کہ شما بتوقع آن غرہ میشوید دران روز واقع نخواہد شد زیرا کہ شفاعت
ہر شفیع دران روز موقوف بر حکم الٰہی خواہد بود چون شفاعت موقوف بر حکم الٰہی شد جای اعتماد نماند چہ توسل بآن شفیع در حصول آن کفایت نخواہد کرد بلکہ حکم الٰہی ہم در کار
است و آن در خطر است شود یا نشود و شما بمحض توسل بکمالی نازش میکنید کہ این توسل سبب مستقل نیست و لہذا بعض مفسرین ضمیر منہا را در ولا یقبل منہا شفاعۃ ولا یوخذ
منہا عدل راجع بنفس تقصیر دار ساختہ اند و آن را قید شفاعت منفیہ گردانیدہ یعنی قبول نخواہد شد شفاعتی کہ بتوسل این تقصیر دار در فرمانبرداری و ضعفائی او متوہم
باشند چنانچہ در دنیا می بود درین صورت در ضمیر سابقہ و لاحقہ ہم انتشار نمی شود و نفی شفاعت مطلقا ہم لازم نمی آید و اگر حقیقت شفاعت را بتعمق دریابیم مذہب
اہل سنت مانند آفتاب روشن میشود زیرا کہ حقیقت شفاعت آنست کہ کمال نفس کاملہ انسانیہ انبساط پیدا کند و نفوس ناقصہ اتباع خود را در خود گیرد و نقصان آنہا در ضمن
کمال او منجر شود پس مدار این شفاعت بر دو چیز است اول انبساط کمال نفس کاملہ کہ روز قیامت محض بعنایت بی نہایت حق جل و علا موعود است نہ بتوسط عمل و کوشش و سعی
و تلاش زیرا کہ منتہای عمل و کوشش تحصیل کمال خود است نہ احاطہ آن کمال باتباع خود بوجہی کہ نقصانات آنہا پوشیدہ شود و برنگ کمال ظاہر کند و این بسط و احاطہ
و ہمین را در شریعت تعبیر باذن و حکم فرمودہ اند و سورہ انفطار کی تفسیر مین لکھے ہین یوم لا تملک نفس لنفس شیئا یعنی روزیست کہ مالک نخواہد بود ہیچ نفس
برای ہیچ نفس ہیچ چیز را از ہمین جا شدت آن روز توان دریافت زیرا کہ در دنیا چون شخصی ببلای گرفتار می شود اول با عوام مردم آن بلا را درمیان می نہند و
چارہ کار میجویند چون از عوام کار او بر نمی آید بخواص کہ تعلق بدفع آن بلا دارند التجا میبرند مثل طبیبان حاذق در دفع امراض و جراحان چابکدست در مرہم و تعویذ و کحالان
تیز نظر در آفات العین و حاکمان عادل در مقدمہ ظلم و ستم و تجربہ کاران فنون دیگر امور چون این مردم بحال او متوجہ نشوند ناچار بشفاعت محتشمان

بے اجابت انہا استمداد می کنند و گری او کار ادمیکشاید و در ان روز علاقہ ہا ہمہ برباد خواہد رفت یا ہیچ علاقہ ہیچکس را منظور نخواہد ماند و دخل ہیچکس از توابع
او کارہا ہیچکس را نخواہد بود و خواص آنجا در رنگ عوام بے سر و جبران و سرداران انتقام مانند رعایا سرگردان شفاعت دران روز بدون حکم مالک الملک
محال و تفویض دادی در رنگ تصرف مستقلانہ بے فائدہ و محض خیالی و درین آیت سہ تعمیم واقع است اول در نفس مالکیت دوم در نفس مملوکیت سیوم در شی مملوک و ازین ہر
تعمیم محال یا سوی ذات کبریا چار جوی آن ز دوم میرسد چنانچہ پوشیدہ نیست والامر یومئذ للہ یعنی حکم دران روز محض برای خدا است و چنانچہ در دنیا
حکم بادشاہ بر رعیت و حکم والدین بر فرزند و حکم آقا بر نوکر و حکم شوہر بر زن و حکم مالک بر مملوک جاری بود دران روز انقطاع پذیرد و غیر از حکم او تعالی دیگری را مجال حکم
نماند مبر از او تعالی ہر تعمیم وجوہ پسندیدہ شفاعت را نیست ہر کرا بجمیع وجوہ ناپسند فرمود ہلاکت ابدی نصیب او شد و ہر کرا از بعضے وجوہ پسند فرمود از بعضے دیگر ناپسند
شفیعان را کہ مقربان او تعالی اند عطا خواہد داد و شہید در رستگان خواہند بود و حکم خواہد شد کہ شفاعت فلانی بکنید تا شما را عزت و جاہ حاصل شود این قسم شفاعت کہ
موقوف بر حکم حاکم باشد نقل انہا و جاہ دخل و تصرف نیست و از ہمین تقریر معلوم شد کہ درین آیہ چنانچہ معتزلہ می فہمند نفی شفاعت اینہا نکردہ نیست بلکہ شفاعت
را بر حکم حاکم علی الاطلاق موقوف داشتن است و ہمین است مذہب اہل سنت و جماعت انتہی کیون یارو تمام تفسیرون اور کتب عقاید وغیرہ کے مضامین صاف
معلوم کر چکے اور حنفیہ کے پیشوا مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ العزیز جو اس بات پر اہل سنت و جماعت کا فتوی بھی بیان کر چکے سو ظاہر ہو چکا پھر اگر کوئی گدھا
اسکا خلاف لکھے تو ویسا ہی کوئی گدھا اسکو باور کریگا مثل ہے کہ خر را خری خر اشد اور کہنے والا اور باور کرنیوالا دونو دائرہ اہل سنت و جماعت سے باہر ہیں
اور اب خوب غور کیجئے تو صاف دکھلائی دیگا کہ تقویۃ الایمان کا تمام بحث شفاعت ان سب تفسیرون اور کتابون کا گویا خلاصہ ہے اور شفاعت وجاہت اور
شفاعت محبت جو اصطلاح ٹھہرا کر لکھا ہے سو تفسیر خطیب اور تفسیر بیضاوی اور تفسیر شاہ عبد العزیز کی عبارات مذکورہ کے مضمون کا بعینہ بیان ہے اور اصطلاح پر اعتراض
نہیں پھر بھی کچھ شک ہو تو واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس شیئا الایہ کی تفسیر جو شاہ عبد العزیز لکھے ہیں تمام و کمال دیکھ لیوین عاصی اس عبارت کو بہت
طول ہونیکے سبب سے یہاں تمام و کمال لکھنا ضرور نجانا کیونکہ راستوں کے لئے اتنا بیان بس ہے اور ناراستان کتنا ہی دیکھیں اور پڑھیں تو کیا فائدہ جیسا
کُتّے کی دم آخر ٹیڑھی کی ٹیڑھی غرض تقویۃ الایمان پر تمامی ہندوستان میں کسی نے اعتراض نکیا مگر کوئی حماقت و عداوت سے شفاعت کے بیان پر جو
عوام الناس کی تنبیہ اور تفہیم کے خاطر دنیا کے بادشاہ اور وزیر کا مثال مع اقسام لکھا ہے اور اب تم لوگ اس بیان کو ان تفاسیر مذکورہ کے موافق و مطابق
بھی پا چکے ہو بیہودہ اعتراض کیا ہے تا اپنا بھی نام عالموں میں پردہ زمین پر باقی رہے جیسا ارتضا علیخان قاضی [illegible] نے نماز جمعہ متعدد مسجدوں میں جائز
نہیں کرکے اسلمی کے خلاف پر رسالہ لکھا تھا چنانچہ ان دونوں میں ایک مدت تک رد و قدح رہا اور لعن طعن کی نوبت پہنچ چکی آخر اسلمی کی بات جو حق تھی
سو حق ہوئی اور سچ ہے حق عجب اعجاز رکھتا ہے کہ دشمنوں کے کلام سے بھی وہی نکلتا ہے دیکھئے اسلمی کے سفینۃ النجات کے دو سو ستاون صفحہ میں مرقوم
ہے اذا از اذن و دستوری او دست بعذر خواہی گناہگاران کہ خود آمرزش و بخشایش از خدا تعالی نیافتہ اند برکت شفاعت ایشان آمرزیدہ شوند
و از عذاب نجات یابند و در طلب این دستوری از خدا تعالی ہیچ کس از انبیاء و ملائکہ علی نبینا و علیہم السلام یارای نباشد و جرات نخواہند کرد جز
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم و علیہم اجمعین کہ بجرات تمام قرع این باب خواہند فرمود و دستوری خواہند جست و ماذون و مجاز شدہ اہل کبائر را از مومنین امت
خود و غیرہم آمرزیدہ خواہند کرد و از عذاب دوزخ خواہند برآورد انتہی اور اسی کتاب کے دو سو ستھون صفحہ میں لکھا ہے و آن حضرت اول شافع اند
ہیچکس از انبیا جرات در عذر خواہی کسی نخواہد بود و سلامت برای نفس خود ہر یکی از ایشان در خواہد و رحمۃ العالمین امت خود را از خدا تعالی درخواست
کنند و از ہمہ بیشتر در عذر خواہی گناہگاران دستوری بخواہد و ماذون و مجاز گردد چنانکہ درین باب اخبار صحیحہ بسیار وارد اند و انکار آن بدعت و فسق باشد اگر
بلا قصد اہانت بود و گرنہ کفر است انتہی بس جلال فرنگی محلی جو شفاعت کا اذن ہو چکا کہتا ہے سو ان تمام آیات و احادیث وغیرہ کا منکر ہو کر اپنے فعل سے

آپکا فرہوگیا حرف بہی کہ منبر پر بیٹھ کر کوئی بابولا ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا تمام مختار ہے یعنی حضرت شفاعت و ہدایت کے مختار ہین اور اُسکے اقوامی
صدر کورٹ اور اسلی وغیرہ کے شاگردان اور طرفداران اور نام کے مشایخان اور اُنکے پوران بدنفسی و کج فہمی سے اُس بات کی حقیقت پر دوست باندہ
کے ساتھ بڑی گرمی سے مقابلہ کرنے آخر دلایل حقہ کے طمانچے کھا منہہ پر سے ٹل جاتے اور سرد ہوجاتے یا آخرنگی محلی تو سعین یعنی نصرانیون کا بیر معلوم ہوتا ہے
کیونکہ اُنکا بہی یہی عقیدہ فاسد ہے کہ عیسی علیہ السلام تمام جہانکی شفاعت کے مالک و مختار ہین او جو چاہے سو کر سکتے ہین اور ہمارے پیغمبر صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم تو شفاعت و ہدایت کا مختار ہونا کہین نہین فرماتے ہین تاہم بہی ایسا ہی عقیدہ رکہین یہان ذرا غور کیجئے کہ اگر حضرت شفاعت کے
مختار ہوتے تو آپ رحمۃ للعالمین ہین چنانچہ اسکا منکر کافر ہے اور اپنی امت پر بڑے رحیم فرمانیوالے اور شافع و مشفع ہین پس قیامت کے روز خدا کیون
شفاعت کا اذن پاتے جو تمام کتب احادیث مین لکھا موجود ہے اور اپنی امت کے عاصیون کو اُس مدت تک دوزخ مین رہنیکو کیونکر گوارا فرماتے بلکہ دوزخ
مین جانیکے آگے ایک ہی بار مین سبکی شفاعت کرکے بخشواتے اور اگر ہدایت کے مختار ہوتے تو اپنے چچا ابوطالب کو ہدایت ایمانکی دیتا اور ابوجہل و ابی لہب وغیرہ
ایمان سے مشرف ہوتے بلکہ اُسوقت روی زمین پر کوئی کافر باقی نرہتا سبکے سب مسلمان ہوجاتے اللہ تعالی تو فرماتا ہے ختم اللہ علی قلوبہم وعلی
سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ ولہم عذاب عظیم اور تمام کتب عقاید مین لکھا ہے کہ کل انبیاء اور ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان
ارادت الطریق یعنے راہ دکھلانا ہے اور ایصال الی المطلوب یعنے ایمان بخشنا اللہ ہی کی طرف سے ہے دیکھیے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا ابوطالب
مسلمان ہونیکے واسطے بہت چاہتے تھے مگر وہ مسلمان نہوئے چنانچہ تفسیر حسینی مین لکھا ہے آوردہ اند آن حضرت برایمان عم خود ابوطالب بغایت حریص بود
بوقت وفات بربالین او آمد گفت ای عم مرا بکلمہ لا الہ الا اللہ یاری دہ تا حجت آرم بدان نزدیک خدای از برای تو ابوطالب گفت ای برادرزادہ من
میدانم کہ تو راست گوئی اگر سرزنش بر زبان دوشمن نبودی کہ ابوطالب از مرگ بترسید کلمہ گفت من گفتن این کلمہ ترا شادی ساختم آیۃ آمد انک بدرستی کہ تو ای
محمد لا تہدی قادر نیستی کہ راہ نمائی بایمان من احببت ازانکہ دوست میداری ہدایتاو ولکن اللہ عند یہدی من یشاء و راہ مینماید بایمان ہرکرا
میخواہد وہو اعلم واو داناترست بالمہتدین براہ یافتگان یعنے آنانکہ مستعد ہدایت اند آنہا کہ بحکم ازلی بہدایت ایشان فرمان گشتہ چہ اصل و ہدایت
حکم ازلیست ہدایت لم یزلی سے ہدایت ہرکراداد از بدایت ❊ بدو ہمراہ باشد تا نہایت ❊ انتہی اور تفسیر مفیدی مین بہی ایسا ہی لکہا ہے انک
لا تہدی من احببت لا تقدر ان تدخل فی الاسلام یعنے نہین قدرت رکہتا ہے تو یہہ کہ داخل کرے اُسکو اسلام مین ولکن اللہ
یہدی من یشاء فیدخل فی الاسلام یعنے جسکو چاہتا ہے تو داخل کرتا ہے اُسکو اسلام مین اور سوا اسکے اللہ تعالی فرماتا ہے یضل من یشاء
ویہدی من یشاء یعنے بہکاتا ہے اللہ تعالی جسکو چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جسکو چاہتا ہے اور فرمایا ہے ومن یضلل اللہ فلا ہادی لہ یعنے جسکو
اللہ بہکاوے اُسے کوئی نہین راہ دینے والا انتہی اور تفسیر حسینی مین سورۂ یونس کی تفسیر مین مرقوم ہے یہدی وراہ مینماید من یشاء ہرکرا
میخواہد الی صراط المستقیم بسوی راہ راست کہ منتہی بدار السلام باشد و آن اسلام ست با طریق سنت شنیدم ای عزیز دعوت عام است بدلالت
حضرت رسالت پناہی وہدایت خاص او ست وابستہ توفیق الہی شیخ الاسلام قدس سرہ فرمودہ کہ را میخواندانا کرا بہ سند قبول نشاند سے
تا یار کرا خواہد و میلش بہ کہ باشد ❊ یا رد فرنگی محلی اس طوفان بے تمیزی مین اگرچہ آپ بہی مولوی مگر جاہل لوگون مین تری نشان پہلا اپنی
ہیئتی آئینے کی شکل اور امتحان داؤدی کے ساتھ چلا چلا کے بہلی بُری سب بکتا ہے لیکن شعور مندون پر اُسکی حقیقت کہل گئی ہے کہ ایمانداردینی
مقدمے مین ہرگز ضد سے ایسا کلام نکریگا کہ جس سے جاہلان بدعقیدہ مین گرفتار ہوجاوین اور اپنا ایمان بہی صاف تھا سو ضدی سے
تو ابلیس لعنتی ہوگیا ہے افسوس ہزار افسوس کہ مولویان کہلاوین اور لفظ مختار کا معنے بگاڑین اور خلاف عقائد ایسا معنی کرلیوین مختارکا تو

بحث شفاعت ودرمیان لفظ مختار کے معنی کا بطلان

معنے برگزیدہ ہی شک ہو تو کتب لغت مین اور شرح دلایل الخیرات مین جہان آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نامونکی شرح ہی دیکھلو فقط اپنے
زعم باطل اور ضد پر نازان ہونا بری جہالت وحماقت ہی اب ایک بات ذرہ کان لگا سن لیجیے کہ ادنا اعلا پر ظاہر ہی کہ جتنے مقدمہ اس عاصی
نے اس رسالہ مین بیان کیا سو سب نوابیہ فرقے والون کے اعتراضات تھے اور جب فرنگی محلی مجلس مین واعظ کے شفاعت کا اذن ہو چکا بولا تھا
تب نوابیہ فرقے والے مولویان سب سبی کی گانے لگے اور انکے شاگردان اور طرفداران طریقہ محمدیہ والون پر لگے طعن وتشنیع کرنے حتے کہ منکر رسول جاکر
تکفیر بھی کر چکے اور اشتہارنامہ مذکور مین بھی لکھ دئیے کہ تقویۃ الایمان وغیرہ رسایل مین انکار محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شفاعت کا ہی ہر چند طریقہ
محمدیہ والے دلایل حقہ آیات واحادیث اور ائمہ کے اقوال سے شفاعت بالاذن پر بیان کرتے اور اسلمی کی سفینۃ النجات کی سند بھی گذرانتے تھے پر دے
سرکشان کج بحثی کر اپنے بے اصل دعوی پینے گذرتے تھے اتفاقا جب شرف الملک بخشی نے سفینۃ النجات سے شفاعت بالاذن کی سند کو جیسے یہہ عاصی
آگے لکھ چکا ہی نایب مختار اس سند کو کسی چوبدار کے ہاتھ سے اسلمی کی پاس بھیجے اسلمی دیکھ کے بولا اسکا جواب لکھ بھیجونگا اور ایک رسالہ دو ورقی
جہل برخلاف سفینۃ النجات کے مضمون کے لکھا اور تری فخر وبزرگی سے بعض بعض اپنے ہم قوم اور طایفہ والے معتمد لوگون سے کہا کہ دیکھو شفاعت بالاذن
حق ہی لیکن مین اسکو منطق کے زور سے اڑا دیا حالانکہ جب اُس دو ورقی رسالے کو اُسکے شاگردان اور طرفداران کتاب آسمانی کے برابر جا کر طریقہ
محمدیہ والون کو دکھلانے لگے تو ادنا شعورمند ان اعتراضات لاردا اور جوابات لاجواب سے اُس رسالے کی دہجیان اڑا اڑ تف کرنے لگے اس اثنا مین
نوابیہ فرقے والے مولویونکی زعم باطل کے خلاف ہندستانی علما کی طرف سے تقویۃ الایمان کی صحت پر کلکتے سے متعدد فتوی چھاپے ہو پہنچے اور ہر طرف سے
نوابیہ فرقے والے مولویون پر بلوہ ہونے لگا اور انکا قافیہ تنگ ہو گیا تب رفع ندامت کے لئے اس فتوی کا رد لکھنے کے درپے ہوئے سو تقویۃ الایمان کے
اُن سب مقدمات مذکورہ مین گنجایش رد کی ندیکھ اُن سب کو چھوڑ دئیے مگر دو چار مقام میں اس کتاب کے گنجایس ایسے فریب طمع کے رد کی کہ مولوی اذان
اور عام لوگان دیکھتے اور سنتے ہی راہ سنبھال نسکے یا کر نوابیہ فرقے کا مجتہد اول ارتضا علیخان جرنل قاضی کمپنی بہادر بل شراکت سے مجتہد ثانی الطفی اسلمی بالعامی کے دو
مہینے تک فکر وتلاش کر ایک رسالہ فارسی مین مسمی بہ خیر الزاد لیوم المعاد تنتی کے آسرے لکھا یعنے اپنے بھائی خیر الدین کے نام سے مشہور کیا پر یہہ
نجانا کہ راست بازان تنتی سمیت نشانہ پر تیر لگانیوالے ہین دیکھیے انشاء اللہ تعالی اب اسکا کیسا چھلا جاتا ہی اور اُسکا فریب طمع کیسا ہوا پر اُڑتا
ہی اور جہان کہین اس رسالۂ خیر الزاد لیوم المعاد کا رد لکھا جاتا ہی ہان ایک اشارہ مین دکھن زاذن کو معلوم ہو سر بکا مرقوم ہوتا ہی قول
خیر الزاد لیوم المعاد آنکہ معنی شفاعت وجاہت وشفاعت محبت نزد جمہور اہل سنت اینست کہ کسی برای اظہار عظمت شان وعلوی مرتبت
احدی از مقربین در عموم خلایق وابراز کمال محبت خود بوی بہ نسبت دیگر محبوبین او را برگزیند وبافزایش جاہ ومنزلت بر دیگران ترجیح دہد و
باقبال سعی وسفارش او علی العموم بمحض رحمت عام ویر اشراف اختصاص بخشد وظاہر ست کہ اینمعنی شرعا وعرفا محمود اند نہ اینکہ بترس خرابی وتنزل در
کارخانجات خویش یا بخوف ناخوشی محبوب چنانکہ مزعوم قایل است سعی وسفارش وی جبرا وکرہا بدرجہ اجابت رساند تا قبیح لازم آید ولایق شان
ربوبیت نبود انتہی اگر یہہ تعریف وتوصیف سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف نسبت کرتے ہین تو بیشک صحیح ہی اور کوئی مومن اسکا انکار
کر نگا لیکن شفاعت وجاہت کی تعریف جمہور اہل سنت ایسی کئے ہین قال المفسرون وجیہا ای ذا جاہ ومنزلۃ عندہ یعنے مفسران کہے ہین
کہ وجیہ وہ ہی کہ اللہ کنے عزت ومرتبے والا ہو انتہی چنانچہ یہہ قول امام سبکی کے شفاء الاسقام مین مرقوم ہی ظاہر ہی کہ جو اللہ کنے عزت ومرتبہ
رکھتے ہون وہی لوگ شفاعت کر سکینگے جیسے انبیا واولیا وغیرہم اللہ تعالی موسی علیہ السلام کے حق مین فرمایا ہی وکان عند اللہ وجیہا
اور عیسی علیہ السلام کے حق مین فرمایا ہی وجیہا فی الدنیا والآخرۃ پس اصل وجاہت مین سب داخل ہین اپنے اپنے مرتبے کے موافق تلک الرسل

فضلنا بعضہم علی بعض اور شفاعت محبت کی تعریف تو اہل سنت سے کہین دیکھنے مین نا ئی پس تقویۃ الایمان کا مصنف جو دنیوی سفارشون کی تمثیل عوام
کی تفہیم کے لئے بیان کیا سو اسکو قیامت کی سفارش پر حمل کرنا بڑی حماقت و جہالت ہی یارو ذرا تامل سے دیکھو تو شفاعت بالاذن کے ذکر مین مفسرین وغیرہ -
اہل سنت و جماعت کے مطابق تقویۃ الایمان مین بھی وجاہت کا بیان صاف مذکور ہی یہہ کہ وہ بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانیکو ظاہر مین اسکی سفارش کا نام کر کے
اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہی انتہی اور بعد اسکے پھر بزرگ ملا کا ایک مضمون پورب نژاد نے لکھہ دیا ہی مگر قسلم خیر کہ اذن اذن روز قیامت محتمل ست تو دیا نتو آن
در حق کسانی ست کہ در دنیا موعود بشفاعت نباشند اما در حق آنحضرت انبیاء و سالار صفیا کہ بنصوص قطعیہ صریحہ و احادیث صحیحہ در دار دنیا موعود بقبول شفاعت قطعاً یقیناً
در حق عامہ مومنین و کافہ مسلمین ست ہرگز احتمال عدم اذن نیست از انکہ خلف وعدہای الہی روا نبود انتہی اور اس بات پر آیات و احادیث سند لایا ہی تا لوگ یقین کرین کہ
تقویۃ الایمان کی عبارت مین اس بات کا انکار پایا جاتا ہی یارو تقویۃ الایمان کی عبارت کا تو حاصل یہہ ہی کہ ہر بندہ کو جیسا ہر حاجت اپنی اللہ پر سونپا چاہئے ویسا
یہہ حاجت بھی اسی پر چھوڑ دینا ہی سب گناہ اللہ اپنی رحمت سے بخشیگا اور جسکو چاہیگا ہمارا شفیع کر دیگا یہہ حاصل اس عبارت کا ہی کہ سید المرسلین کو جو دنیا مین شفاعت
کا وعدہ اللہ تعالی قرآن مین دیچکا سو قیامت کے روز اسکے اذن ہونے مین احتمال ہی کہ ہو یا نہو معاذ اللہ بلکہ اسمین شفاعت موعود کے اذن کا بیان صاف ظاہر ہی یہہ کہ
جس نبی ولی کی شفاعت کا قرآن و حدیث مین ذکر ہی سو اسکے یہی معنی ہین انتہی تقویۃ الایمان کی عبارت مذکور کو ذرا غور انصاف سے دیکھو تا سب باتان اور
پورب نژاد کے ملمع اور فریب صاف صاف کھل جاوینگے اور وہ عقیدہ موافق عقاید اہل سنت و جماعت کے ہی انشاء اللہ تعالی آیندہ اچھی طور سے معلوم ہو جاویگا اور پورب نژاد
حدیث اعطیت الشفاعۃ کے تحت مین لکھا ہی قال الامام النووی رح فی شرح ہذہ الحدیث المراد منہا الشفاعۃ العامۃ لان الشفاعۃ الخاصۃ
جعلت لغیرہ ایضا انتہی حالانکہ اصل عبارت امام نووی کی شرح مسلم مین یہہ ہی قولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعطیت الشفاعۃ ہی الشفاعۃ العامۃ التی
تکون فی الحشر بفزع الخلایق الیہ صلی اللہ علیہ وسلم لان الشفاعۃ فی الخاصۃ جعلت لغیرہ ایضا یعنے عطا کیا گیا مین شفاعت لیکن یعنے
وہ شفاعت عامہ ہی جو ہوینگی محشر مین خلایق گھبراکے رسول خدا کے پاس آنیکے وقت اسلئے کہ شفاعت جو خاص ہو گی سو گردانی گئی ہی سوا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے سوا اوروں کو بھی انتہی شفاعت عظمی بھی اسیکا نام ہی دیکھئے اس مقام مین دغابازی سے بیچ کی عبارت حذف کر کے برخلاف مقصد امام نووی کے
اسلئے ترجمہ مین اپنی خاطر خواہ لکھہ دیا ہی کہ امام نووی در شرح این حدیث میگوید کہ مراد بشفاعت شفاعت عامہ است شاملہ تمامی محال و مواطن را تا ہر
کوئی یقین جان لیوے کہ یہان ہر مقام کی شفاعت سے مقصود ہی افسوس یہہ پورب نژاد بوڑھا ہوا اپنی قدیم دغابازی نچھوڑا یاروں ؎ این مراتب کہ دیدہ
جزو لیست ؛ کارکلی ہنوز در قدرست ؛ انشاء اللہ تعالی آیندہ اسکی اور دغابازیان آئینہ کے سر کے معلوم ہو جاینگے - قول خیر الزاد پورب نژاد و نیز در باب
الوقوف بعرفہ مشکوۃ شریف آمدہ عن عباس بن مرداس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا لامتہ عشیۃ عرفۃ بالمغفرۃ فاجیب الی
قد غفرت لہم ما خلا الظالم فانی اخذ للمظلوم منہ قال ای رب ان شئت اعطیت المظلوم من الجنۃ وغفرت الظالم فلم یجب عشیتہ فلما
اصبح بالمزدلفۃ اعاد الدعاء فاجیب الی ما سال فضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او قال تبسم فقال ابو بکر و عمر بابی انت وامی ان ہذہ
الساعۃ ما کنت تضحک فیہا فما الذی اضحکک واللہ سنک قال ان عدو اللہ ابلیس لما علم ان اللہ عز وجل قد استجاب دعائی و غفر
لامتی اخذ التراب فجعل یحثو علی راسہ ویدعو بالویل والثبور فاضحکنی ما رایت من جزعہ رواہ ابن ماجہ ترجمہ یعنی مرویست از عباس بن
مرداس کہ بتحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کرد برای امت خود در شبانگاہ روز عرفہ بمغفرت گناہان پس مستجاب شد دعای آن سرور باین طریق کہ
امرزیدم ہمہ گناہان ایشان را جز مظالم کہ آن حقوق العباد است و بتحقیق من گیرندہ ام حق مظلوم را از ظالم و این قسم گناہان نمی بخشم گفت ای پروردگار
من اگر خواہی تو بدہی مظلوم را از نعیم بہشت در بدل حق وے کہ ظالم گرفتہ است و امرزی ظالم را [illegible] نشد دعای وی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در شبانگاہ

عرفہ پس ہنگامیکہ صبح کرد آنسرور عالم بمزدلفہ باز دعا نمود در بارگاہ رب العزت پس مستجاب و مقبول گردید در امر زیدہ شدن تمام گناہان امت اگرچہ مظالم باشند پس خندید
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس عرض کردند ابوبکر و عمر کہ ای پدر و مادر ما فدای تو باد کہ اینجا در این ساعت خندہ نمیکردی پس چہ چیز خندہ آورد ترا درینوقت ہمیشہ خندان
دارد حقتعالی دندان ترا این کنایہ است از خشنودی و خوشحالی فرمود کہ بتحقیق دشمن خدا کہ ابلیس است چون دانست کہ حق عزوجل دعای من قبول فرمود و بیامرزید امت مرا پس
گرفت خاک را و می انداخت بر سر خود و دعا میکرد بویل و ہلاکت و میگوید یا ویلاہ یا ثبوراہ پس خندہ آورد مرا آنچہ دیدم از بی صبری و نالہ و فریاد وی
انتہی یارو اس حدیث کا معنے پوربی ترا د نے لکھا سو دیکھ چکے لیکن شیخ عبد الحق دہلوی محدث قدس سرہ اس حدیث کی شرح کتاب سفر السعادت کے باب الحج میں
لکھتے ہیں سو اسکو بھی دیکھ بوجھ لیجئے کہ ابوداؤد و ابن ماجہ از عباس بن مرداس آوردہ اند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کرد مر امت خود را در عشیہ عرفہ بمغفرت
جواب آمد کہ مغفرت کردم مگر ظالم را البتہ او را از جہت مظلوم بگیرم پس گفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پروردگار من تو قادری اگر خواہی مظلوم را بجنتی دران
وقت جواب این دعا نیامد چون در مزدلفہ صبح کرد اعادہ کرد این دعا را جواب آمد اجابت کردم آنچہ تو خواستی پس بخندید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما گفتند یا رسول اللہ پدر و مادر ما فدای تو باد ساعتی بود کہ تو در آنجا نخندیدی ہمیشہ خندان دارد ترا خدای تعالی فرمود عدو اللہ ابلیس چون دانست
کہ اجابت کرد حقتعالی دعای مرا و بخشید امت مرا خاک برسر ریخت و واویلا و فریاد کرد پس خندہ آورد مرا آنچہ دیدم از جزع و فزع وی و گفتہ اند کہ امراد باین امت دیگہا
واقفان عرفہ اند و ازینجا گفتہ اند بعضی کہ حج مکفر حقوق العباد نیز میشود و طبرانی گفتہ این محمول است بر ظالمی کہ توبہ کرد و عاجز آمد از وفای حق و بیہقی نیز
مانند وی بیت ابوداؤد و ابن ماجہ آوردہ و گفتہ این را شواہد بسیار است اگر صحیح است حجت است و گرنہ قول سبحانہ و یغفر ما دون ذلک بس است و ظلم زیادہ دون شرک است
و بالجملہ حقوق اللہ مغفور است از حجاج و در حقوق عباد خلاف است و فضل اللہ واسع و ظاہر احادیث عام است واللہ اعلم انتہی پس مجتہد وقت کے کلام میں اور
پوربی ترا د کی معنی میں کسقدر تفاوت عظیم ہے سو ظاہر ہے ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ॥ اسیطرح اور مقاموں میں کیا کیا لکھا ہے سو خدا جانے
اور پوربی ترا د تفسیر فتح العزیز کی عبارت جو لایا ہے کہ غیر از کافر در حق ہمہ اہل معاصی حکم بشفاعت خواہد شد انتہی سو اسی پر یہ حاشیہ لکھا ہے حکم شفاعت
در حق ہمہ اہل معاصی شدن و باز در حق بعضی قبول کردن و بعضی قبول نکردن نہایت معیوب است واللہ تعالی منزہ عن ذلک فتدبر انتہی عبد الحق محدث کی شرح
مشکات میں متفق علیہ دوسری حدیث انس میں مرقوم ہے فیقال پس گفتہ میشود یا محمد ارفع راسک و قل تسمع و سل تعطہ و اشفع تشفع فاقول یا رب
ائذن لی فیمن قال ای محمد بردار سر خود را و بگو ہرچہ گوئی شنیدہ شوی و بطلب ہرچہ خواہی دادہ شوی و شفاعت کن مقبول الشفاعت شوی پس میگویم من
ای پروردگار من اذن دہ مرا از برای شفاعت کسیکہ گفتہ است لا الہ الا اللہ و ہیچ نیکی زیادت بر آن ندارد قال لیس ذلک لک میگوید پروردگار تعالی
نیست شفاعت کردن مر کسی کہ گفتہ است لا الہ الا اللہ را مر ترا و نیست این کار تو ولکن وعزتی وجلالی وکبریائی وعظمتی و لیکن سوگند بعزت و جلال
و کبریا و عظمت ذات و اسما و صفات و افعال خود لاخرجن منہا ہر آئینہ بیرون می آرم از آتش من قال کسی کہ گفتہ است لا الہ الا اللہ انتہی دیکھئے اس طور کا حکم شفاعت
ہوتے ہوئے پھر جو مقبول نہوا تو صاف معلوم ہو گیا کہ جس شفاعت سے اللہ تعالی راضی ہوگا سو وہی شفاعت کو قبول فرما دیگا اور سوائے اسکے اسی کتاب کی متفق علیہ
پہلی حدیث انس رضی اللہ عنہ کو جو پوربی ترا د نے خود ذکر کیا ہے سو اس سے بھی صاف معلوم ہوا کہ جتنے گناہگاروں کی شفاعت کے لئے اللہ تعالی حد معین کریگا
انہوں ہی کی شفاعت مقبول ہوگی اور اسی عبارت تفسیر مذکور میں جو مرقوم ہے زیرا کہ شفاعت ہر شفیع دران روز موقوف بر حکم الہی خواہد بود الخ سو لفظ
ہر شفیع پر بھی یہ حاشیہ لکھا ہے یعنے ہر شفیعیکہ اہل کتاب و ہم متبوعان ایشان را گمان شفاعت ما از اینہاست شفاعتش در خطر است حکم شود یا نشود بخلاف
شفاعت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم در حق مومنین اہل کبائر کہ آن متیقن القبول است چنانچہ گذشت انتہی فتح العزیز کی وہ عبارت مضمون آیۂ ما من شفیع
الا من بعد اذنہ کا لفظ شفیع جو نکرہ ہے نفی کے بعد واقع ہوئی جب نکرہ نفی کے سیاق آوے تو فائدہ عموم کا بخشتا ہے پس اس عموم کو خاص کرکے حاشیہ

لکھا سو نص قرآن کا خلاف ہے سوائے اسکے سرور انبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس جملہ سے مستثنی کئے تو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شفاعت
کا حکم ہو چکا حالانکہ خود آگے لکھتا ہے در شفاعت بالاذن ازاں نزاع نیست فافہم خبر الزاد بوریب تراد وحال آیات مستشہد بہا نیز ہمچنین ہست ہمہ از آن آیات
بینات ثابت میشود مگر شفاعت بالاذن برای مومنین ودر آن مارا نزاع نیست بلکہ نزاع ما درین ہست کہ خصم قائل باذن محتمل است علی العموم و سرور انبیا صلے اللہ
علیہ وسلم را از آن تخصیص نمیکنند و ما میگوئیم کہ اکثر و قطعاً و یقیناً برای شفاعت ہر مومن ماذون خواہد شد انتہی دیکھئے اپنی زبانی بات پر سند ان لاکے بعد اسکے
جو لکھا ہے وحال آیات مستشہد بہا نیز ہمچنین ہست سو اس سے صاف معلوم ہوا کہ کلکتہ کے فتوی کی سندوں کے بھی یہی معنی ہیں ہمہ از ان آیات بینات ثابت
نمیشود مگر شفاعت بالاذن برای مومنین الخ لکھنا طرہ حماقت و جہل ہے بار دیگر سبھوں پر ظاہر ہے کہ یہ بدزبان شفاعت بلااذن کا دعوی لکھ مدت دراز
سے کرکے شفاعت بالاذن کے قائلوں پر تکفیر شدید کئے تھے اور مجتہد ثانی اسلمی بلعامی اپنی سفینۃ النجات میں شفاعت بالاذن لکھ چکے ہوئے پھر اسکے
برخلاف شفاعت بلااذن کی اثبات پر دو ورقی مہمل رسالہ بھی لکھا تھا اسکو کتاب آسمانی جانتے تھے اور سوائے اسکے تکفیر ہی اشتہار نامہ مذکور میں
لکھ چکے تھے کہ تقویۃ الایمان وغیرہ رسایل میں انکار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا ہے مگر اب شفاعت بالاذن کے قائل ہو کے لکھے ہیں کہ تحقیقا
کہ شفاعت بالاذن میں ہمکو نزاع نہیں مگر اور ایک بات ملمع کی ساتھ لگا دیئے کہ بلکہ ہمکو نزاع اس بات میں ہے کہ وے لوگ قائل اذن محتمل کے ہیں علی العموم اور
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات سے تخصیص نہیں کرتے یارو اس اذن محتمل کے فریب و ملمع کی حقیقت آگے تو خوب معلوم کر چکے پھر آپ لکھنا کیا حاجت
اب ذرا غور سے دیکھئے کہ بوریب تراد ہی کے قول فریب سے ثابت ہوا کہ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا مطلق انکار تقویۃ الایمان میں نہیں تھا
باوجود اسکے مطلق شفاعت کا انکاری کر کے اشتہار نامہ مذکور میں لکھنا آئین اسلام سے بعید تھا ای منصوح حق پرستو پہلے اُن بے دینوں اور کاذبوں کی بیداد
اور یاوہ گوئی پر جو کہنا ہو سو کہہ لو بعد اسکے انکی باتوں کا جواب دندان شکن سنلو وہ جو لکھا ہے کہ و ما میگوئیم کہ اکثر و قطعاً و یقیناً برای شفاعت ہر مومن ماذون
خواہد شد اب اسکا ذرہ سمجھ بوجھ کے ساتھ سن لیجئے کہ یہہ حدیث شریف دمیری کی کتاب حیوۃ الحیوان میں تحت میں اویس قرنی کے مناقب
کے ترجمہ میں لفظ اویس کے لکھے ہیں روی احمد فی الزہد عن الحسن البصری انہ قال رسول اللہ علیہ وسلم یدخل الجنۃ بشفاعۃ رجل
من امتی اکثر من ربیعۃ ومضر قال الحسن ہو اویس القرنی یعنی روایت کئے امام احمد کتاب میں زہد کے حسن بصری سے کہ کہے فرمائے رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہوویںگے جنت میں شفاعت سے ایک مرد کے امت سے میری زیادہ ربیعہ اور مضر کے قوم سے کہے حسن بصری وہ مرد اویس
قرنی ہے انتہی اور یہہ حدیث شریف ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں لکھے ہیں اخرج ابن عساکر عن ابن عباس ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ و
سلم قال لیدخلن بشفاعۃ عثمان سبعون الفا کلہم قد استوجب النار الجنۃ بغیر حساب یعنی روایت کئے ابن عساکر ابن عباس سے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم فرمائے کہ مقرر شفاعت سے عثمان کے جنت میں بے محاسبہ چلے جاوینگے ستر ہزار شخص جن سبھوں پر آگ یعنی عذاب دوزخ کا واجب ہو چکا
ہو انتہی اور عبد الحق دہلوی کی شرح مشکات کے باب الشفاعۃ میں جو ابی سعید خدری سے ایک متفق علیہ حدیث طویل مذکور ہے اسو میں یہہ لکھا ہے حتی اذا خلص المومنون من
النار تا آنکہ چون خلاص شوند این مسلمانان کہ افتادہ بودند در آتش و بیرون آیند از آتش یعنی بعضے از ایشان بعد از چشیدن عذاب بقدر معصیت و پاک شدن از الایش
دارین جا معلوم شد کہ مومنان ہمیشہ در عذاب نمی باشند بیرون می آیند آخر از آن و شفاعت میکنند دیگران را کہ ہنوز از آتش بر آمدہ اند بسبب کثرت معاصی آن
و مبالغہ میکنند در مطالبہ و مسئلت از حق عزوعلا بر آمدن ایشان را چنانچہ فرمود فوالذی نفسی بیدہ ما من احد منکم باشد مناشدۃ بخدا
سوگند کہ نیست ہیچ یکے از شما سخت تر از روئے طلب و سوال و مخاصمت فی الحق قد تبین لکم در حقیکہ بتحقیق ظاہر و ثابت شد بر خصم من المومنین للہ یوم
القیمۃ لاخوانہم الذین فی النار از مومنان در مناشدت و مطالبت و مسئلت کردن مر خدا را روز قیامت مر بر آوردن خود را کہ در آتش دوزخ اند یعنے

شما و حقیقت ثابت و ظاهر می باشند بر خصم چگونه مطالبت و مواخذت بجد مبالغه کنید مومنان در شفاعت کردن برادران خود راکه در آتش دوزخ مانده اند
و بیرون آوردن ایشان ازان بجد مبالغت و سکت از جناب حقتعالی بیشتر می نمایند یقولون ربنا کانوا یصلون معنا و یصومون و یحجون میگویند مومنان
ای پروردگار ما بودند ایشان که نماز میگزاردند با ما و روزه میداشتند و حج میکردند فیقال لهم اخرجوا من عرفتم پس گفته میشود مر ایشان را بیرون آرید کسی راکه
می شناسید که از اهل خیر و صلاح است چنانکه از سیاق حدیث ظاهر است فیحرم صورهم علی النار پس حرام گردانیده می شود صورتهای ایشان یعنی رویهای مومنان
کرده و خنده تا شناخته شوند فیخرجون خلقا کثیرا پس بیرون میارند خلق بسیار را ثم یقولون ربنا ما بقی فیها احد ممن امرتنا به پستر میگویند ای پروردگار
ما باقی نماند در آتش هیچ یکی ازان کسانیکه امر کردی تو ما را به برآوردن آنها فیقول ارجعوا فمن وجدتم فی قلبه مثقال دینار من خیر فاخرجوه پس میگوید
پروردگار تعالی باز گردید پس کسیکه یابید در دل وی مقدار دینار از نیکی پس بیرون آرید و را فیخرجون خلقا کثیرا پس بیرون می آرند مردم بسیار را ثم یقول
ارجعوا فمن وجدتم فی قلبه مثقال نصف دینار من خیر فاخرجوه فیخرجون خلقا کثیرا ثم یقول ارجعوا فمن وجدتم فی قلبه مثقال ذرة
من خیر فاخرجوه فیخرجون خلقا کثیرا ثم یقولون ربنا لم نذر فیها خیرا پستر میگویند این مومنان ای پروردگار ما نگذاشتیم در آتش نیکی را یعنی از
اهل نیکی کسی را که ادنی نیکی ذره ازان زیاده بر اصل ایمان داشت خواه از اعمال جوارح یا افعال قلوب فیقول الله تعالی پس میگوید الله تعالی شفعت الملائکة
و شفع النبیون و شفع المومنون شفاعت کردند فرشتگان و شفاعت کردند پیغمبران و شفاعت کردند مومنان و شفاعت همه ایشان بخصوص بود
بکسانیکه نیکی کرده اگرچه مقدار ذره باشد زیاده بر اصل ایمان ولم یبق الا ارحم الراحمین و باقی نماند مگر صرف رحمت پروردگار تعالی که مهربان ترین مهربانان
است فیقبض قبضة من النار پس میگیرد پروردگار تعالی و تقدس یک مشت مردم را از آتش دوزخ فیخرج منها قوما لم یعملوا خیرا پس بیرون میارد
وی تعالی از آتش گروهی را که نکرده اند هیچ نیکی را هرگز زیاده بر اصل ایمان انتهی اور اسی کتاب کے باب صفة الجنة میں یہ حدیث مرقوم ہے وعن عثمان
بن عفان رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یشفع یوم القیمة ثلثة شفاعت میکنند روز قیامت سه
قوم الانبیاء نخست پیغمبران ثم العلماء پستر علما ثم الشهداء پستر شهیدان رواه ابن ماجه باید دانست که تخصیص شفاعت باین سه گروه بجهت
زیادت فضل و کرامت ایشان است والا همه اهل خیر از مسلمانان را ثابت است و احادیث مشهوره درین باب وارد خواه از برای مغفرت معاصی باشد یا رفع
درجات و انکار شفاعت بدعت و ضلالت است چنانکه خوارج و بعض معتزله بدان رفته اند انتهی اور جمع الفواید کے باب فضائل هذه الامة میں یہ حدیث
شریف مرقوم ہے عبد الله بن ابی الجدعاء رفعه یدخل الجنة بشفاعة رجل من امتی اکثر من بنی تمیم قلنا سواک یا رسول الله قال
لا سوای یعنی عبد الله بن ابی جدعاء روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلی الله علیه وآله وسلم فرمائے جنت میں جاوینگے بسبب کسی ایک امتی کی شفاعت سے بنی تمیم
کے قبیلے سے بھی زیادہ ہم پوچھے یا رسول الله آپکی شفاعت کے سوا فرمایا ہاں میری شفاعت کے سوا انتہی اور امام شمس الدین رملی کتاب غایة البیان
شرح زبد میں اقسام شفاعت میں لکھے الثالثة فی ناس استحقوا دخول النار فلا یدخلونها قال القاضی وغیره ویشرک فیها من یشاء
الله وتردد النووی فی ذلک قال السبکی لانه لم یرد بصریح ذلک ولا نفیه قال وهی فی اجازة الصراط بعد وضعه ویلزم منها
النجاة من النار الرابعة فی اخراج من دخل النار من الموحدین وفی قلبه مثقال ذرة من ایمان وهی مختصة به الخامس
فی اخراج من ادخل النار من الموحدین غیر هولاء ویشارکه فیها الانبیاء والملائکة والمومنون یعنی تیسرے قسم کی شفاعت
ان لوگون کے حق میں ہے جو مستحق ہوے دوزخ میں جانیکے پس نجاوینگے اُسمین کہے قاضی عیاض وغیرہ شریک ہونگے آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم
کے اس قسم کی شفاعت میں جسکو چاہا الله اور نووی کو اس بات میں تردد ہے کہا سبکی نے سبب تردد کا یہہ ہے کہ نہ اس بات کی

کہ خاص بات کی تصریح آئی نہ نفی اسکی اور کہا یہہ شفاعت ہی گذر جانے سے صراط پر بعد رکھنے صراط کے اور لازم آتا ہی اس سے نجات آتش سے چوتھی شفاعت نکالنے مین
اُسکے جو دوزخ مین داخل ہوا موحدین سے جس حال مین کہ اسکے دلمین ذرہ بھر ایمان رہا ہے اس قسم کی شفاعت خاص نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی پانچوین شفاعت
نکالنے مین اسکے جو آتش مین ڈالا گیا ہو موحدین سے سوا ان لوگون کے جو چوتھے قسم مین مذکور ہوا اور شریک ہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قسم کی شفاعت
مین انبیا اور ملایک اور مومنین انتہی اور امام لقانی بھی ہدایت المرید شرح جوہرۃ التوحید مین ایسا ہی لکھے ہین دیکھلو اور امام نووی شرح مسلم مین لکھے ہین الثالثۃ
الشفاعۃ القوم استوجبوا النار فیشفع فیہم نبینا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ومن یشاء اللہ تعالی الرابعۃ فیمن دخل النار من المذنبین فقد
جاءت ہذہ الاحادیث باخراجہم من النار بشفاعۃ نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والملئکۃ واخوانہم من المومنین یعنے تیسری قسم کی
شفاعت اس قوم کے لئے ہی جو مستوجب نار کے ہوئیں شفاعت کرینگے انکی ہماری نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وہ شخص کہ جسکو اللہ تعالے چاہا چوتھی شفاعت اسکے
حقمین جو داخل ہوا دوزخ مین گنہگارون سے پس مقرر آئیے حدیثان نکالنے مین ان لوگون کے آتش سے شفاعت سے ہماری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور ملایک
کی اور اپنے مومنین بھائیونکی انتہی اور یہ رب نثار جو امام نووی کا قول شرح مین حدیث اعطیت الشفاعۃ کی لایا ہی سو اسمین بھی یہی مضمون مرقوم
ہی دیکھلو اور امام جلال الدین سیوطی اتمام الدرایہ مین لکھے ہین الرابعۃ الشفاعۃ فی اخراج من ادخل النار من الموحدین ویشارکہ فیہا الانبیاء
والملائکۃ والمومنون یعنے چوتھی قسم شفاعت کی دوزخ مین جو مومنان داخل ہوئے ہین سو انکے نکالنے مین ہی اور اس مین انبیا اور ملایک اور نیک مسلمان بھی
شریک ہین انتہی اور ہدایت المرید شرح جوہرۃ التوحید مین مرقوم ہی انہ یجب ان یعتقد ان غیر النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم من الرسل و
الانبیاء والملئکۃ والصحابۃ والشہداء والاولیاء علی اختلاف مراتبہم ومقاماتہم عندہم یشفع علی قدر جاہہم عند اللہ وجاہتہم
الاخبار صحیحۃ جاءت بذلک یعنے تحقیق واجب ہی اعتقاد کرنا اس بات کا کہ مقرر سوائے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رسولون سے اور انبیاؤن سے اور ملایکو
سے اور شہیدون سے اور ولیون سے اپنے اپنے مرتبے اور مقامون کے موافق جو اللہ کنے رکھتے ہین شفاعت کرینگے اپنے مرتبے کے انداز پر جو اللہ کے پاس ہی اور یہہ بات
ثابت ہوئی ہی صحیح حدیثون سے انتہی اور امام سبکی شفاء الاسقام مین لکھے ہین الشفاعۃ الرابعۃ فی من دخل النار من المذنبین فقد
جاءت الاحادیث الصحیحۃ باخراجہم من النار بشفاعۃ نبینا صلے اللہ علیہ وسلم وسائر الانبیاء والملئکۃ واخوانہم من
المومنین یعنے چوتھی شفاعت ان گناہگارون کے حقمین جو داخل ہو چکے ہون دوزخ مین سو مقرر آئے ہین صحیح حدیثان انکے نکالے جانے مین
دوزخ سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے اور تمام انبیا اور ملایک کی شفاعت سے اور اپنے مومنین بھائیونکی شفاعت سے پھر بعد
چند سطر کے لکھا ہی وہذہ الشفاعۃ والشفاعۃ الاولی العظمی تواترت الاحادیث بہما یعنے اور یہہ شفاعت جو چوتھی قسم کی ہی اور
شفاعت عظمی ان دونون پر تواتر احادیث آئے ہین انتہی ظاہر ہی کہ تواتر کا منکر کافر ہی اور عبد الحق دہلوی قدس سرہ شرح مشکوٰۃ کے
باب الشفاعت کے شروع مین لکھے ہین ششم در گناہگاران کہ بدوزخ در آمدہ باشند و بشفاعت بر آیند و این شفاعت مشترک است میان تمام
انبیاء و ملائکہ و علماء و شہداء انتہی اور مولانا محمد ہاشم بن عبد الغفور بن عبد الرحمان السندی التتوی الحنفی کتاب بیان فرایض الاسلام کے لکھے
ہین ان الشفاعۃ نبینا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وسائر الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام وشفاعۃ الاولیاء والعلماء والصلحاء
بعد ان یاذن اللہ تعالے لہم حق انتہی اور ملا جلال الدین دوانی شرح عقاید عضدیہ مین لکھے ہین والشفاعۃ لدفع العذاب ورفع الدرجات
حق لمن اذن لہ الرحمن من الانبیاء والمومنین بعضہم لبعض لقولہ تعالی یومئذ لا تنفع الشفاعۃ الا من اذن لہ الرحمن ورضی
لہ قولا وقولہ تعالی من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ انتہی چنانچہ یہ دونو سندان مع ترجمہ آگے مرقوم ہو چکے ہین اسلئے یہان

پھر ترجمہ لکھنا زاید جانا اور عقاید نسفی مین مرقوم ہے والشفاعة ثابتة للرسل علیہم الصلوة والسلام والاخیار فی حق اهل الکبائر بالمستفیض
من الاخبار یعنے شفاعت ثابت ہے رسولان علیہم الصلوة والسلام کی اور دوسرے نیکونکی اہل کبایر کے حقمین متواتر احادیثون سے انتہی دیکھئے تو اتر احادیث
سے اور کتب عقاید سے اور حفاظ احادیث کے کتابون سے صاف صریح ثابت ہوا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا اور دوسرے بھی شفیع ہونگے اگر
کسی نے اسکے برخلاف کچھ کہا تو کیا اعتبار اور سوا اسکے امام محمد غزالی احیاء العلوم کی دوسری جلد مین خود پسندی کی چیزونکے بیان اور اسکے علاج کی تفصیل
لکھے ہین فاعلم ان کل مسلم فهو منتظر شفاعة رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم والنسیب ایضا جدیر بان یرجوها ولکن بشرط ان یتقی
اللہ ویخاف ان یغضب علیه فلا یاذن لاحد فی الشفاعة فان الذنوب منقسمة الی ما یوجب المقت والبعد فلا یؤذن فی الشفاعة
لصاحبها والی ما یعفی عنه بسبب الشفاعة کالذنوب عند ملوک الدنیا فان کل ذی مکانة عند الملک لا یقدر علی الشفاعة فیمن
اشتد علیه غضب الملک فمن الذنوب ما لا تنجی عنه الشفاعة وعنه العبارة بقوله تعالی لا تنفع الشفاعة عنده الا لمن اذن له وبقوله
تعالی ولا یشفعون الا لمن ارتضی وبقوله تعالی من ذا الذی یشفع عنده الا باذنه وبقوله تعالی لا تنفع الشفاعة الا لمن اذن له الرحمن
ورضی له قولا واذا انقسمت الذنوب الی ما یشفع فیه والی ما لا یشفع فیها وجب الخوف والاشفاق لا محالة ولو کان کل ذنب یقبل فیه
الشفاعة لما امر قریشا بالطاعة ولما نهی فاطمة عن المعصیة ولکان یاذن لها فی اتباع الشهوات لتکمل لذتها فی الدنیا ثم یشفع
لها فی الاخرة لتکمل لذتها فی الاخرة فالانهماک فی الذنوب وترک التقوی اعتمادا علی رجاء الشفاعة یضاهی انهماک المریض
فی شهواته اعتمادا علی طبیب حاذق قریب له مشفق من اب او اخ او غیره وذلک جهل لان سعی الطبیب وهمته
وحذقه ینفع فی ازالة بعض الامراض لا فی کلها فلا یجوز ترک الحمیة مطلقا اعتمادا علی مجرد الطب بل للطبیب اثر علی الجملة ولکن
فی الامراض الخفیفة وعند غلبة اعتدال المزاج فهکذا ینبغی ان یفهم عنایة الشفعاء من الانبیاء والصلحاء والاقارب والاجانب
فانه کذلک فمجرد الطلب قطعا وذلک لا یزیل الخوف والحذر فکیف یزیل وخیر الخلق بعد رسول اللہ صلی اللہ علیه وعلی آله وسلم
اصحابه وقد کانوا یتمنون ان یکونوا بهائم من خوف الاخرة مع کمال تقویهم وحسن اعمالهم وصفاء قلوبهم وما سمعوه من وعد
رسول اللہ صلی اللہ علیه وعلی آله وسلم ایاهم بالجنة خاصة والسایر المسلمین بالشفاعة عامة ولم یتکلوا علیه ولم
یفارق الخشوع والخوف قلوبهم فکیف یعجب بنسبه ویتکل علی الشفاعة من لیس له مثل صحبتهم وسابقتهم یعنے جانیو کہ جو مسلمان
ہو سو وہ منتظر ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا اور قرابتی بھی لایق اسکے ہے کہ اسکا امیدوار رہے لیکن شرط ہے کہ اللہ سے ڈرتا رہے
اور اندیشہ مند رہے کہ کہین اسپر غصے نہو کہ اس سبب سے کسیکو شفاعت کرنیکا حکم ندے کیونکہ گناہ منقسم ہین دو قسم پر ایک وہ چیز جو ضرور اللہ
تعالی کی ناخوشی لاتی ہے سو اس سبب سے شفاعت کا حکم نہین ہوگا اسکے کرنے والے کو دوسری وہ چیز جو شفاعت کے سبب سے بخش دی جایگی جیسا
تقصیرین دنیا کے بادشاہونکے یہان کیونکہ بادشاہ کے یہان کا کوئی صاحب مرتبہ طاقت نہین رکھتا شفاعت پر اس گناہگار کے جسپر بادشاہ
کا بڑا غضب ہو پھر کوئی گناہ ویسا ہی جس سبب سے شفاعت نہین ٹھہرا اور وہی مطلب ہے اللہ کے قول مین لا تنفع الشفاعة عنده
الا لمن اذن له کے اور فرمودے مین ولا یشفعون الا لمن ارتضی کے اور فرمودے مین من ذا الذی یشفع عنده الا باذنه کے اور فرمودے مین
لا تنفع الشفاعة الا لمن اذن له الرحمن ورضی له قولا کے اور جب گناہون کے دو قسم ہوئے ایک وہ کہ جسمین شفاعت ہو سکے دوسرے وہ کہ جسمین
شفاعت نہو سکے تو ضرور ڈر اور اندیشہ البتہ اور اگر ہر گناہ کے لئے شفاعت قبول کی جاتی تو ہر آئینہ حکم نکرتے قریش کو عبادت کرنیکا اور

سر آئینہ منع نفرماتے فاطمہ کو معصیت سے اور البتہ حکم دیتے فاطمہ کو خواہش کی چیزونکی پیروی کا تا کہ پورا لذت پاوے دنیا مین پھر آخرت مین شفاعت
کرتے انکی کہ پوری لذت پاوین آخرت مین پس گناہون مین ڈوبے رہنا اور اللہ کا ڈر چھوڑ دینا شفاعت کے بھروسے پر سو بیمار طبیب کے بھروسے
پر خود کامی اور بد پرہیزی مین پڑے رہینگے سو ایسا ہی اور ویسا ہی جیسا مریض اپنے قرابتی مشفق طبیب کے بھروسے پر جیسا باپ یا بھائی یا سوا انکے ہوا
مین بھاتے کام مومنین پر ہے اور پرہیز چھوڑ دے اور بد پرہیز تو نادانی ہی کیونکہ طبیب کی سعی اور ہمت اور محنت بعض بیماریون کے دفع کرنے کام
آتی ہی نہ سبھی بیماریونکے دفع کرنے مین پھر طبیب کے بھروسے ہی پر پرہیز مطلق چھوڑ دینا دانا نہین بلکہ طب کا اثر فی الجملہ ہی لیکن ہلکی بیماریون
اور مزاج کے اعتدال کے غلبہ مین پھر اسیطرح شفیعونکی عنایت کو سمجھا چاہیے جو انبیا اور نیکوکاران اور یگانے اور بیگانے سے ہین کیونکہ شفاعت
فقط مانگنا ہی پس ادب تو ڈر اور حذر کو دور نہین کر سکتے اور بہتر سب خلق سے بعد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اصحاب تھے سو وے
ڈر سے آخرت کے ارمان کرتے تھے کہ کاش چارپایہ ہوئے ہوتے باوصف اپنے کمال تقوی اور نیک عملون اور دلونکی صفائی کے اور باوجود
اسکے جو سنے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن سے جنت کا وعدہ کئے ہین خاص اور باقی مسلمانونکی خاطر شفاعت کا عام اور یے
اصحاب اس بات پر تکیہ کرکے بیٹھ نرہے اور خدا کا ڈر نچھوڑے پھر کسطرح تکیہ کرتا ہی شفاعت پر وہ شخص جسکو صحبت ہی رسول اللہ سے نہ
صحبت صحابہ کی اور نہ رکھتا ہی انکا عمل اور سابقہ انتہی اور امام محمد غزالی اس عبارت کا خلاصہ کیمیاے سعادت مین بھی ذکر فرماے ہین سو یہ ہی چون
این آیت فرود آمد وانذر عشیرتک الاقربین رسول گفت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا فاطمہ یا دختر محمد تدبیر خود کن کہ فردا من ترا سود ندارم
وصفیہ را رضی اللہ عنہا گفت یا عمہ محمد بکار خویش مشغول شو کہ من ترا دست نگیرم واگر خویشان ویرا قرابت وی کفایت بودے بایستے کہ
فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا را از رنج پرہیز و تقوی برہانیدی تا خوش میزیستی و ہر دو جہان او را بودے اما در جملہ قرابت را نیلوت امید واری
ست بشفاعت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اما باشد کہ گناہ چنان بود کہ شفاعت نپذیرد چنانکہ گفت ولا یشفعون الا لمن ارتضی وفراخ
رفتن بامید شفاعت بدان ماند کہ بیمار احتیاط نکند و ہمہ چیز خورد اعتماد آنکہ پدرم طبیب استادست گوید باشد کہ بیماری چنان شود کہ علاج
نپذیرد و استادی طبیب سود ندارد کہ باید کہ مزاج چنان بود کہ طبیب آنرا مدد تواند داد چنانکہ نہ ہر کہ نزدیک ملوک محلی دارد در ہر گناہی شفاعت تواند کرد
بلکہ کسیکہ ملک ویرا دشمن گرفت شفاعت نپذیرد و ہیچ گناہ نبود کہ تواند بود کہ سبب مقت باشد و حقتعالی سخط خود در معصیتہا پوشیدہ کردہ تا باشد
کہ آنچہ کمتر چیزی بود سبب مقت آن بود چنانکہ حقتعالی گفت وتحسبونہ ہینا وہو عند اللہ عظیم شما آنرا آسان میگیرید و نزد خدا تعالے
بزرگ ست و ہمہ مسلمان را نیز امید شفاعت ست و بامید شفاعت بر اس پرہیز دور باہر اس عجب کہ دین نیاید باللہ التوفیق انتہی اور وہی امام اپنے
عقائد مین لکھے ہین وان یومن بشفاعة الانبیاء ثم العلماء ثم الشہداء ثم سائر المومنین کل علی حسب جاہہم ومنزلتہ عند اللہ
تعالی ومن بقی من المومنین ولم یکن لہ شفیع اخرج بفضل اللہ تعالی ولا یخلد فی النار مومن بل یخرج من النار من کان
فی قلبہ مثقال ذرة من ایمان یعنے اور یہہ کہ ایمان رکھا چاہیے شفاعت پر انبیا کی بعد عالمونکی بعد شہیدونکی بعد سب مومنونکی انکی عزت
و مرتبے کے موافق جو اللہ تعالی کے پاس ثابت ہی اور جو باقی رہگیا مومنون سے اور نہین ہوا اُسکے لئے کوئی شفیع تو نکالیگا اللہ تعالی کے فضل
سے اور ہمیشہ نرہیگا نار مین کوئی مومن بلکہ نکالا جائیگا نار سے جسکے کہ دل مین رہے ذرہ بھر ایمان سے انتہی اور افضل المتاخرین حنفیہ کے
پیشوا مولانا شاہ عبد العزیز محدث قدس سرہ سورۂ بقرہ کی تفسیر کے تین سو دسوین صفحہ مین لکھے ہین ونیز باید دانست کہ اہل قبلہ
را درین مسئلہ اختلاف عظیم بودہ بعضے از ایشان مرتکب کبیرہ را وعید قطعی دائمی ثابت میکنند و میگویند کہ اگر صاحب کبیرہ

بے توبہ بمیرد حکم او حکم کافران ست و ہمین ست مذہب معتزلہ و خوارج ہر چند معتزلہ میگویند کہ ھو فی منزلۃ بین المنزلتین و خوارج میگویند
کہ ھو کافر لیکن چون از ایمان برآمد نزد معتزلہ ہم حکم کافران گرفت پس او را در مقابر مسلمین دفن نباید کرد و بروی نماز جنازہ نباید خواند و برای او
صدقات و استغفار نباید کرد کہ این امور مشروط بایمان اند و اذا فات الشرط فات المشروط و بعضے از ایشان وعید قطعی منقطع را برای او
ثابت میکنند و میگویند کہ او شان یا عفو ندارد البتہ معذب خواہد شد اما عذاب او منقطع خواہد گشت و آخرہا نہ بہشت خواہد رفت و ہمین
ست مذہب بشر مریسی و خالدی و دیگر جاہلان بی و توقف و بعضے گویند کہ اصلا فساق را وعید نیست ہر وعیدے کہ در قرآن و حدیث وارد آمدہ است
کافران راست کہ ہمراہ فسق کفر ہم دارد و چون شخص بر ایمان مرد او را از ہیچ معصیت باک نیست قول ایشان انیست کہ لا یضر مع الایمان
معصیۃ کما لا ینفع مع الکفر طاعۃ و ہمین ست قول مرجیہ خذلہم اللہ و در حق آنہا در حدیث صحیح وارد شدہ صنفان من امتی لیس
لہما فی الاسلام نصیب المرجیۃ والقدریۃ مذہب صحیح کہ صحابہ و تابعین آنرا مشرح بیان فرمودہ اند و اہل سنت و جماعت آنرا
اختیار نمودہ آن ست مرتکب کبیرہ قابل عفو است اگر بے توبہ بمیرد و او مانند سایر مسلمین ست در نماز جنازہ و استغفار و اعانت بصدقات
و میراث و در حق او شفاعت پیغمبر علیہ السلام و رحمت الہی را امیدوار باید بود بلکہ بیقین باید کرد کہ حق تعالی برحمت بے غایت خود یا بشفاعت پیغمبر علیہ السلام از
بعضے مرتکبان کبیرہ عفو خواہد فرمود و گو بعضے را از ایشان عذاب ہم کند و نیز بیقین باید کرد کہ ہر کہ از ینہا معذب خواہد شد عذاب او منقطع خواہد گشت
عذاب ابدی خاصۂ کفر ست ہیچ گناہ مستحق آن نتوان شد لیکن ما را معلوم نیست کہ مدت عذاب بر کبایر چہ قدر خواہد بود و نیز معلوم نیست کہ کدام
یک از اصحاب کبایر معذب خواہد شد و کدام یک را عفو مطلق خواہد فرمود ازین جہت در بیم و امید میمانیم و امید بر این دارم آیات قرآنی مانند ان اللہ لا یغفر ان
یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء و غیر آن صریح نص اند درین مذہب و نیز قرآن مجید مملو و مشحون ست ازین صفات کہ کان اللہ عفوا غفورا و رحیما
و دیگر ہما و اگر و احادیث نظر کنیم بالاتر از حد تواتر این مضمون را خواہیم یافت مولانا یحیی بن معاذ رازی در مناجات خود فرمودہ اند کہ الہی چون ایمان یک ساعت کفر ہفتاد
سالہ را نیست و نابود سازد پس ایمان ہفتاد سالہ چگونہ گناہ یکساعت را نیست و نابود نخواہد ساخت انتہی اور فرایض الاسلام مین مولانا محمد ہاشم سندی لکھے ہین
ان المومنین العاصین فی مشیۃ اللہ تعالی فان شاء عفی عنہم و ادخلہم الجنۃ بفضلہ و ان شاء عذبہم فی النار بعدلہ ثم یخرجہم من النار
و یکون مرجعہم الی الجنۃ یعنے مقرر گناہ گار مومنان مشیت مین اللہ تعالی کی ہین پس اگر چاہے مغفرت کرے انکو داخل کرے انکو جنت مین اپنے فضل سے اور
اگر چاہے عذاب دیوے انکو آتش مین اپنے عدل سے بعد اسکے نکالے انکو آتش سے اور ہوگا جانا انکا جنت کی طرف انتہی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ اکبر
کی شرح شمس الانوار مین مرقوم ہے و اعلموا ان من مات علی الایمان من فساق المومنین قبل التوبۃ فانہ فی مشیۃ اللہ تعالی ان شاء عذبہ و ان
شاء غفر لہ من غیر عذاب بشفاعۃ کانت اوبلا و نہا یعنے جان لیجیے مقرر جو شخص مرا ایمان پر گناہگار مومنون سے آگے توبہ کے پس تحقیق وہ اللہ تعالی
کی مشیت مین ہے اگر چاہے عذاب دے اسکو اور اگر چاہے مغفرت کرے اسکو بدون عذاب کے شفاعت سے ہو یا بغیر شفاعت کے انتہی اور امام اعظم رحمۃ اللہ
علیہ کی فقہ اکبر کی شرح جو سیح الازہر ہے اسمین مرقوم ہے و قد یعاقب علی الذنب عدلا منہ و قد یعفو عن السیئۃ فضلا منہ سواء یکون
بواسطۃ شفاعۃ اوبلا و نہا یعنے اور کبھو عذاب کریگا اللہ گناہ پر اپنے عدل کے رو سے اور کبھو عفو کریگا گناہ سے از رو فضل اپنے خواہ یہہ عفو کرنا شفاعت
کے واسطے سے ہو یا بغیر واسطے شفاعت کے انتہی کیون یار و احادیث متواترہ اور امامون کے اقوال اور کتب عقاید وغیرہ کے مطالب و معانی اچھی طرح سے یا چکے
اور خوب سمجھ بوجھ چکے اس سے تو یہی ثابت ہو چکا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ و سلم کے سوا اور بھی شفیعان ہونگے اور ہر مومن کو چاہیے کہ شفاعت
کے بھروسے پر اللہ تعالی کا خوف دل سے دور نکرے اور ہر بندہ اللہ کی مشیت کے موافق کونسے طبقہ مین اور کس گروہ مین داخل اور شمار کیا جاویگا

سو معلوم نہین پس اسیواسطے مصنف تقویۃ الایمان کا مولانا اسمعیل شہید علیہ الرحمہ ہی مذہب صحیح جو اہل سنت و جماعت کا تھا سو ہر عامی کو معلوم ہونیکے لئے لکھہ دیا کہ جیسا
ہر حاجت اپنی اللہ سے پہنچا چاہئے ویسا ہی حاجت بھی اسی پر چھوڑ دیجئے سب گناہ اپنی رحمت سے بخشیگا اور جسکو چاہیگا ہمارا شفیع کردیگا نہ کہ یہہ کسیکی حمایت پر
بھروسا کیجئے اور اسکو اپنا حمایتی سمجھہ کر اصل مالک کو بھول جاوے بھلا اسمین عموم شفاعت مومنین کا انکار کہان ہی اگر یوروپ نژاد کے علم پر فریب کھا انکار
ہی فرض کرتے ہو تو پھر یہ سب احادیث صحیحہ مذکورہ غلط ہوگئے معاذ اللہ اور محدثان اور مفسران اور ائمہ رحمہم اللہ تعالی جو اسطور پر لکھے ہین سو سب کے سب منکر عموم
شفاعت مومنین کے ہوگئے نعوذ باللہ منہا یا رد عموم شفاعت سرور انبیا کی وہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مقام محمود مین فتح باب شفاعت فرماوینگے
تو سارے شفیعون کی شفاعت زیر لوای محمدی واقع ہوگی پس سب شفیعونکی شفاعت گویا حکم مین آپکے شفاعت کے ہی چنانچہ تقویۃ الایمان کا مصنف خود اپنی کتاب
صراط المستقیم مین نعت مین لکھا ہی درود محدود بر علم عرصہ وجود صاحب مقام محمود مطلع جریدۂ اصفیا مقطع قصیدۂ انبیا رونق افزای انجمن اصطفا کل سرسبد گلشن
اجتبا مضمون کتاب ایجاد و تکوین مقصود خطاب ارشاد و تلقین الخ اور عبدالحق محدث قدس سرہ بھی شرح مشکات کے باب شفاعت کے شروع مین ایسا لکھے ہین
انواع شفاعت ہمہ ثابت ست مر سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بعضے بخصوص وی و بعضے بمشارکت و اول کسی کہ فتح باب شفاعت کند آن حضرت باشد پس
در حقیقت شفاعات ہمہ راجع بحضرت وی بود و است صاحب الشفاعات علی الاطلاق انتہی الحمد للہ ہمارے اس اعتقاد پاک سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شفیع الشفعا
ہین اور یوروپ نژاد کے عقیدے سے تو فقط شفیع ٹھہرے جسمین تنقیص شان سرور انبیا پائی جاتی ہی افسوس صد افسوس ایسے پیران نابالغ پندنامہ حضرت شیخ
سعدی اور عقاید مولانا جامی رحمہما اللہ تعالی کی ابیات کو جو لڑکائی سے اب تک پڑھتے پڑھاتے ہوئے داڑھیان پکالئے سو اسکے معنے سمجھہ لیتے تو انکار
سے ان احادیث صحیحہ کے اور اقوال مشاہیر علمای محدث اور مفسر اور ائمہ کے مردود دارین نہوتے وہ ابیات یہہ ہین ع ندارم غیر از تو فریاد رس
توئی عاصیان را خطا بخش و بس ع ہر کہ افتد بدوزخ از کفار ٭ جاودان جای او بود در نار ٭ ور بود مومنی فتادہ ز راہ ٭ سوزد آنجا
بقدر جرم و گناہ ٭ یا خود او را شفاعت شفعا ٭ برہاند از ان جزا و سزا ٭ ور در از شفیع نکشاید ٭ ارحم الراحمین بہ بخشاید ٭ انتہی پس ان
پیران نابالغ کا وہی مثل ہی کہ ع گوسالہ ما پیر شد و گاو نشد ٭ للہ الحمد والمنہ سب مومنان جواب دندان شکن یوروپ نژاد کے کلام کا جان
بوجہ چکے سوائے اسکے جو یوروپ نژاد نے مومنون کو دھوکے مین ڈالنیکے لئے کلکتہ کے فتوی کے بعض سندون پر دھوکے کی تقریر لکھہ دیا ہی سو اسکی حقیقت
بھی غور سے سن لیجئے قول خیر الزاد یوروپ نژاد و آنکہ بآیہ کریمہ اتخذوا من دون اللہ شفعاء قل اولو کانوا لا یملکون شیئا ولا یعقلون
قل للہ الشفاعۃ جمیعا و بآیہ کریمہ یوم لا تملک نفس لنفس شیئا والامر یومئذ للہ تمسک کردہ اند مطابقت بمطلوب شان ندارد از انکہ این آیات
برای رد زعم کفار اند و نفی معبودیت از شفیع چنانچہ عبارت تفسیر خازن و تفسیر کبیر کہ خود نقل کردہ اند بران دال و ظاہرست کہ مومنی قابل معبودیت شفیع
خود نیست تا وی مصداق این آیہ باشد قال الشیخ المحقق ابو سعید الرومی رح فی التفسیر الاکبر قل بعد تبکیتہم و تجہیلہم بما ذکر تحقیقا ہ
للہ الشفاعۃ جمیعا ای ہو مالکہا لا یستطیع احد شفاعۃ ما الا ان یکون مرتضی والشفیع ماذونا لہ وکلاہما مفقودان ہہنا
انتہی یعنے بگو ای محمد از کافران بعد تسکیت و تجہیل ایشان بآنچہ مذکور شد از روی تحقیق حق کہ مالک شفاعت حق سبحانہ تعالی است طاقت ندارد کسی از اقسام
شفاعت مگر اینکہ مشفوع از اہل آن و شفیع ماذون بدان باشد در ینجا ہر دو مفقود اند نہ مشفوع اہل و مستحق آن و نہ شفیع ماذون بہ و قال الامام محی السنۃ
فی تفسیر معالم التنزیل یوم لا تملک نفس لنفس شیئا قال مقاتل یعنی لنفس کافرۃ شیئا من المنفعۃ والامر یومئذ للہ ای لم یملک اللہ
فی ذلک الیوم احدا شیئا کما ملکہم فی الدنیا انتہی یعنے در روز قیامت ہیچ ایک نفس مالک نخواہد شد برای کسی نفس ہیچ چیز را گفت مقاتل یعنے برای
نفس کافر مالک نفع رسانی ہیچکس نخواہد شد و حکم و فرمان آن روز محض برای خدا است یعنے مالک نخواہد ساخت حق سبحانہ تعالی بدان روز کسی را

ہیچ چیز را چنانچہ مالک کردہ است آنہا را در دنیا کہ ہرچہ خواہند بلا اذن تصرف کنند انتہی کلام یورپ نژاد ذرہ بارہ غور کیجیے کہ کلام تو مسلمانوں مومنین کی بہاں مشفوع اہل اور شفیع ماذون ہے نہ کلام کافرون میں کہ وہاں نہ مشفوع اہل اور مستحق شفاعت ہے نہ شفیع ماذون ہے اسو تفسیر خازن اور تفسیر کبیر کے سیر کا تفسیر ابو سعید رومی اور تفسیر معالم التنزیل کی عبارت سے بھی جو خود یورپ نژاد نے نقل کیا ہے مومنونکے حق مین وہی بات صاف ظاہر ہے یہہ کہ مالک شفاعت حق سبحانہ تعالی است طاقت نمیدارد کسی قسمی را از اقسام شفاعت مگر اینکہ مشفوع از اہل آن و شفیع ماذون بدان باشد و حکم و فرمان آن روز محض برای خدا است یعنی مالک نخواہد ساخت حق سبحانہ تعالی درآن روز کسی را ہیچ چیز را چنانچہ مالک کردہ است آنہا را در دنیا کہ ہرچہ خواہند بلا اذن تصرف کنند انتہی ظاہر ہے کہ مومن ہے مشفوع اہل او مستحق شفاعت ہے اور اسکے لئے شفیع ماذون بھی ہوگا اور نفس کافرہ کے لئے کوئی شخص منفعت نہ پہنچا ئیگا اور وہ عبارت تفسیر خازن اور تفسیر کبیر کی جو امام فخر الدین رازی سے ہے یہہ ہے تفسیر خازن ام اتخذوا من دون اللہ شفعاء یعنی الاصنام قل یا محمد او لو کانوا یعنی الآلھۃ لا یملکون شیئا ای من الشفاعۃ ولا یعقلون ای انکم تعبدونہم وان کانوا علی ھذہ الصفۃ قل للہ الشفاعۃ جمیعا ای لا یشفع احد الا باذنہ فکان الاشتغال بعبادتہ اولی لانہ ھو الشفیع فی الحقیقۃ وھو یاذن فی الشفاعۃ لمن یشاء من عبادہ یعنی بلکہ انھون نے پکڑے ہین اللہ کے سوا کوئی سفارشی الی یعنی بتان تو کہہ ای محمد اگر چہ انکو یعنی آلہون کو اختیار نہو کسی چیز کا یعنی شفاعت سے اور نہ سمجھ رکھین تحقیق تم پوجتے ہو انکو اور اگر ہوگے اس صفت پر یعنی سمجھ بھی رکھین تو بھی کہہ تو اللہ کے اختیار ہے سفارش سب یعنی شفاعت نہین کریگا کوئی شخص مگر اذن سے اللہ تعالی کے پس مشغول رہنا اسی کی عبادت مین اولی ہے کیونکہ حقیقت مین اللہ ہی شفاعت کرنیوالا ہے اور وہی اذن دیگا شفاعت کا جسکو چاہیگا اپنے بندون سے انتہی تفسیر کبیر واعلم ان الکفار اوردوا علی ھذا الکلام سوالات قالوا نحن لا نعبد الاصنام لاعتقاد انھا آلھۃ تنفع وتضر وانما نعبدھا لاجل انھا تماثیل لاشخاص کانوا عند اللہ من المقربین فنحن نعبدھا لاجل ان یصیروا اولئک الاکابر شفعاء لنا عند اللہ فاجاب اللہ عنہ قال ام اتخذوا من دون اللہ شفعاء قل اولو کانوا لا یملکون شیئا ولا یعقلون وتقریر الجواب ان ھؤلاء الکفار اما ان طمعوا بتلک الشفاعۃ من ھذہ الاصنام او من اولئک العلماء والزھاد الذین جعلت ھذہ الاصنام تماثیل لھا فالاول باطل لان ھذہ الاصنام جمادات فلا تملک شیئا فلا یقدر احد علی الشفاعۃ الا باذن اللہ فیکون الشفیع فی الحقیقۃ ھو اللہ الذی یاذن فی تلک الشفاعۃ فکان الاشتغال بعبادتہ اولی من الاشتغال بعبادۃ غیرہ وھذا ھو المراد من قولہ تعالی قل للہ الشفاعۃ جمیعا ثم بین انہ لا یملک احد غیر اللہ بقولہ لہ ملک السموات والارض ثم الیہ ترجعون یعنی جانئے کہ کافرون لائے اس کلام پر کئی سوالات اور کہے کہ ہم نہین پوجتے ہین بتونکو اس اعتقاد سے کہ وے معبود ان ہین کہ نفع پہنچا دین اور ضرر دین مگر یہی بات ہے کہ پوجتے ہین ہم خاطر سے اُن شخصونکی جو اللہ تعالی کے پاس مقربون سے ہین پس ہم پوجتے ہین اُن بتون کو اسلئے ہوں یہے بندگان خدا کے پاس ہمارے شفیعان پس جواب دیا خدا نے اسکا اور فرمایا ام اتخذوا من دون اللہ الآیہ تقریر جواب کی یہہ ہے کہ وے کفار یا طمع رکھتے ہین شفاعت کی ان بتون سے یا اُن عالمون اور زاہدون سے جو یہے بتان اُنھونکی مورتان ٹھہرائے گئے ہین پس پہلی بات تو باطل ہے اسلئے کہ یہے بتان پتھرے ہین پھر کسی چیز کے مالک نہین اور خلاف عقل ہے ہونا شفاعت کا اُنھون سے اور دوسری بات بھی باطل ہے اسلئے کہ قیامت کے دن نہین مالک ہوگا کوئی کسی شئے کا پس قدرت نہین رکھیگا کوئی شخص شفاعت کرنیکی مگر حکم سے اللہ تعالی کے تو ہوتا ہے شفاعت کرنہارا حقیقت مین وہی جو اذن دیتا ہے شفاعت کا پس مشغول ہونا عبادت مین اللہ ہی کے بہتر ہے مشغول ہونے سے عبادت مین دوسرے کے اور یہی مراد ہے قول سے اللہ تعالی کے جو قل للہ الشفاعۃ جمیعا ہے پھر بیان کیا ہے کہ

نہین اختیار رکھتا ہی کوئی شخص سوا اللہ کے قول سے اپنے جو لہ ملک السموات والارض ثم الیہ ترجعون ہی انتہی پورب نژاد نے اُن تفسیرون کی عبارت
کو نقل نکر کے جو لکھا ہی کہ این آیات برای رد زعم کفار اند و نفی معبودیت از شفیع چنانچہ عبارت تفسیر خازن و تفسیر کبیر کہ خود نقل کردہ اند بران دال انتہی سو یہ بات
صرف غلط ہی کیونکہ اس عبارت سے تو صریح ظاہر ہی کہ کافر اپنے شفیعونکو معبود نہین جانتے تھے بلکہ انکار معبودیت کا اقرار کرتے تھے مگر یہہ کہ انکو شفاعت
کا واسطہ ٹھہراتے تھے سو خاص اُنکی شفاعت کی نفی اسمین صاف مذکور ہی اور بعد اسکے جو لکھ دیا ہی کہ ظاہر ست کہ مومنی قایل معبودیت شفیع خود نیست
تا مصداق این آیۃ باشد انتہی اگر یہہ آیت کافرون ہی کے لئے ہی اور مومن مصداق اس آیت کا نہین جیسا مزعوم پورب نژاد ہی تو اس آیت مین جو
حکم شفاعت مذکور ہوا ہی سو وہ بھی کافرون ہی کے حق مین ہوا ہی معاذ اللہ یہہ تو خلاف قرآن و حدیث اور عقاید کے ہی اور سوا اسکے اُس آیت کی معنی اسی طور
پر علی العموم دوسری عمدہ عمدہ تفسیرون مین بھی مرقوم ہی سو دیکھ لیجئے تفسیر بیضاوی ام اتخذوا بل اتخذ قریش من دون اللہ شفعاء یشفع لھم عند اللہ قل
اولو کانوا لا یملکون شیئا ولا یعقلون ایشفعون ولو کانوا علی ھذہ الصفۃ کما یشاھدونھم جمادات لا تقدر ولا تعلم قل للہ
الشفاعۃ جمیعا لعلہ رد لما عسی یجیبون بہ وھو ان الشفعاء اشخاص مقربون ھی تماثیلھم والمعنی انہ مالک الشفاعۃ کلھا لا یستطیع
احد شفاعۃ الا باذنہ ولا یستقل بھا ثم قرر ذلک فقال لہ ملک السموات والارض فانہ مالک الملک کلہ لا یملک احد ان یتکلم فی
امرہ دون اذنہ ورضاہ ثم الیہ ترجعون یوم القیمۃ فیکون الملک لہ ایضا حینئذ انتہی ام اتخذوا یعنے بلکہ ٹھہرا لئے قریش نے من دون
اللہ شفعاء اللہ کے سوا شفیعون کو جو شفاعت کرین انکی اللہ کے پاس قل اولو کانوا لا یملکون شیئا ولا یعقلون کہدے کیا اگرچہ نہ مالک
رہین کسی چیز کے اور نہ سمجھتے رہین کیا شفاعت کرینگے اگرچہ اس صفت پر رہین جیسا کہ دیکھا کرتے ہین انکو پتھر ہے کہ نہ قدرت رکھتے ہین نہ سمجھ قل للہ الشفاعۃ
جمیعا تو کہہ اللہ ہی کی شفاعت ہی سب شاید کہ یہہ بات رد ہی اس بات کا جو در جواب کہینگے کفار وہ یہہ ہی کہ شفیعان مقرب شخصان ہین جو یہ بُت
انکی مورتان ہین اور معنی آیت کا یہہ ہی کہ اللہ تعالی مالک سب شفاعتون کا ہی کوئی نہین طاقت رکھتا ہی شفاعت کرنیکی بغیر اذن اسکے اور نہ آپ ہی مستقل ہوتا
ہی اُسکا پھر اسی بات کو ثابت کر کر فرمایا لہ ملک السموات والارض یعنے وہ مالک سارے ملک کا ہی اختیار نہین کسیکو بھی جو کوئی جو بات کرے اسکے کام مین بے اذن
اور رضا اسکے ثم الیہ ترجعون پھر اسی کی طرف پھر جاوگے تم قیامت کے دن سو تب بھی ملک اُسیکا ہوگا - اور امام نسفی تفسیر مدارک مین لکھے ہین ام اتخذ
وا بل اتخذ قریش من دون اللہ من دون اذنہ شفعاء حین قالوا ھؤلاء شفعاؤنا عند اللہ ولا یشفع عندہ احد الا باذنہ
قل اولو کانوا لا یملکون شیئا ولا یعقلون معناہ ایشفعون ولو کانوا لا یملکون شیئا قط ولا عقل لھم قل للہ الشفاعۃ جمیعا ای
ھو مالکھا فلا یستطیع احد شفاعۃ الا باذنہ لہ ملک السموات والارض تقریر لقولہ للہ الشفاعۃ جمیعا لانہ اذا کان لہ الملک
کلہ والشفاعۃ من الملک کان مالکا لھا انتہی یعنے بلکہ پکڑے قریش نے من دون اللہ سوا اللہ کے بغیر اسکے اذن کے شفیعونکو وقتیکہ
کہے یہ ہمارے شفیعان ہین اللہ کے پاس حال یہہ ہی کہ کوئی شخص شفاعت نکریگا اسکے پاس مگر اسکے اذن سے قل اولو کانوا لا یملکون شیئا ولا یعقلون
اسکا معنے یہہ ہی کہ کیا شفاعت کرینگے اگرچہ مالک نہو وین کسی چیز کے ہرگز اور نہ عقل ہووے انکو قل للہ الشفاعۃ جمیعا تو کہہ اللہ ہی کی شفاعت
ہی سب یعنے وہ شفاعت کا مالک ہی پھر کوئی شفاعت نہین کر سکتا بغیر اذن اسکے لہ ملک السموات والارض ثابت کرتا ہی اللہ کا فرمودہ
للہ الشفاعۃ جمیعا کا کیونکہ جب ہووے سب بادشاہی اسی کی اور شفاعت بھی بادشاہی سے ہی تو ہوا مالک اُسکا بھی اور تفسیر خطیب شربینی مین
مرقوم ہی قل ای لھم للہ ای الذی لہ کمال القدرۃ والعظمۃ الشفاعۃ جمیعا ای ھو مختص بھا فلا یشفع احد الا باذنہ ثم
قرر ذلک فقال لہ ملک السموات والارض ای فانہ مالک الملک کلہ لا یملک احد ان یتکلم دون اذنہ ورضاہ ثم الیہ ترجعون

ای یوم القیمۃ فیکون الملک لہ انتہی یعنے کہدے ای محمد ان لوگ سے کہ شفاعت خاص ہے اللہ کے ساتھ جو بڑی قدرت اور بزرگی والا ہے
پس کوئی شفاعت نہ کریگا بغیر اسکے حکم کے کیونکہ اللہ جلشانہ مالک ہے سب ملک کا اور نہیں اختیار رکھیگا کوئی اس دن بات کرنے پر بدون
پروانگی اور رضامندی اس مالک الملک کے پھر اسی کی طرف پھر جاوگے تم قیامت کے دن پس ملک اسیکا ہوا اور شیخ علی مہایمی قدس اللہ سرہ العزیز
تفسیر رحمانی میں لکھے ہیں ام اعرضوا عنہا اعتمادا علی شفاعۃ شفعائہم حیث اتخذوا علی تکذیب آیات اللہ والاعراض عن
التفکر فیہا من دون جعل اللہ شفعاء قل ایعتقدون انہم یغلبون مالک الاشیاء کلہا ولو کانوا لایملکون شیئا ویعتقدون
انہم یمنعونہ من ارادۃ علی وفق عملہ ولو کانوا لایعقلون شیئا ان زعموا انا وجدنا من شفاعتہم شیئا لایاتی لنا انکا
ها قل تلک الاشیاء من فعل اللہ لامن شفاعتہم الایملکونہا بل للہ الشفاعۃ جمیعا یملکہا اذ لہ ملک السموات
والارض ثم لو ملکوها فالقبول مفوض الیہ اذ الیہ ترجعون انتہی یعنے کیا منہہ پھیرے وے اُن سے بھروسے پر اپنے شفیعوں کی شفاعت
کے اس رو سے کہ پکڑے اور جھٹلائے آیتان اللہ کی اور منہہ پھیرنے تفکر کرنے سے اُن آیتوں میں بدون واسطے اللہ کے شفیعان کہہ تو کیا اعتقاد رکھتے
ہیں وے کہ ماسوی اللہ غالب ہونگے سب چیزوں کے مالک پر اگرچہ وے رہیں نہ کسی چیز کی اختیار رکھنے ہارے یا اعتقاد رکھتے ہوں کہ مقرر وے بچا رکھینگے اس
شخص کو ارادے سے اللہ کے اسکے عمل کے موافق اگرچہ ہوں بے سمجھ اور اگر زعم کریں کہ ہم پائے انکی سفارش سے چیزان کہ ممکن نہیں ہمارے تئیں انکار
اُنکا تو کہہ یے چیزان اللہ کے کام ہیں نہ انکی سفارش سے کیونکہ وے اسکا اختیار نہیں رکھتے بلکہ اللہ ہی کی شفاعت ہے سب جو اختیار رکھتا ہے اُسکا
اسلئے کہ اسیکو ہے سلطنت پھر اگر اختیار رکھیں اسکا تو قبول کرنا اللہ ہی پر مفوض ہے کیونکہ اسیکی طرف پھر جاوگے اور آیہ کریمہ یوم لاتملک نفس
لنفس شیئا والامر یومئذ للہ کی تفسیر بطور تعمیم تفسیر حسینی میں مجمل اور تفسیر شاہ عبد العزیز میں مفصل مذکور ہوئی ہے آگے جان چکے پھر دوسری عمدہ تفسیرون
مین بھی ویسی ہی بلاتخصیص اُسکی تفسیر مرقوم ہے سو دیکھہ لیجیے تفسیر جلالین میں مرقوم ہے یوم لاتملک نفس لنفس شیئا من المنفعۃ والامر یومئذ للہ لا
لغیرہ فیہ ای لم یمکن احدا من التوسط فیہ بخلاف الدنیا انتہی یعنے جس دن کہ مالک نہوسکے کوئی نفس کے لئے کچھ منفعت سے اور حکم اس روز اللہ کا
ہے نہیں ہے حکم اسکے غیر کو اسدن یعنے دخل نہیں کسیکو واسطہ بننے کا اس دن برخلاف دنیا کے اور امام نسفی تفسیر مدارک میں لکھے ہیں یوم لاتملک نفس لنفس
شیئا ای لاتستطیع دفعا عنہا ولا نفعا لہا بوجہ وانما تملک الشفاعۃ بالاذن والامر یومئذ للہ ای لاامر الا للہ وحدہ فہو القاضی
فیہ دون غیرہ انتہی یعنے سکتا نہیں دفع کرنے اس سے اور نہ نفع پہنچانے اسکو کسی وجہ سے اور بات یہہ ہے کہ شفیع ہوگا اذن ہی سے اور حکم اُسدن
اللہ ہی کا ہے یعنے نہیں ہے کوئی حکم اُسدن مگر ایک اللہ ہی کا پھر وہی قاضی ہے اُسدن نہ غیر اُسکا اور تفسیر خطیب شربینی میں مرقوم ہے یوم لاتملک
ای بوجہ من الوجوہ فی وقت ما نفس ای نفس کانت لنفس شیئا ای قل او جل والامر ای کلہ یومئذ ای اذا کان البعث للجزاء للہ
ای ملک الملوک لا امر لغیرہ فیہ فلا یملک اللہ تعالی فی ذلک الیوم احدا شیئا کما ملکہم فی الدنیا انتہی یوم لاتملک جس روز کہ مالک
نہوگا کسی وجہ سے کبھی وقت میں نفس یعنے کوئی ذات ہی ہو لنفس شیئا یعنے کسی ذات واسطے نہ چھوٹی چیز کا نہ بڑی چیز کا والامر یومئذ للہ یعنے اور
سب حکم اسدن یعنے جب اپنے اعمال کی جزا پانے کے لئے جی اٹھینگے اللہ ہی کا ہے جو شاہوں کا شاہ ہے اور اُسدن اللہ جل شانہ کے سوائے کسی کا کچھہ حکم نہ رہیگا
پس مالک نکریگا اللہ جلشانہ اُسدن کسیکو کسی چیز کا جیسا کیا تھا انکو مالک دنیا میں اور اس آیت کی تفسیر میں قول بیضاوی جو تقریر لسابقہ ہو
اجمالا ہے سو اُسپر حاشیہ شیخ زادہ کا یہہ ہے من حیث عرفہم انہ لایغنی عنہم الا البر والطاعۃ یومئذ دون سائر ما کان قد یغنی
عنہم فی الدنیا من مال وولد واعوان وشفعاء فان اهل الدنیا قد کانوا یتقلبون علی الملک ویعین بعضہم بعضا فی امورہم ویحمی

بعضھم بعضا فاذا کانوا یوم القیمۃ بطل ذلک کلہ لان اللہ تعالی لم یملک فی ذلک الیوم احدا شیئا من الامور کما ملکھم فی دار الدنیا فکیف
یکون حال من خالفہ وعصاہ انتہی یعنے اس رو سے کہ سمجھا یا ہی انکو کہ نفع نہ دیگی انکو نکو مگر نیکی اور بندگی اسدن سوائے تمامی اُن چیزونکے جو نفع دیتے تھے انکو
کو دنیا مین مال ومتاع اور فرزند اور مددگاران اور سفارشیان سو فقر دنیا کے عالم مین تھے پھرنے والے ملک پر اور مدد کرتے تھے ایک کو ایک اور آتا تھا ایک
کے پاس ایک جب وے ہونگے روز حشر مین باطل ہو جاوینگے یہ سب چیزان اسلئے کہ اللہ تعالی مالک نہین کریگا اُسدن کسیکو کسی کام کا جیسا مالک کیا تھا انکو دنیا
مین پس کیسا ہوگا حال اُسکا جو مخالفت کیا ہی اللہ کی اور نافرمانی اسکی۔ اور تفسیر رحمانی مین لکھے ہین شیخ علی مہایمی قدس سرہ یوم لا تملک نفس لنفس شیئا
من الشفاعۃ والنصر والامر فی شفاعۃ من ینفعہ الشفاعۃ یومئذ لظہور غایۃ عظمتہ فیہ للہ فمن ارتضاہ من وجہ امر الشفاعۃ
بشفاعتہ والا فلیس لھم شفاعۃ اصلا انتہی یعنے جسدن کہ نہ مالک ہوگا کوئی نفس کسی نفس کے لئے کسی چیز کا شفاعت سے اور یاری سے اور حکم شفاعت
مین اس شخص کی جو نفع بخشیگی اُسکو شفاعت اسدن بسبب ظاہر ہونے اللہ جلشانہ کے نہایت عظمت سے اُسدن اُسی کو ہی پس جس سے کہ راضی ہوا کسی وجہ
سے حکم کریگا شفیعونکو اسکی شفاعت کا اور اگر نہین راضی ہوا تو نہین ہی اُنکے لئے شفاعت ہرگز اور امام سیوطی بدور السافرہ فی امور الآخرہ مین لکھے ہین
واخرج عن مجاہد فی قولہ للہ الشفاعۃ جمیعا قال لا یشفع احد الا باذنہ ثم قال واما قولہ یوم لا تملک نفس لنفس شیئا فانہ لا یدفع الشفاعۃ
لان المراد بالملک الدفع بالقوۃ کما یکون فی الدنیا ان یدفع الناس بعضھم عن بعض وعن انفسھم بالقوۃ ولا یکون ذلک یوم الدین
والشفاعۃ لیست من ھذا الباب لانھا تذلل من الشافع للمشفوع عندہ واقامۃ التشفیع تذلل من المشفوع لہ یعنے بیہقی روایت کئے مجاہد سے
اللہ تعالی کے قول مین جو للہ الشفاعۃ جمیعا ہی کہے مجاہد کہ نہین شفاعت کریگا کوئی مگر اُسکے حکم سے پھر کہے مجاہد لیکن اللہ تعالی کا قول جو یوم لا تملک
نفس لنفس شیئا ہی سو تحقیق وہ قول شفاعت کو نہین اٹھا دیتا ہی کیونکہ مراد ملک سے دفع کرنا ہی قوت کے ساتھ جیسا دنیا مین ہوتا ہی کہ لوگ ایک
دوسرے سے اور اپنی ذات سے بھی قوت کے ساتھ دفع کرتے ہین اور نہ ہوگا ایسا قیامت کے دن اور شفاعت اس قسیل سے نہین ہی کیونکہ شفاعت جانب
سے شفاعت کرنیوالیکے عاجزی ہی جسکے پاس کہ شفاعت کرتا ہی اور کھڑا کرنا شفیع کا بھی عاجزی ہی شفاعت چاہنے والیکی طرف سے انتہی بار دیگر قطع نظر
ان باتونکے پورب توار کا طرفہ فریب یہہ ہی کہ اصول کا مشہور کلیہ قاعدہ جو العبرۃ بعموم اللفظ لا بخصوص السبب ہی سو اُسکو دغابازی سے بغل
مین داب کے لکھ دیا ہی کہ کوئی مومن مصداق اس آیت کا نہو سکیگا پھر اس چلن پر دینداری اور راستگوئی کا دعوا غضب ہی چنانچہ اس قاعدہ
کلیہ اصولیہ کو جواہر التفسیر کی سند مین آیہ کریمہ من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ کی تفسیر کے درمیان لکھ گئے دیکھ چکے ہو پھر اب دوسری کتاب معتبر سے بھی
دیکھ لیجئے سیح الازہر جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ اکبر کی شرح ہی اُسکے بحث توبہ مین مرقوم ہی کان السلف خائفین من قولہ تعالی ومن الناس
من یقول امنا باللہ وبالیوم الآخر وما ھم بمومنین ای حالا او مالا والعبرۃ بعموم اللفظ لا بخصوص السبب فلا یرد انہ نزل فی حق المنافقین
انتہی یعنے خوف کرتے تھے سلف کے لوگ فرمودے اللہ تعالی کے یہہ کہ بعضے لوگون سے جو کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے ہین اللہ پر اور روز قیامت پر حالانکہ نہین ہین
وے مومنون سے یعنے نہ اب اور نہ آئیندہ اور اعتبار عموم لفظ کو ہی نہ خصوص سبب کو پس نہین کہا جائیگا کہ یہہ آیت نازل ہوئی ہی منافقون کے حق
مین اور اس مقام مین بطور فائدے کے مومنون کے لئے ایک آیت کی تفسیر معتبر و مشہور تفسیرون سے لکھ دیتا ہون خوب سمجھ بوجھ لیجئے تا کسی دجال کے دہوکھے
مین پڑ کے عاقبت کو ہاتھ سے نہ دین شیخ علامہ زین الدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر خازن مین لکھے ہین قال تعالی وانذر بہ یعنی وخوف بالقرآن
والانذار اعلام مع تخویف الذین یخافون ان یحشروا الی ربھم قال ابن عباس یرید المومنین لانھم یخافون یوم القیمۃ وما فیہ من شدۃ
الاھوال وقیل معنی یخافون یعلمون والمراد بھم کل معترف بالبعث من مسلم وکتابی وقیل المراد بھم الکفار وقیل المراد بالانذار جمیع الخلق فیدخل

فیہ کل مومن یعترف بالحشر وکل کافر منکر لہ لیس لہم من دونہ یعنی دون اللہ ولی ای قریب ینفعہم ولا یشفع یعنی شفیع لہم فیہ اشکال وھو ان
فسرنا الذین یخافون ان یحشروا الی ربہم ان المراد بہم الکفار فلا اشکال فیہ لقولہ تعالیٰ ما للظالمین من حمیم ولا شفیع یطاع وان فسرنا الذین
یخافون ان یحشروا الی ربہم ان المراد بہم المومنین ففیہ الاشکال لانہ قد ثبت بصحیح النقل شفاعۃ نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم للمذنبین
من امتہ وکذلک یشفع الملئکۃ والانبیاء والمومنون بعضہم لبعض والجواب عن ھذا الاشکال ان الشفاعۃ لا یکون الا باذن اللہ
عزوجل لقولہ تعالیٰ من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ واذا کانت الشفاعۃ باذن اللہ صح قولہ لیس لہم من دونہ ولی ولا شفیع
یعنی حتی یاذن لہم فی الشفاعۃ فاذا اذن فیہا کان للمومنین ولی وشفیع۔ انتہیٰ یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے انذر بہ الذین یخافون ان یحشروا
الی ربہم یعنی ڈرا قرآن سے اُن لوگوں کو جو ڈرتے ہین اس بات سے کہ محشور ہونگے اپنے رب کے طرف کہے ابن عباس رضی اللہ عنہما مراد الذین سے جو اس آیت
مین مذکور ہی مومنان ہین کیونکہ وے ڈرتے ہین قیامت کے دن سے اور اُسدن آفتون اور سختیون سے اور بعضے کہتے ہین کہ معنی یخافون کا یعلمون
ہی اور مراد الذین سے کل وے لوگ ہین جو مقر اور قائل ہین پھر جی اٹھنے کے یعنی مسلمان اور اہل کتاب اور بعضے کہے ہین مراد اس سے کافران ہین اور تھوڑون کے
پاس مراد الانذار سے یعنی ڈرانے سے سب خلق اللہ ہی لیس داخل ہوے اس مین سارے مومنان قائل حشر اور تمام کافران منکر حشر لیس لہم من دونہ
ولی ولا شفیع یعنی جو حشر کے روز سے ڈرنے والے ہین اللہ تعالیٰ کے سوا انکا نہ کوئی یار نفع پہنچانیوالا ہی اور نہ کوئی سفارش کرنیہارا اور یہان ایک
اشکال وارد ہوتا ہی یہہ کہ اگر ہم کہین کہ الذین یخافون ان یحشروا الی ربہم سے مراد فقط کافران ہین لیس اسمین کچہ اشکال نہین کہ انکو نہ کوئی
قریب ہی اور نہ کوئی شفیع جیسا فرمایا ہی اللہ جلشانہ ما للظالمین من حمیم ولا شفیع یطاع اور اگر ہم کہین کہ مراد اُس سے مسلمانان ہین پس
اسمین اشکال ہی کیونکہ ثابت ہوا صحیح حدیثون سے شفاعت کرنا ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی امت کے گنہگارون کے واسطے اور
اسیطرح شفاعت کرنا فرشتون اور پیغمبرون کا اور مومنونکا بعض بعضو نکے لئے اور جواب اس اشکال کا یہہ ہی کہ نہ ہوگی شفاعت مگر اذن سے اللہ
پاک کے جیسا فرمایا اللہ جلشانہ نے من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ کون ہی جو وہ شفاعت کرے اُسکے پاس مگر اُسکے حکم سے لیس صحیح ہوا کہنا
اُسکا لیس لہم من دونہ ولی ولا شفیع یعنے جبتک کہ اللہ تعالیٰ حکم شفاعت کا نہ دیگا تب تک کوئی کسیکا نہ ولی ہوگا نہ شفاعت کرنیہارا لیس جب
حکم ہوگا تب مومنونکے واسطے ولی بھی ہونگے اور شفیع بھی ٹھہر ینگے اور تفسیر خطیب شربینی مین مرقوم ہی وانذر ای خوف اذ الانذار اعلام مع تخویف بہ
ای القرآن وقولہ تعالیٰ الذین یخافون ان یحشروا الی ربہم اما قوم داخلون فی الاسلام ومقرون بالبعث الا انہم مفرطون فی العمل
واما اھل الکتاب لانہم مقرون بالبعث واما ناس من المشرکین علم من حالہم انہم یخافون اذا سمعوا بحدیث البعث ان یکون
حقا فیہلکوا فہم من یرجی ان ینجع فیہم الانذار دون المتمردین منہم وقولہ تعالیٰ لیس لہم من دونہ ای غیر اللہ ولی ای ینصرہم
ولا شفیع ای یشفع لہم حال من ضمیر یحشرون بمعنی یخافون ان یحشروا غیر منصورین ولا مشفوعا لہم ولا بد من ھذہ الحال
لان کلا محشور فان المخوف ھو المحشر علی ھذا الحال فان قیل اذا فسر ما ذکر بالمومنین کان مشکلا لانہ قد ثبت بصحیح النقل شفاعۃ
نبینا صلی اللہ علیہ وسلم للمذنبین من امتہ وکذلک تشفع الملائکۃ والانبیاء والمومنین بعضہم لبعض اجیب بان الشفاعۃ لا تکون
الا باذن اللہ صح قولہ لیس لہم من دونہ ولی ولا شفیع حتی یاذن لہم بالشفاعۃ فاذا اذن فیہا کان للمومنین ولی وشفیع انتہیٰ
انذر یعنی ڈرا کیونکہ انذار کا معنے خبردار کرنا ہی ڈرانیکے ساتھہ بہ یعنی قرآن سے اور قول اللہ تعالیٰ کا الذین یخافون ان یحشروا الی ربہم وے
لوگ کو جو ڈرتے ہین اس بات سے کہ حشر کئے جاوین اپنے رب کی طرف یا مراد اس سے وے لوگ ہین جو اسلام مین داخل ہین اور قیامت

کے دن اٹھنے کے مایل مگر یہہ کہ وے عمل مین قصور کرتے ہین و یا مراد اُس سے اہل کتاب ہین کیونکہ وے بھی قیامت مین اُٹھنے کے قایل ہین و یا مراد یعنے مشرکون مین بعض کے لوگون سے
کہ انکے حال سے ایسا بوجھے گیا ہی کہ وے لوگ جب قیامت کے دن پھر اُٹھنے کی بات سنتے ہین تو ڈرتے ہین کہ اگر وہ بات سچ ہو تو آپ ہلاک ہوینگے پس
یے وے لوگ ہین کہ امید ہی کہ ڈرانا انپر تاثیر کرے سوا انہین کے سرکشونکے لیس لہم من دونہ یعنے نہین سوا اللہ کے ولی یعنے حامی جو مدد کرے ولا شفیع
اور نہ شفاعت کرنیوالا جو سفارش کرے انکی یہہ حال ہی اُس ضمیر کا جو یحشروا مین ہی اس معنی سے کہ وے ڈرتے ہین کہ اُنھین حشر مین اس حال سے جو بیان کیے
گئے ہین اور نہ شفاعت کیے گئے یعنے کوئی اُنکا یار اور مددگار اور شافع نہ ہووے اور ایسا حال تو ہوتا ہی ہی کیونکہ ہر شخص پھر اُٹھنے والا ہی اور ڈر کی بات
یہہ ہی کہ ایسے حال پر حشر ہو پھر اگر کوئی کہے کہ جب تفسیر کیا جاوے یہہ آیت مومنون پر جیسا مذکور ہوا ہی تو مشکل ہوویگی کیونکہ صحیح حدیثون سے ہمارے پیغمبر کی
شفاعت اُنکے گناہگار امتیونکے واسطے اور اسیطرح ملایک اور انبیا اور مومنون کی شفاعت ثابت ہوئی ہی جواب دیا جاتا ہی کہ تحقیق شفاعت نہین
ہوویگی مگر اللہ کے حکم سے جیسا کہ اللہ تعالی فرمایا من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ کون ہی وہ جو شفاعت کرے اُسکے کنے مگر اُسکے حکم سے جب
جب شفاعت بغیر حکم اللہ کے نہوگی تو صحیح ہوا قول اللہ تعالی کا لیس لہم من دونہ ولی ولا شفیع یہانتک کہ حکم دیا جاوے انکو شفاعت کا پس جب شفاعت
کا حکم ہوگا ہوینگے مومنونکے واسطے ولی اور شفیع قول خیر الزاد یوریب نژاد آنکہ گفتند کہ صاحب مواہب لدنیہ در فصل ثانی مقصد خامس میگوید واما ما
یفتریہ الجہال من انہ لا یرضی ان یدخل احد من امتہ النار فہو من غرور الشیطان لہم ولعبہ بہم فانہ صلی اللہ علیہ وسلم یرضی
بہ ربہ تبارک وتعالی وہو سبحانہ یدخل النار من یستحقہا من الکفار والعصاۃ ثم یحد لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدا یشفع
فیہم کما سیاتی فی المقصد الاخیر ورسولہ علیہ الصلوۃ والسلام اعرف بہ وبحقہ من ان یقول لا ارضی ان یدخل احدا من امتی النار
او تدعہ فیہا بل ربہ تبارک وتعالی یاذن لہ فی الشفاعۃ فیشفع فیمن شاء اللہ تعالی ان یشفع فیہ ولا یشفع فی غیر من اذن لہ
ورضیہ انتہی و آن دلالت دارد کہ در حق آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم نیز اذن محتمل است نہ مقطوع بہ کما ہو المدعی جوابش آنکہ این عبارتش کہ در فصل
ثانی مقصد سادس ست نہ خامس مناقض تصریحات او و مخالف احادیث و آیاتی ست کہ وی خود در مقصد عاشر ازین کتاب بکمال تفصیل و تحقیق بیان
کردہ شاید کہ قایل ہمین عبارت را کہ تحفہ اہل تنقیص است جائے بطریق نقل از کتاب مذکور یافتہ و با اینہمہ آنرا شیخ الہند شاہ عبدالحق دہلوی رح
در باب سیوم جلد اول کتاب مدارج النبوۃ باحسن وجوہ رد کردہ اینست عبارت الشیخ ہکذا و عجب ست از صاحب مواہب اللدنیہ کہ گفتہ اما افترا میکنند جہال کہ آنحضرت ہرگز
راضی نشود کہ در آید ہیچ یکے از امت وی در آتش این از فریب دادن شیطان است ایشان را و لعب کردن وی باایشان زیرا کہ وی صلی اللہ علیہ وسلم راضی است آن
بہرچہ راضی ست خدای عزوجل و وی سبحانہ می درآرد کفار و عاصیان را در آتش بعد از ان حدی از انہا مقرر فرماید برای رسول خود کہ شفاعت کند در حق ایشان
و رسول خدا اعرف است بخدا و بحق وی مبرا است از انکہ گوید بخدا من راضی نیستم کہ کسی را از امت من در آتش درآری یا گذاری دران بلکہ پروردگار تعالے
اذن میکند او را شفاعت پس شفاعت میکند مر کسی را کہ خواہد اذن میکند و راضی میشود و شفاعت نمیکند کسی را کہ اذن نداده و راضی نیست انتہی ترجمہ
کلام پوشیدہ نماند کہ در حدیث شفاعت آمدہ است کہ آن حضرت شفاعت میکند طوایف عصاۃ را بترتیب چنانکہ زانیان و سارقان و شاربان
را مثلا پس از ان باقی مانند آن کسانیکہ نیست در ذات ایشان خیر جز ذرہ ایمان یا حبہ لہذا پس بگوید پروردگار تعالی اینہا از ان من اند و
خاصگان من خود ایشان را شفاعت میکنم پس آمرزیدہ شوند و برآوردہ شوند از آتش بغیر شفاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و معلوم است کہ شفاعت
بے اذن حق و بے رضای او نمی باشد لیکن وے تعالی اذن میکند و رضا میدہد شفاعت ہمہ بمقتضای وعدہ خود کہ کردہ است بارضای وی و ان اللہ لا یخلف المیعاد و مراد
قایل از در آمدن در آتش بطریق تابید است و مقرر است کہ عاصیان دایم در دوزخ نمی باشند انتہی یہان سے قول خیر الزاد یوریب نژاد کا تمام ہوا ایہ رد

مواہب لدنیہ کی اس عبارت کو مع ترجمہ لکے مذکور کر چکا ہوں اسکو خوب انصاف سے دیکھ لیجئے کہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذن ہونے میں بھی احتمال ہی کر سکے وہ عبارت کہاں دلالت کرتی ہی بلکہ بہ ہر دو بار اذن کا پیرا اپنی فریبی بنا کی رعایت ہر کہیں کرنا چلا آتا ہی بلکہ اس عبارت سے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے حق میں اذن کا قطوع بہ صاف ظاہر ہی چنانچہ اسمین یہہ مرقوم ہی دیکھو کہ حق سبحانہ دوزخ کے مستحقوں یعنی کافروں اور گنہگاروں کو دوزخ میں ڈالیگا اور اسکے مقرر کریگا رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے ایک حد تا عاصیوں کے لیئے شفاعت کریں اور وہ اصل عبارت مواہب لدنیہ کی یہہ ہیں واما ما یغیرہ الجہال مرقوم ہی چنانچہ اسکے بعد کا فقرہ فھو من تدویر الشیطان اسپر صریح دلالت کر رہا ہی مگر جس نسخہ کہ شیخ عبدالحق دہلوی کو پہنچا سو اسمین واما ما یغیرہ الجہال نظر آیا سو شیخ نے تامل لکھدیئے کہ اینجا افترائی است جہال الخ اور ظاہر ہی کہ اس تمام عبارت مواہب لدنیہ کا مضمون دوسرے مفسرین ومحدثین اور ائمہ اہل سنت وجماعت کے اسناد مذکورہ کے سراسر مطابق ہی اسواسطے اگلے حفاظ حدیث جیسے ابن حجر مکی اور امام سیوطی اور ملا علی قاری اور امام شعرانی وغیرہم سارے محققوں کوئی اسپر اعتراض نکیئے پھر اب شیخ عبدالحق کا وہ اسپر کیسا ہو سکیگا اور سوا اسکے مواہب لدنیہ کے اس قول کا خلاصہ مضمون شیخ عبدالحق کے قول میں بھی موجود ہی یہہ کہ معلوم است کہ شفاعت بے اذن حق و رضای او نمی باشد۔ بورہ جو قول شیخ کا ہی کہ ولیکن وی پیش از اذن میکند و رضا میدہد شفاعت سو وہ قول انکی اپنی تصریحات کے خلاف ہی جو شرح مشکات کے باب شفاعت وغیرہ میں خود لکھے ہیں چنانچہ ہے سندان آگے مذکور ہو چکے ہیں دیکھلو اور سوا اسکے شیخ عبدالحق اسی کتاب کے باب استحباب المال والعمر الطاعت کے دوسرے فصل کے آخر میں خود لکھے ہیں وعن شداد بن اوس برادر زادہ حسان بن ثابت است دریافت او را وصحبت است نزول کردہ بیت المقدس را معدود است در شامیین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکیس من دان نفسہ زیرک وفرزانہ وتوانا کسی است کہ مطیع وفرمان بردار وزبون گرداند نفس خود را وعمل لما بعد الموت وکار کند برای ثواب وجزا کہ بعد از موت بیاید والعاجز من اتبع نفسہ ھواھا واحمق ونادان وناتوان کسی ست کہ پیروی گرداند نفس خود را ہوای نفس را یعنی ہرچہ نفس خواہد از محرمات وشہوات بدہد او را وبا نفس بر نیاید ودر دست شہوت وی عاجز بود واسیر ہوای نفس گردد وتمنی علی اللہ با وجود آنکہ معصیت می ورزد وبر خلاف فرمان حق میرود وعمل خیر نمیکند وتوبہ واستغفار نمی نماید آرزو وخواہش دارد بر خدا کہ راضی گردد وبہ بخشد وبہشت در آرد رواہ الترمذی وابن ماجہ شیخ ابن عباد شاذلی رحمۃ اللہ علیہ در شرح حکم میگوید کہ علما رباللہ گفتہ اند رجاء کاذب کہ مغرور گرداند صاحب آن را وباز ماند از عمل ودلیر گرداند او را بر گناہان بحقیقت رجا نیست بلکہ آن آرزو وفریب شیطان است معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ گوید کہ گفتہ اند طلب بہشت بے عمل گناہی است از گناہان وامید شفاعت بے سبب علاقہ نوعیست از فریب وامید داشتن رحمت از کسی کہ فرمان برداری نکند او را حمق وجہالت است وحسن بصری گوید کہ قومی را بازداشت آرزوہای آمرزش تا بیرون رفتند از دنیا وحال آنکہ نیست ایشان را حسنہ میگوید یکے از ایشان نیک دارم گمان را بپروردگار خود کہ آمرزندہ است دروغ میگوید اگر نیک بودے گمان وی بپروردگار نیک کردی عمل را ومیگوید دور باشید ای بندگان خدا ازین آرزوہای باطل کہ اینہا وادیہای احمقان است کہ افتادہ اند در وے بخدا سوگند نداد خداوند تعالی ہیچ بندہ را بآرزوہا او خیر نہ در دنیا ونہ در آخرت وعمرو بن منصور یکی از یاران خود نوشت کہ تو امل داری بدراز ی عمر خود وآرزو وی داری بر خدا بکار بد خواہش دار کہ آہن سرد میکوبی اعاذنا اللہ منہ انتہی یار واس عبارت کو اول سے آخر تک خوب دیکھئے اور غور کیجئے کہ کیا لکھا ہوا ہی پھر شیخ عبدالحق کا رد صاحب مواہب لدنیہ کے اس قول پر کیونکر ہو سکیگا بلکہ تعجب شیخ سے ہی جو صاحب مواہب لدنیہ کے قول پر تعجب کرکے خود ہی تعجب کے مورد بنگئے قول خیر الزاد پوشیدہ نہ رہے کہ

مراد از کسانیکہ حق سبحانہ ایشان را بلا شفاعت دیگرے از آتش دوزخ نجات دہد مردمانے اند کہ ایمان بانبیای سابقین آوردند و ہیچ عمل صالح بجز ایمان از
ایشان بوجود نیامد و آن فرقہ خارج اند از امت محمدیہ کذا فی المرقات شرح مشکات انتہی یار و یہہ قول بعض کا ہی لیکن بڑے بڑے محققان اسکا خلاف
لکھے ہین چنانچہ قاضی عیاض اس بات کو ترجیح دیئے ہین کہ وے لوگ امت محمدیہ سے ہونگے اور ابن حجر عسقلانی صحیح بخاری کی شرح فتح الباری مین کتاب الرقاق
کے درمیانے شفاعت کی حدیث مین لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کو ضم نفرمانے کی وجہ یون لکھے ہین قولہ من کان یشہد ان
لا الہ الا اللہ قال القرطبی لم یذکر الرسالۃ اما لانہا لما تلازمت فی النطق غالبا وشرطا اکتفی بذکر الاولی او لان الکلام فی حق جمیع
المومنین من ہذہ الامۃ وغیرہا ولو ذکرت الرسالۃ لکثر تعداد الرسل قلت الاول اولی انتہی یعنے قرطبی نے کہا کہ یہان حدیث مین ذکر
رسالت کی نہین آئی سو یا اسواسطے ہی کہ جبکہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ رسالت کا ذکر کرنا اکثر لازم پڑا ہی نطق کے رو سے اور اسکا شرط پڑا ہی اسلیئے اکتفا
کیا توحید کی ذکر پر یا یہہ ہی کہ یہہ کلام حق مین سارے مسلمانونکے ہی اس امت کے اور اگلی امتون کے پس اس صورت مین اگر ذکر رسالت کی کیجاوے تو بہت رسولون
کو ذکر کرنا پڑیگا اور ابن حجر عسقلانی کہتے ہین کہ اپنے پاس پہلی بات اولی ہی خلاصہ اسکا یہہ ہی کہ جب لا الہ الا اللہ کہا تو حقیقت مین محمد رسول اللہ کہہ چکا
اور اسی بحث شفاعت مین باستھوین صفحہ مین شفاعت بالاذن کے بیان کے شروع مین لکھا ہی تیسری صورت یہہ ہی کہ چور پر چوری تو ثابت ہو گئی
مگر وہ ہمیشہ کا چور نہین چوری کو اسنے کچہ اپنا پیشہ نہین ٹھہرایا مگر نفس کی شامت سے قصور ہو گیا سو اسپر شرمندہ ہی اور رات دن ڈرتا ہی اور بادشاہ کی آئین
کو سر اور آنکھون پر رکھکر اپنے تئین تقصیروار سمجھتا ہی اور لائق سزا کے جانتا انتہی اس عبارت سے بعضے بدگمان جو کہتے ہین کہ گناہ کبیرہ کے بخشے جانیکا انکار
پایا جاتا ہی سو انکی کور باطنی اور بدگوہری ہی کیونکہ نفس کی شامت سے قصور ہو وہی گناہ کبیرہ چنانچہ گناہ کبیرہ بخشے جانیکے باب مین چھتیسوین صفحہ مین پہلے ہی مفصل
لکھہ دیا ہی کہ اخرج الترمذی رضی اللہ عنہ عن انس رضی اللہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم قال اللہ تبارک وتعالی
ابن ادم لو لقیتنی بقراب الارض خطایا ثم لقیتنی لا تشرک بی شیئا لاتیتک بقرابہا مغفرۃ مشکوۃ کے باب الاستغفار مین لکھا ہی ذکر کیا
ترمذی نے کہ انس نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے کہا کہ اللہ صاحب نے فرمایا کہ ای آدم کے بیٹے بیشک جو تو مجھسے ملے دنیا بھر گناہ لیکر پھر ملے تو مجھسے کہ نہ شریک ٹھہرا
کسیکو تو بیشک لاؤن مین تیرے پاس بخشش اپنی دنیا بھر کے یعنے اس دنیا مین سب گنہگارون نے گناہ کئے ہین فرعون بھی اسی دنیا مین تھا اور ہامان بھی اسی دنیا مین بلکہ
شیطان بھی اسی مین پھر یون سمجھے کہ جتنے گناہ ان سب گنہگارون سے ہوئے ہین سو ایک آدمی وہ سب کیے کرے لیکن شرک سے پاک ہو تو جتنے اسکے گناہ ہین اللہ صاحب
اُتنی ہی بخشش کریگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ توحید کی برکت سے سب گناہ بخشے جاتے ہین جیسے شرک کی شامت سے سب اچھے کام ناکارے ہو جاتے ہین اور یہی حق ہی اسلیئے
کہ جب شرک سے آدمی پورا پاک ہوا کہ کسیکو اللہ کے سوا مالک نسمجھے اور اُسکے سوا کہین بھاگنے کی جگہہ نجانے اور یہہ اسکے دلمین خوب ثابت ہو جاوے کہ اُسکے تقصیروار
کو اس سے بھاگ کر کہین پناہ نہین اور اسکے مقابل کسی زور آور کا زور نہین چل سکتا اور اسکے روبرو کسیکی حمایت نہین چلتی اور کوئی کسیکی سفارش اپنے اختیار
سے نہین کر سکتا سو جب یہہ بات خوب دلمین ثابت ہو جاوے پھر جتنے گناہ اس سے ہونگے بشریت کی راہ سے ہونگے یا بھول چوک کر اور ان گناہونکا ڈر اسکے دل پر ہمیشہ
گھر رہا ہوگا اور اُنکے لیئے ایسا بیزار ہوگا اور شرمندہ کہ اپنی جان سے بھی تنگ ہوگا اور بیشک ایسے آدمی پر اللہ کی رحمت بہت آتی ہی سو جون جون اس سے گناہ
ہونگے اُسکے موافق اسکی یہہ حالت بڑھیگی اسی قدر اللہ کی رحمت بھی بڑھیگی سو یہہ سمجھ لیا چاہیئے کہ جسکی توحید کامل ہی اسکا گناہ وہ کام کرتا ہی کہ اورونکی
عبادت وہ کام نہین کر سکتی فاسق موحد ہزار درجہ بہتر ہی متقی مشرک سے علی تقصیروار ہزار درجہ بہتر ہی باغی خوشامدی سے کہ یہہ اپنی تقصیر پر شرمندہ ہی اور
وہ اپنے فریب پر مغرور انتہی اور کتاب صراط المستقیم جو تقویۃ الایمان کے مصنف مولانا اسمعیل شہید کی تصنیف ہی اسکے دوسرے نوین صفحہ مین بھی مفصلا
لکھا ہوا ہی باید دانست کہ آنچہ از تہذیب اخلاق بہ تخلی از رذائل و تحلی بفضائل و اصلاح اعمال و عبادات مفصلا بیان شدہ این ہمہ برائے کسیست کہ طالب راہ خدا

حق تعالی باشد و بارضای وی مقبولیت و عزت و اعتبار بارگاه حضرت ذوالجلال حاصل نماید و مدار نجات بر این مو نیست بلکه مدار نجات حرف کلمہ ایست که از صدق
و از اعتقاد درست گوید و از اعتقاد بد و کلمہ کفر محترز بود هر چند کبائر عمده مثل زنا و غیره از وی صادر شود لیکن هر که بتصدیق و اذعان دل کلمه گفت نجات خواهد یافت
و بهشت خواهد رسید و هر که معتقد و مصدق مضمون کلمه خواهد بود لابد که قبایح را قبیح خواهد دانست و نیز از پشیمان از آن خواهد شد گو با کل آن را ترک کند بلکه
مرتکب آن هر روز چند بار بلکه صد بار شود و ارتکاب گناه هم صور مختلفه دارد ارتکاب گناه باین صورت که گناه کند و در عین مشغولی بگناه حق تعالی را غفور رحیم داند و همین
دانست موجب جرأت و دلیری او بر گناه گردد اقبح صور ارتکاب معاصی است چه باین صورت مرتکب گناه شدن گویا استهزا به حضرت حق جلشانه کردن است
معاذالله من ذلک و این صورت موجب توجه غضب الہی بر مرتکب گناه میگردد و شخصی در وقت گناه خود را هالک و از کار رفته و مستحق عقاب داند گو من بعد توبه نکند
انجام اینچنین شخص انشاء الله تعالی نیک خواهد شد و تعیین نیک انجامی وی حواله مشیت ایزدی است اگر خواهد او را توفیق چنان عمل نیک دهد که مکفر تمامی سیئات
و ماحی همه خطیئات شود یا آنکه شفاعت شافعی در حق او مقبول فرماید و شافع را توفیق وقت شفاعت دهد یا آنکه بدون هر دو امر خود امرزش کند یا سزای
آن در دنیا یا در گور یا در حشر یا در جهنم چشانیده به بهشت رساند انتهی اور شیخ سعدی علیہ الرحمہ جو فرماتے ہین ع محمد کسی را شفاعت گر است ؛ که بر جاده
شرع پیغمبر است ؛ سو اس سے تو صاف ظاہر ہوتا ہی کہ شفاعت مخصوص صالحون اور نیکوکارون کو ہی بھلا اب انکے حقمین کیا کہینگے شاید انکو بھی مقبرله
کے مرتکبا گناه کبائر کو بخشایش کے منکر جانکر کافر کہینگے اور جناب غوث محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ فتوح الغیب مین فرماتے ہین قد قنعت من طاعة
الحق بقولک لا اله الا الله محمد رسول الله هذا لا ینفعک حتی تضیف الیه شیئا آخر الایمان قول و عمل لا یقبل منک و لا ینفعک اذا
اتیت بالمعاصی و الزلات و مخالفة الحق عز و جل و اصررت علی ذلک و ترکت الصلوة و الصوم و الزکاة و الحج و الصدقة و افعال الخیر فبای
شیء ینفعک الشهادتان اذا قلت لا اله الا الله فقد ادعیت قال ایها القائل الک بینة ما البینة امتثال الامر و الانتهاء
عن النهی و الصبر علی الآفات و التسلیم الی القدر هذا هو بینة هذه الدعوی یعنے بتحقیق کہ قناعت کیا تو طاعت سے اللہ تعالی کی کہنے کو لا
اله الا الله محمد رسول الله کے یہہ نہین نفع دیگا تجھے جبتک کہ زیادہ کرے تو اسکے ساتھ دوسری چیز کو وہ کیا ہی ایمان ہی از روے قول کے اور عمل
کے نہین قبول کیا جاتا ہی ایمان تیرے لیے اور نہین نفع رہتا ہی وہ تیرے تئین جب اختیار کرے تو گناہونکو اور زلات کو اور حق تعالی کی مخالفت کو اور
اصرار کرے تو اسپر اور چھوڑ دے تو نماز اور روزہ اور زکات اور حج اور صدقہ اور نیک کامونکو پس کس چیز سے نفع دینگے تجھے شہادتین جبکہ کہیگا تو لا اله
الا الله تو تحقیق دعوا کیا تو پوچھا جاویگا ای کہنے والے آیا ہی تیرے لئے کوئی دلیل کیا ہی وہ دلیل بجالانا حکم کا اور باز رہنا نہی سے اور صبر کرنا آفتون
مین اور راضی رہنا قدر پر ہی سو یہہ دلیل اس دعوی کی ہی انتہی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہی کہ جبتک ایمان کے دعوے پر اعمال نیک کا بینہ نگذارے
تو بسبب گناہ معین کے ایمان نفع نہ دیویگا پس گناہ کبیرہ کی بخشایش کی امید منقطع ہوجاتی ہی کیونکہ نفع ایمان کا نجات ہی اور اعمال نیک کا نفع ترقی درجات
ہی شاید اس جناب مقدس کو بھی منکر بخشش گناہ کبیرہ کے سمجھکر معاذ اللہ اسپر طعن تشنیع کرینگے اور تقویۃ الایمان کے ساٹھوین صفحہ مین اقسام
شفاعت کے ضمن مین مرقوم ہی کہ اس شہنشاہ عالیجاہ کی تو یہہ شان ہی کہ ایک آن مین ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑون نبی ولی اور جن و فرشتے
جبرئیل اور محمد صلی اللہ علیہما کے برابر پیدا کر ڈالے اور ایک دم مین سارا عالم عرش سے فرش تک الٹ پلٹ کر ڈالے انتہی - یارو یہہ قضیہ شرطیہ ہی اور
علماء اصول وغیرہ تصریح کرتے ہین کہ قضیہ شرطیہ وقوع کو مستلزم نہین یعنے ہونا اسکا لازم نہین چنانچہ ابن حجر عسقلانی کتاب اصابہ مین لکھتے ہین حدیث
لو عاش ابراهیم لکان نبیا قال النووی فی ترجمة ابراهیم من تهذیبه و اما ما روی عن بعض المتقدمین لو عاش ابراهیم لکان
نبیا فباطل و جسارة علی الکلام علی المغیبات و مجازفة و هجوم علی عظیم انتهی و هو عجیب مع وروده عن ثلاثة من الصحابة

وکاند لم یظهر له وجه تاویله فبالغ فی انکاره وجوابه ان القضیة الشرطیة لا تستلزم الوقوع ولا یظن بالصحابی انه یهجم علی مثل هذا الظنه والله اعلم یعنے ابراہیم جیتے تو نبی ہوتے امام نووی اپنی کتاب تہذیب مین ابراہیم کے ترجمہ مین ذکر کئے کہ جو روایت کی گئی بعضے متقدمین سے کہ حدیث لو عاش ابراہیم لکان نبیا کی باطل ہے اور جرأت ہے غیب کی چیزونکے بیان کرنے پر اور اٹکل کرنا ہے اور بے اندیشہ آنا ہے بڑے کام کے انتہی سو یہ بات عجب ہے باوجود وارد ہونے اس حدیث کے تین صحابی سے اور گویا کہ نہین ظاہر ہوئی اُسکو وجہ تاویل اُسکی سو مبالغہ کئے اُسکے انکار مین اور جواب اُسکا یہہ ہے کہ قضیہ شرطیہ نہین مستلزم ہے واقع ہونیکو اور نہین گمان کیا جاتا ہے صحابی سے کہ وے ہجوم کئے ہون ایسی بات پر اپنے گمان سے واللہ اعلم انتہی پس اس عبارت سے تقویۃ الایمان کی لازم نہین آتا ہے کہ محمد کے سریکا دوسریکو پیدا کرے کیونکہ نقلاً ثابت ہوا ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیا ہین اور اللہ تعالے ویسی بزرگی کے ساتھ کسیکو پیدا نکیا اور نہ پیدا کریگا یہان ایک پیر نابالغ یعنے فرقہ نوابیہ کا مجتہد ثانی اسلمی بلعامی اس قضیہ شرطیہ کے رد مین جو بیہودہ سعی کیا ہے سو اُسکے کلام کا حاصل یہہ ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سریکا دوسریکو پیدا کرنا محالات عقلیہ کے قبیل سے ہے اور قدرت باری محال کے ساتھ علاقہ نہین رکھتی ہے پس محمد کے سا پیدا کرنا قدرت الٰہی سے باہر ہے یا رو یہہ کلام بدیہی البطلان ہے بلکہ اندیشہ کفر کا ہے کیونکہ منکر قادر تواناکی قدرت کا ہوا ہے اور جو شخص کہ واجب و ممکن و ممتنع مین فرق نجانے مباحثہ اسکے ساتھ کیا فائدہ ظاہر ہے کہ جو شخص ایک فرد کے پیدا کرنے پر قادر ہیگا سو اُسکا مثل پیدا کرنے پر زیادہ تر قادر ہیگا چنانچہ آیہ کریمہ واللہ علے کل شیٔ قدیر اور آیہ کریمہ اولم یروا ان اللہ الذی خلق السموات والارض قادر علے ان یخلق مثلہم اس بات پر ناطق ہے اور وہ جو امام غزالی کے کلام سے سند گردانتا ہے کہ لیس فی الامکان ابدع مما کان اس پیر نابالغ کی غباوت و جہالت پر دلیل ہے کہ ابھی اُس کلام کے مغز کو نپہنچا اور علما جو اس عبارت پر اعتراضات وغیرہ کئے اور جم غفیر علما اس قول پر طعن و تشنیع کئے ہین سو نہین سنا یہانتک کہ شیخ برہان الدین بقاعی اس عبارت کی تاویل مین دو نسخے تصنیف کئے ہین اور قطب وقت امام شعرانی اسکا معنی ایسا کہے کہ لعل مرادہ ان جمیع الممکنات ابرزہا اللہ تعالے علے صورۃ ما کانت فی علمہ تعالی القدیم وعلم القدیم لا یقبل الزیادۃ وفی القرآن العظیم اعطے کل شیٔ خلقہ فلو صح ان فی الامکان ابدع مما کان ولم یسبق بہ علمہ تعالی للزم علیہ تقدم جہل تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا یعنے شاید مراد غزالی کی یہہ ہے کہ سب ممکنات کو اللہ تعالے اپنے علم قدیم مین جو صورتان تھے سو اُسکے مطابق ظاہر کیا اور اللہ تعالی کا علم قدیم زیادتی قبول نہین کرتا قرآن مجید مین بھی آیا ہے کہ دیا ہر شی کو اُسکی صورت پھر اگر صحیح ہو کہ امکان مین ابدع ہے اس سے جو ہے اور علم اللہ تعالے کا اُس طرف سبقت نہین کیا ہے تو البتہ لازم آتا ہے کہ اللہ تعالی جاہل ہو نا اللہ اس سے برتر ہوا انتہی اور کتاب طبقات مین اسی امام کے ہے کہ کہے سید محمد مغربی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کہ مراد قول سے امام غزالی کے جو لیس فی الامکان ابدع مما کان ہے یہہ ہے ای لیس فی الامکان ابدع حکمۃ من ہذا العالم بحکم بہا عقلنا بخلاف ما استاثر اللہ بعلمہ و بادراکہ و بابدعیتہ خاصتہ بہ فہو اکمل وابدع حسنا من ہذا العالم بالنسبۃ الیہ تعالی وحدہ یعنے نہین ہے امکان مین نہین ہے حکمت کے رو سے جسپر ہماری عقل حکم کرتی ہے برخلاف اسکے جو کچھ اللہ تعالی اپنے علم خاص اور ادراک خاص اور ابدعیت خاص مین پسند کر رکھا ہو پس وہ چیز اس عالم سے بہت نادر اور بہت کمال خوبی مین ہوگی انتہی لفظہ پس پیر نابالغ کے شعور پر کہ غزالی کے قول کے ظاہر مطلب کو بھی نپا سکا انھین تو لفظ ابدع یعنے خوشتر مستقول ہے سبحان اللہ پھر اُسکو مثل پیدا کرسکنے کے قول کے رد پر سند گردانتا ہے یہہ وہی مثل ہے کہ سوال از ریسمان جواب از آسمان انتظام اسکا بیں بطور فائدہ کے ایک حدیث فتح الباری سے نقل کرتا ہون حدیث ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم وعیسے کعیسے اخرجہ البیہقی عن ابن عباس یعنے روایت کئے بیہقی اس حدیث کو کہ ابن عباس کہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے کہ اللہ تعالی سات زمین پیدا کیا ہے ہر زمین مین ایک نبی ہے تمھارے نبی سریکا اور آدم آدم سریکا اور نوح نوح سریکا اور ابراہیم ابراہیم سریکا اور عیسی عیسی سریکا اتہر

یاروتقویۃ الایمان کے مصنف نے جو کہا ہی سو محض قدرت اور سکت قادر توانا کی بیان کیا ہی جیسا امام فخر الدین رازی تفسیر مین آیہ ان تعذبھم
فانھم عبادک وان تغفر لھم فانک انت العزیز الحکیم کی لکہے ہین انہ یجوز علی مذھبنا اللہ تعالی ان یدخل الکفار فی الجنۃ وان یدخل
الزھاد والعباد فی النار لان الملک ملکہ لا اعتراض لاحد علیہ یعنے تحقیق کہ جایز ہی ہمارے مذہب مین یہہ کہ چاہے اللہ تعالی داخل کرے
کافرون کو جنت مین اور ڈالے زاہدون اور عابدون کو دوزخ مین اسلئے کہ تحقیق ملک اُسیکا ملک ہی نہین ہی اعتراض کسیکا اُسپر انتہی حالانکہ اللہ تعالی قرآن
مین کئی جگہہ فرما چکا ہی کہ مومنون اور نیکوکارون کو جنت دونگا اور کافرونکو جہنم مین ڈالونگا پھر جو امام ایسا کہے سو اس سے یہہ نہین ثابت ہوا کہ اللہ تعالی
ایسا ہی کریگا محض اُسکا اختیار اور مالکیت بیان کئے کہ جو چاہے سو کر سکتا ہی اور اسیطرح مسیح الازہر مین لکھا ہی قلد ورد فی حدیث روی موقوفا
ومرفوعا لو ان اللہ عذب اھل سمواتہ واھل ارضہ عذبھم وھو غیر ظالم لھم ولو رحمھم کانت رحمتہ خیرا لھم من اعمالھم رواہ
احمد وابو داؤد وابن ماجہ یعنے تحقیق آیا ہی حدیث مین جو موقوف و مرفوع مروی ہی کہ اگر تحقیق اللہ تعالی عذاب دیوے اپنے آسمان و زمین
کے لوگون کو تو عذاب دیا اُنکو جس حال مین کہ غیر ظالم ہی اور اگر رحم فرماوے اُنپر تو ہووے رحمت اُسکی بہتر اُنکے لئے اُنکے عملون سے روایت کئے اُسکو احمد اور
ابو داؤد و ابن ماجہ انتہی ظاہر ہی کہ سارے انبیا اور املاک اور شہدا وغیرہم لایق عذاب کے نہین اور معصوم ہین بلکہ شفیع ہونا اُنکا ثابت ہی پھر جو حدیث شریف
مین ایسا آیا ہی سو یہان سمجھ لیجئے اور ایسا ہی قطب وقت امام شعرانی طبقات مین لکھتے ہین کہ کہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہ فرمایا عطا رضی اللہ عنہ
ما من ملک مقرب ولا نبی مرسل الا وللہ الحجۃ علیہ ان شاء غفر لہ وان شاء عذبہ یعنے نہین کوئی مقرب فرشتہ اور پیغمبر مرسل مگر
یہہ کہ ثابت ہی حجت اللہ تعالی کی اُسپر اگر چاہے بخشے اُسکو اور اگر چاہے عذاب کرے اُسکو انتہی اور شیخ عبد الحق دہلوی بھی شرح مین فتوح الغیب کی
حدیث عائشہ کے بیان مین لکہتے ہین انھا سألت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من یدخل الجنۃ بعملہ فقال لا الا برحمۃ اللہ فقالت
ولا انت فقال ولا انا الا ان یتغمدنی اللہ برحمتہ ووضع یدہ علی ھامتہ وذلک لان اللہ عزوجل لا یجب علیہ لاحد حق ولا یلزمہ
الوفاء بالعھد یعنے لازم نیست حق تعالی را بسر بردن عہد و عدہ از جہت غنای ذاتی و لاابالی درگاہ وی اگرچہ بتفضل و کرم خود چیزے چند را بر
بندگان خود لازم ساختہ است بر خود گرفتہ چنانچہ رزق رسانیدن در دنیا و ثواب دادن در آخرت اما بروی واجب لازم نیست کہ اگر نکند بروے اعتراض
لازم آید بلکہ ہر کار کہ کند آن کند کہ خود خواہد بہ حکم بر کردگار نتوان کرد بل یفعل ما یرید یعذب من یشاء و یغفر لمن یشاء و یرحم
من یشاء فعال لما یرید لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون انتہی اور اُسی عبارت مذکورہ تقویۃ الایمان کی جو پورب نژاد نے اعتراض کیا ہی
سو اُسکا رد بھی ہو چکا یارو ظاہر ہی کہ لفظ ڈالنا ہندی زبان مین جب فعل امر سے لاحق ہوتا ہی تو ایک کام کے اتمام کی تاکید کا فائدہ
بخشتا ہی جیسے کر ڈالنا دے ڈالنا مار ڈالنا دھو ڈالنا کھو ڈالنا وغیرہ مگر پورب نژاد نے پیدا کر ڈالے کا ترجمہ پیدا کردہ انداختن لکھا ہی
سبحان اللہ قاضی نازیل کو ٹھوز ہندی بات مین خوب دخل نہین تسپر علم و فضل مین کوس انا ولا غیری بجاتا طرفہ حماقت ہی اگرچہ یہہ حماقت
پورب نژاد بیلئے آدتا ہی جاوتا ہی کھاوتا ہی لینے والے سے کچھ عجب نہین لیکن تراعجب یہان کے تربیت یافتہ امرا ملک سارے تو اپنے فرقے سے
کہ ایسے شعور والے کو اپنا مجتہد وقت مانتے ہین اور اُسکی بات کو وحی کی سریکا جانتے مصرع آدمیان گم شدند ملک خدا خر گرفت ۱۲ تو
خیر الزاد پورب نژاد وجای گفتہ اور جو سب لوگ پہلے اور پچھلے آدمی اور جن جبرئیل اور پیغمبر ہی سے ہو جاوین تو اس مالک الملک کی سلطنت
مین اُنکے سبب کچھ رونق بڑھ نجاویگی اور جو سب لوگ ملکر شیطان اور دجال ہی سے ہو جاوین تو اسکی کچھ رونق گھٹ نجاویگی انتہی باید دانست
کہ اگر شیطان و دجال مثال پیغمبر و جبرئیل شدن و پیغمبر و جبرئیل مثل شیطان و دجال گردیدند نزد این ناکسان استحقار و استخفاف نیست؛

کر دست از ایمان بشوئید و ہرچہ در دل آید بگوئید انتہی سچ ہے کہ یہہ عبارت صفحۂ مذکور مین تقویۃ الایمان کے مرقوم ہے لیکن وہ مضمون ہی حدیث قدسی کا چنانچہ
مولانا محمد حیات سندی محدث رحمۃ اللہ علیہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی اربعین یعنے چہل حدیث کی شرح مین لکھے ہین یا عبادی لو ان اولکم وآخرکم
وانسکم وجنکم کانوا علی اتقی قلب رجل واحد منکم کمحمد صلی اللہ علیہ وسلم ما زاد کونکم کذلک فی کمال ملکی شیئا لان الکمال ذاتی الذی لا یحتاج
الی الزیادہ ولا یقبلہا بل من کمالہ ینشا کونکم علی اتقی قلب رجل منکم یا عبادی لو ان اولکم وآخرکم وانسکم وجنکم کانوا علی افجر قلب رجل واحد
منکم ما نقص ذلک الکون من ملکی شیئا لان الکمال ذاتی لا ینقص بکونکم کذلکم الحدیث رواہ مسلم یعنے اے میرے بندو اگر تم مین کا اول اور آخر اور
آدمی اور جن تم مین کے ایک بڑے پرہیزگار مرد کے دل پر بن جاوین مانند محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو نہ بڑھا دیگا تمھارا ایسا ہو جانا میری بادشاہی کے کمال مین
کچھ کیونکہ کمال ذاتی ہے جو بڑھاوے کا محتاج نہین اور بڑھاوے کو قبول بھی نہین کرتا بلکہ اُسیکے کمال سے یہہ پیدا ہوگا جو تم تمھارے جن کے ایک بڑے متقی کے دلکے
پر ہو جاوگے اے میرے بندو اگر تم مین کا اول اور آخر اور آدمی اور پری تم مین کے ایک بڑے گنہگار مرد کے دل پر ہو جاوین تو گھٹا نیکا نہین ایسا ہو جانا میری
بادشاہی مین سے کچھ کیونکہ کمال ذاتی ہے جو گھٹتا نہین تم ایسے ہو جانے سے تحدیث روایت کیا اُسکو مسلم انتہی ظاہر ہے کہ جب اتقی قلب رجل سے پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم مراد ہوے تو افجر قلب رجل سے مراد شیطان و دجال ہوے پیارو یہان یورپ نژاد کی بے ادبی اور بد دینی کو نظر کیجیے کہ اس مشہور حدیث قدسی کو جانتے
بوجھتے ہوے ظاہر الفاظ کو اس حدیث کے عوام کی سمجھ اور عادت کے خلاف پا کر اپنے گھر کی پاس سے کس زور و شور سے اس حدیث کو تکفیر کی دلیل گردانا
ہے تا عوام یقین جان لین کہ ہان ایسا ہی ہے علاوہ یہہ کہ اُس حدیث قدسی کو اصلاح بھی دیا ہے یہہ کہ وہ اسکے مضمون بدین طریق نیز متصور بود کہ کسیکی عبادت
اور اطاعت سے سلطنت مین اس مالک الملک کی زینت اور رونق بڑھ نہین جاتی اور نافرمانی اور بغاوت سے کسیکی اس سلطنت کی رونق اور زینت گھٹ
نہین جاتی لیکن چہ کند کہ آنچہ در دل است بے اختیار بر زبانش می برآید انتہی بس وہ یورپ نژاد اپنے فعل سے آپ ان بے ادبیان فاحشہ سے کافر ہو گیا اور اسکا
قول جو لما جاء فی الآثار نقلا عن مسند البزار لا ایمان لمن لا ادب لہ ہی سو اسی پر صادق آیا ہے ؎ بر بلندان سخن بسوی خود است ؛ تف بر وی
فلک بر روی خود است ؛؛ اے مومنو شوہر ہند و یورپ نژاد نے جو دینی مقدمون مین کئی جگہہ دغا کھیلا جنکے حدیث قدسی مین بھی ایسا فریبی کلام لکھا سو تمکو خوب معلوم
ہو چکا پھر اس دغا باز سخن ساز کے دوسرے فریبی سخنون کو بھی اسی پر قیاس کر لیجئے اور دیکھئے دکھائے اُسکے فریب کے کنوے مین نہ پڑئے اور اُسکے ملمع کے کلام پر
نہ بھولئے الٰہی ہمکو اور سارے مسلمان بھائیون کو ایسے بے دینی اور فریبی باتون سے بچا رکھ آمین یا رب العالمین - اور جو تنبیہ نامہ مذکور مین لکھے ہین کہ انکار
توسل اُن کتابون مین ہی سو اُنکی یہہ بات محض غلط ہے اور حرف بہتان چنانچہ توسل کے مقدمہ مین نصیحت المسلمین کے بیسوین صفحہ مین یہہ لکھا ہے کہ لیکن یہہ
جانا چاہئے کہ اولیا انبیا کو دو طرح وسیلہ پکڑنا شرک نہین ہے - اول یہہ کہ خدا کے جناب مین یون عرض کرے کہ الٰہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے یا
علی مرتضےٰ کے تصدق سے میری فلانی حاجت روا کر دوسرے یہہ کہ ان سے اور مزار اُنکے کی جا کر یون کہے کہ یا حضرت تم پاک بندے ہو میرے واسطے حق تعالیٰ سے دعا
کرو انتہی اور تقویۃ الایمان کے ایک سو گیارھوین صفحہ مین لکھا ہے اخرج ابو داود عن جبیر ابن مطعم قال اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اعرابی فقال جہدت الانفس وجاع العیال وہلکت الاموال وہلکت الانعام فاستسق اللہ لنا فانا نستشفع بک علی اللہ ونستشفع
باللہ علیک فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبحان اللہ سبحان اللہ فما زال یسبح حتی عرف ذلک فی وجوہ اصحابہ ثم قال ویحک
انہ لا یستشفع باللہ علی احد شان اللہ اعظم من ذلک ویحک اتدری ما اللہ ان عرشہ علی سمواتہ ہکذا وقال باصابعہ مثل القبۃ علیہ
وانہ لیئط بہ اطیط الرحل بالراکب مشکوۃ کے باب بدء الخلق مین لکھا ہے کہ ابو داود نے ذکر کیا کہ جبیر نے نقل کیا کہ آیا پیغمبر خدا کے پاس ایک گنوار پس کہا سختی مین
پڑ گئین جانین اور بھوکے مر گئے ہین کنبے اور نقصان ہوے مال اور مر گئین مواشی سو مینہ مانگ اللہ سے واسطے ہمارے کیونکہ ہم سفارش چاہتے ہین تمھاری اللہ

کے پاس اور اللہ کی تمھارے پاس سو پیغمبر خدا نے فرمایا کہ براہی اللہ براہی اللہ سو اللہ کی پاکی یہان تک بولتے رہے کہ اُسکا اثر یاروں کے چہروں مین معلوم ہونے
لگا پھر فرمایا کہ کیا بیوقوف ہے تو اللہ کو سفارشی نہین لاتے کسیکے آگے اللہ کی شان بڑی ہے اِس سے افسوس ہے تجھ پر آیا جانتا ہے تو کہ کیا چیز ہے اللہ
بیشک تخت اُسکا اُسکے آسمانوں پر اسطرح سے ہے اور بتلایا اپنی انگلیوں سے قبے کیطرح اور بیشک وہ چرچر بولتا ہے اُس سے جیسا کہ چرچر بولے اونٹ کا
پالان سوار کے بوجھ سے انتہی پھر اس حدیث کے فائدے کے بیان مین لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگوں مین ایک ختم مشہور ہے کہ اسمین یون پڑھتے
ہین یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ یعنے اے شیخ عبد القادر کچھ دو تم اللہ کے واسطے یہہ لفظ نکہنا چاہئیے ہان اگر یون کہے کہ یا اللہ کچھ دے تو شیخ عبد القادر کے واسطے
تو بجا ہو سکتا ہے انتہی دیکھئے کہ باین لیس مقام ہے لائق توسل کی صورت بیان کر چکا ہے کہ اُن بزرگوار دکا یہان یہہ اعتراض ہے کہ قادریہ طریقے والے اس اسم کا
ورد کئی دنون سے کیا کرتے ہیں لیکن جواب نہین کہنا ان بزرگون پر اعتراض کرنا ہے پس اول تو یہہ ہے کہ تقویۃ الایمان کا مصنف از رو حدیث صریح لکھنا
چاہئے لکھا ہے کچھ اپنی طرف سے نہین کہا جو اُسپر اعتراض کر سکین بلکہ معترضان اُس حدیث کے منکر بن جاتے ہیں دوسرے یہہ کہ طریقہ قادریہ کے متقدمین اکابر کا
جیسے امام یافعی وغیرہ ہین اُنکی کتابوں مین تو اس اسم کے ورد کی سند بلکہ وجود اس اسم کا اُس لفظ کے ساتھ نہین پایا جاتا ہے معلوم نہین کون اس لفظ کا موجد ہے
مگر اس طریقے کے متاخرین لوگ مین اس اسم کا چرچا پایا گیا لیکن یہ بات پر حدیث مین صاف و صریح منع آتے ہوئے اسکے جایز ہونے پر یہہ چرچا پانا کچھ دلیل قطعی
نہین ہو سکتی اور فتاوی خیریہ مین لکھا ہے کہ اس اسم کو لفظ شیئاً کے ساتھ پڑھنے مین علما کے درمیان اختلاف ہے بعضے تو کفر کے قایل ہے بعضے جایز کہتے
ہین شاید یہ بزرگوار ان عالموں کو بھی جو کفر کے قایل ہین کافر کہینگے اور قاعدہ اصول کا بھی ظاہر ہے کہ اذا اجتمع المحرم والمبیح یرجح المحرم پس اُس لفظ
کے پڑھنے کو منع کرنا خطا نہین ہوگی قال الشیخ ابن حجر مکی فی قواطع الاسلام فی الکلمات المکفرۃ عند الحنبلیۃ و من ذلک ان یجعل بینہ و بین اللہ
تعالی وسایط یتوکل علیہم و یدعوھم و یسالھم قالوا اجماعا یعنے قواطع الاسلام مین ابن حجر مکی کہتے ہین کہ کلمے جو مسلمان کو کافر کرتے ہین حنبلیہ کے انہی
کلمات سے یہہ ہے کہ واسطے مقرر کرنا اپنے اور رب کے درمیانے جو اعتماد کرے اُنپر اور پکارے اُنکو اور مانگے اُنسے اور کہے حنبلیہ کہ یہہ بات اجماع سے یعنے چارو
مذہب وغیرہ سے ثابت ہے انتہی اور عبد الحق دہلوی شرح سفر السعادت کے اواخر مین جو حدیث شریف ذکر کئے ہین سو وہ بھی تقویۃ الایمان کے مصنف کے
قول کو تائید بخشتی ہے چنانچہ خلاصہ اس حدیث شریف کا یہہ ہے جو شخص کہ اللہ کے واسطے دیکر کے سوال کیا تو وہ ملعون ہے اور اگر مسئول الیہ یعنے جسپر کہ
سوال ہوئی با وجود قدرت بخشنے کے سوال ادا نکرے تو وہ بھی ملعون ہووے پس اس صورت مین اگر جناب غوث رضی اللہ عنہ با وجود قدرت مراد دینے کے اعراض فرما وین
تو بڑی مشکل کی بات ہے اور اگر اُس مراد کے دینے پر قدرت نرکھتے ہو یا اس مراد کے بابمین اُنکی دعا مستجاب نہو تو سوال کرنیوالا مفت ملعون ہو جاوے چنانچہ
غوث رضی اللہ اپنے ملفوظات مین خود فرماتے ہین کہ ایک بار اللہ تعالی نے مجھے کسی بلا مین مبتلا کیا تو دعا کیا مین اُسکی دفع کے لئے جناب باری تعالی
مین پھر مبتلا کیا مجھے اللہ تعالی نے دوسرے بلا مین پس تسلیم اختیار کیا مین انتہی اور فتوح الغیب مین فرماتے ہین لا یستجیب للعارف کل ما سال ربہ یعنے قبول
نہین کرتا ہے اللہ تعالی ہر سوال کو عارف کے انتہی اور تفسیر خازن مین مرقوم ہے تو تعالی ولا تدع من دون اللہ ما لا ینفعک یعنی ان عبدتہ
دعوتہ ولا یضرک یعنی ان ترکت عبادتہ فان فعلت یعنے ما نھیتک عنہ فعبدت غیری او طلبت النفع ودفع الضرر من غیری فانک اذا
من الظالمین یعنے لنفسک لانک وضعت العبادۃ فی غیر موضعہا و ھذا الخطاب و ان کان فی الظاہر للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فالمراد بہ
غیرہ لانہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یدع من دون اللہ شیئاً البتۃ فیکون المعنی ولا تدع ایھا الانسان من دون اللہ ما لا ینفعک
الایہ یعنے فرمایا اللہ تعالی اور مت پکار اللہ کے سوائے ایسے کو کہ نہ بھلا کرے کام تیرا اگر عبادت کرے تو اور پکارے تو اُسکو اور نہ برا کرے تیرا اگر چھوڑے
تو عبادت اُسکی پھر اگر یہہ تونے کیا یعنے وہ چیز جس سے منع کیا تھا مین نے تجھے اُس سے پس عبادت کیا تو میرے غیر کی اور چاہا تو نفع اور دفع ضرر میرے

غیر سے تو بھی اس وقت ہی ظلم کرنیوالون سے اپنی ذات پر اسلیئے کہ کیا تو عبادت کو ہین کرنیکی جگہہ پر اور یہہ خطاب اگرچہ ظاہر مین طرف نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے ہی مگر مراد اُن حضرات کے غیر سے ہی کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہین پکارتے تھے اللہ کے سوائے کسی شئی کو ہرگز پس معنی اُسکا یہہ ہی
کہ مت پکار ای انسان اللہ کے غیر کو کہ نہ بھلا کرے تیرا الایہ انتہی۔ اور اللہ تعالے فرماتا ہی ومن اضل ممن یدعو من دون اللہ یعنے کون ہی بڑا
گمراہ اُس سے جو پکارتا ہی مصیبتون مین اللہ تعالی کے غیر کو انتہی اسیطرح سیکڑون جگہہ اللہ جلشانہ فرمایا ہی قرآن مجید مین چاہو تو دیکھلو اور عبد الحق
دہلوی شرح مشکات کے باب توکل والصبر مین لکھے ہین عن ابن عباس قال کنت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوما ابن عباس
گفت رضی اللہ عنہما کہ بودم من ردیف آنحضرت روزی فقال پس گفت وی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا غلام احفظ اللہ یحفظک ای کودک
نگاہدار رعایت کن حق خدا را وطالب رضای وی شو نگاہدارد خدای تعالے ترا از جمیع آفات دنیا وآخرت احفظ اللہ تجدہ تجاہک نگاہدار
خدای تعالے را ومراقب وباش بیابی او را پیش روی خود حاضر ومقابل تو بنصر واعانت واذا سألت فاسأل اللہ وچون سوال کنی وچیزی خواہی
سوال کن وبخواہ از خدا واذا استعنت فاستعن باللہ وچون یاری جوئی پس یاری بخواہ از خدا واعلم ان الامۃ لو اجتمعت علی ان ینفعوک
بشیء وبدانکہ تمام امت وگروہ آدمیان اگر جمع کردہ شوند واتفاق نمایند بر سود رسانیدن ترا باندک چیزی لم ینفعوک الا بشیء قد کتبہ اللہ
لک نفع توانند رسانید ترا مگر بہ چیزی کہ نوشتہ است وتقدیر کردہ آنچہ خدای تعالی برای تو ولو اجتمعوا علی ان یضروک بشیء لم یضروک الا بشیء قد
کتبہ اللہ علیک واگر اتفاق کنند امت بر زیان رسانیدن ترا بچیزی زیان توانند رسانید مگر بہ چیزی کہ بتحقیق نوشتہ است آنرا خداوند
بر تو رفعت الاقلام وجفت الصحف برداشتہ شدہ قلمہا وخشک کردہ شدہ نامہا کنایت است از تمام شدن تقدیر وفارغ گشتن از نوشتن آن
رواہ احمد وترمذی انتہی اور شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ پندنامے مین فرماتے ہین ع در بلا یاری مخواہ از ہیچ کس ؎ زانکہ نبود
جز خدا فریاد رس ؎ ہر کہ خواہد غیر حق را ای پسر ؎ ہست در دنیا از ہمہ گمراہ تر ؎ اور سلطان الاولیا جناب غوث رضی اللہ تعالی عنہ خود
اپنے ملفوظات کی ترتالیسوین مجلس مین لکھے ہین سلوا اللہ ولا تسئلوا غیرہ واستعینوا بہ ولا تستعینوا بغیرہ یعنے سوال کرو تم خدا سے اور مت مانگو
تم اسکے غیر سے اور مدد چاہو تم خدا سے اور یاری مت چاہو تم اسکے غیر سے انتہی اور چوتالیسوین مجلس مین فرماتے ہین یجب علیک ان تعلم ان احد
لا یضرک ولا ینفعک یعنے واجب ہی تجھپر یہہ کہ جانے تو تحقیق کوئی نہ بُرا کرے تیرا اور نہ بھلا کرے تیرا اور فتوح الغیب مین فرماتے ہین ما دمت
قایما مع الخلق راجیا لعطایاہم وفضلہم سائلا لہم مترددا الی ابوابہم فانت مشرک باللہ یعنے جبتک قایم ہی تو خلق اللہ کے ساتھہ اونکی
عطا اور فضل کی امیدواری کی عالم میں اور سایل ہے تو اُن سے دوڑ دھوپ کرتا ہو اُنکے دروازون طرف پس تو مشرک ہی اللہ کا انتہی۔ اور اُسی کتاب
کی کسی جگہہ مین فرماتے ہین لیس الشرک عبادۃ الاصنام فحسب بل اذا کنت الی غیرہ فقد اشرکت بہ غیرہ جل غیرہ فاحذر یعنے شرک
فقط پوجنا بتون کا نہین ہی بلکہ جب میل کرے تو طرف غیر خدا کے تو تحقیق شرک کیا تونے اللہ جلشانہ کے ساتھہ اسکے غیر کو پس ڈر اس سے انتہی پس
تقویۃ الایمان کے مصنف پر اعتراض کرنا بڑی جہالت وحماقت ہی طرفہ یہہ ہی کہ خود پیر منع فرماتے ہین کہ ایسا مت کہو لیکن مریدان ضد کرتے ہین
کہ ہم ایسا ہی کہینگے اور اُسکے منع کرنیوالے کو گالیان دینگے لیتے ہیں گالیان حقیقت مین پیران پیر طرف رجوع کرتے ہین معاذ اللہ کیونکہ آپ بھی
تو اس بات کی ممانعت کرتے ہین پار و نوا بیہ فرقے والے ظاہر مین تو پیران پیر کی مرید پکا بڑا دم مارتے ہین پر حقیقت مین بڑے مردود ان ہین
جیسے منافقان حقیقت مین تو اللہ و رسول کے کلام کے منکر ہین اور ظاہر مین کلمہ بڑے زور سے پڑھتے ع لب پہ ہی لا الہ الا اللہ ؎ یہ
دل اندر بہت شریک لہ ؎ اور سوا اسکے ندا کرنا غایب کو اس عقیدے سے کہ وہ ہر وقت جانتا اور سنتا ہی سوا اسکا حکم از روے معتمدہ کتابون

کے بطور نمونہ کے بیان کرتا ہون سنئے امام فخر الدین رازی آیۃ قل لا اقول لکم عندی خزاین اللہ ولا اعلم الغیب کی تفسیر جو لکھے ہین سو اُسکا خلاصہ یہی کہ اے محمد کہدو نہین کہتا ہون کہ مین موصوف ہون اس قدرت کے ساتھ جو لایق پروردگار کے ہی اور یہی کہہ کہ مین موصوف نہین ہون علم غیب سے پھر لکھے ہین کہ ان دونو کلام کے مجموعے سے حاصل ہوا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعوے الوہیت نہین کرتے تھے انتہی اور ملا علی قاری مسیح الازہر شرح فقہ اکبر مین لکھے ہین وقد صرح الحنفیۃ بالکفر باعتقاد ان النبی یعلم الغیب یعنے تصریح کئے حنفیہ کفر مین اُس شخص کے جو اعتقاد کرے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم الغیب ہین انتہی اور بحر الرائق مین مرقوم ہی لو تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ لا ینعقد لاعتقاد ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعلم الغیب یعنے اگر کوئی نکاح کرے شہادت سے اللہ اور رسول خدا کے تو نہین صحیح ہوتا ہی نکاح اسلئے کہ اعتقاد کیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب کر کے انتہی اور اسیطرح فتاوی عالمگیریہ اور خلاصہ اور خزانیہ وغیرہ مین مرقوم ہی اور ابن حجر مکی شرح ہمزیہ مین لکھے ہین کہ من زارہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا صلی وسلم علیہ عند قبرہ یسمعہ سمعا حقیقیا ویرد علیہ من غیر واسطۃ وان سلم وصلی علیہ من بعید لا یسمعہ الا بواسطۃ تدل علیہ احادیث کثیرۃ یعنے اگر کوئی زائر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف پر درود وسلام پڑھتا تو اُسکو سنتے ہین رسول خدا سماعت حقیقی سے اور جواب سلام کا فرماتے ہین بغیر واسطے کے اور اگر درود وسلام بھیجے دور سے تو نہین سنتے ہین اُسکو مگر بواسطہ اور دلالت کرتے ہین اس بات پر بہت سے احادیث انتہی اور شیخ عبد الحق دہلوی رسالے مین تحصیل البرکات فی بیان التحیات کے لکھے ہین اگر گویند خلاف مرحاضر ابود وآن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درین مقام نہ حاضر ست پس توجیہ این خطاب چہ باشد جواب انست کہ چون بود این کلمہ دراصل یعنے درشب معراج بصیغہ خطاب بود دیگر تغیر بدان ندادند و برہمان اصل گذاشتند و در بعضے از شروح بخاری میگوید کہ صحابہ در زمان حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بصیغہ خطاب میگفتند و بعد زمان حیات تراین چنین میگفتند السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بلفظ خطاب فائدہ سلام زائر آن بلاواسطہ بسمع شریف میرسد و از دیگران بوساطت ملائکہ سیاحین کہ در زمین گشت میکنند ایشان را بہ تبلیغ صلوۃ وسلام امت بر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برگماشتہ اند چنانچہ در احادیث واقع ست واللہ اعلم ملتقطاً انتہی اور بزازیہ وغیرہ فتاوؤن مین لکھے ہین من قال ان ارواح المشایخ حاضرۃ تعلم یکفر کذا قال الشیخ فخر الدین ابو سعید عثمان الجیانی بن سلیمانی الحنفی فی رسالتہ ومن ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ واعتقد بہ ذلک کفر کذا فی البحر الرائق خلاصہ ان سندون کا یہہ ہی کہ کوئی شخص کہے کہ اولیا کی ارواح ہر بات کو جانتے ہین اور اعتقاد رکھے کہ تحقیق میت متصرف ہوتی ہی عالم کے کامون مین بالذات پس وہ کفر ہی اور کوئی بزرگ فرمائے ہین رباعی
علم غیب ہرگز نمیداند بجز پروردگار ہر کسی گوید ہمی دانم ازو باور مدار
مصطفے ہرگز نگفتے تا نگفتے جبرئیل جبرئیل ہرگز نگفتے تا نگفتے کردگار

دیکھئے ان سندون کے رو سے ثابت ہوا کہ غیب دانی کے اعتقاد سے کسی غایب کو ندا کرنا جایز نہین اور قاضی محب نے اپنے اُس فتوے مین کہ جسکے بعضے غلطیون کا دفعیہ بدر الدولہ لکھے تھے لکھا ہی و اگر میگوید کہ یا رسول اللہ پسر استفادہ واولاد بمن نصیب کن و فلاس من دور فرما اصلا ومطلقا روا نیست فضلا عن الندا باولیاء امتہ انتہی پس اس صورت مین بھی یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ کہنا ممنوع ہوا اور امیر الدولہ بہادر توبہ نامے مین فرنگی محلی نے خدا ورسول کو حاضر وناظر جانکر توبہ کیا ہون کر کے لکھا تھا تو بیسے بزرگوار ان خود رسول اللہ کو حاضر وناظر جاننا شرک ہی کر کے اُس توبہ نامے سے لفظ رسول کو نکلوا چکے ہین چنانچہ اُسکا ذکر آگے ہو چکا ہی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیب دان سمجھنا کفر ہووے پھر دوسرون کو غیب دان جاننا کیونکر صحیح ہو سکے پس اس رو سے بھی یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ کہنا نہ چاہئے اور اعتقاد نیک جو موجب نجات اور قرب خدا ہو سکے وہی ہی کہ موافق قرآن وحدیث کے ہو شرع شریف مین فقط تینے واہی اعتقادان اور باپ دادون کے رسمان اور ادہر اودہر کے قصے کہانیان کام نہین آتے ہین بلکہ سوائے خرابی آخرت کے کچھ حصل نہین ہوتے سبحان اللہ عجب حماقت ہی اُن لوگون کی کہ جس بات کے کہ آپسمین آپ قائل ہین پھر اسی بات کا اورون پر اعتراض کر کے الزام پاتے ہین اگر یہ اعتراض کہنے والے

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی ہین او قرآن واحادیث کو صحیح جانتے ہین اور انکے احکام ماننے او بجالانیکو باعث نجات وقرب بوجتے ہین اتو انمومن
کے تابع ہین تو البتہ ان باتون کو مان لینگے نہین تو اپنے ہی اعتقاد فاسد پر جان دینگے خسر کم جہان پاک اس سے ہمارا کیا بگڑیگا او دین محمدی مین کیا نقصان اویگا او
امام سیوطی کتاب انموذج اللبیب فی خصایص الحبیب مین لکھے ہین۔ من استهان به صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفر قتل اور نا بحضرته یعنے جو شخص کہ اہانت کیا رسول
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یا زنا کیا آنحضرت کے حضور مین سو کافر ہے انتہی اور ظاہر ہے کہ یہہ مسئلہ اجماعی ہے پس اس صورت مین تو آبیہ فرقے دونو سے جو رسول صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو ہر جگہہ حاضر وناظر جانتے ہین اور زنا اور اسی قبیل کے فسق وفجور اور فحش گوئی وغیرہ بھی کرتے ہین سو اہانت کرنے سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ و
سلم کے کافر ہوگئے معاذ اللہ یا رو استعانت کی صورت کو مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ جو تفسیر مین سورۂ فاتحہ کے لکھے ہین سو اسکو خوب سمجھ بوجھ لیجیے چنانچہ
وہ عبارت یہہ ہے شیخ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ روزی در نماز شام امامت میکرد چون ایاک نعبد وایاک نستعین گفت بیہوش افتاد چون بخود آمد
گفتند ای شیخ ترا چہ شدہ بود گفت چون ایاک نستعین گفتم ترسیدم کہ مرا گویند کہ ای دروغ گو چرا از طبیب دوا میخواہی و از امیر روزی و از بادشاہ یاری میجوئی
ولہذا بعضے از علما گفتہ اند کہ مرد را باید کہ شرم کند از آنکہ ہر روز وشب پنج نوبت در مواجہہ پروردگار خود استادہ دروغ گفتہ باشد لیکن درینجا باید فہمید کہ استعانت
از غیر بوجہے کہ اعتماد بر آن غیر باشد واو را مظہر عون الہی نداند حرام است واگر التفات محض بجانب حق است واو را یکی از مظاہر عون دانستہ ونظر بکارخانہ اسباب
وحکمت او تعالی در آن نمودہ بغیر استعانت ظاہری نماید دور از عرفان نخواہد بود ودر شرع نیز جائز ودرست وانبیا واولیا این نوع استعانت بغیر کردہ اند ودر حقیقت این نوع
استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت حق است انتہی۔ اور اسی سورے کی تفسیر کے چوبیسوین صفحہ مین لکھے ہین توضیح این مقام آنست کہ بندہ را بظاہر قدرتے دادہ اند کہ
بسبب آن قدرت گمان میکند کہ کردن ونکردن بدست من است لیکن ترجیح فعل بر ترک ہرگز او را از خود میسر نیست زیرا کہ اگر مرجحی از جانب بندہ باشد در آن مرجح نیز سخن خواہد بود
تا آنکہ تسلسل لازم آید پس آن مرجح نمی باشد الا از جانب خدا پس استعانت لایق نیست الا از خداوند ونیز دیدہ ایم کہ جمیع خلایق مطلوبات خود را طلب میکنند حال آنکہ در قدرت
وعقل وشعور وکوشش وجد واجتہاد ہیچکس قصور نمیکند ومطلب نمیرسد الا بعض ایشان پس حصول مطلب نیست الا باعانت غیبی ونیز بارہا دیدہ شدہ کہ انسان از انسان
دیگر حاجتی را طلب نمودہ آن شخص مدتہای مدید تعنت کردہ بلیت ولعل گذرانیدہ باز ناگاہ حاجت او را بر آوردہ واز ہمین جا معلوم شد کہ القای داعیہ انجاح در قلب آن شخص از
جانب غیب است پس مرد مومن را کہ از شرک میگریزد اول وہلہ باید کہ اعانت غیر را کہ بظاہر اعانت است ودر معنی اصلا قدرت ندارد از نظر بیندازد وباعانت
قادر حقیقی التفات نماید انتہی۔ بعدہ بالفسو چالیسوین صفحہ مین بیان مین استرجاع کی آیت کی فضیلت کے لکھے ہین وبیہقی بروایت عبد اللہ بن عمر رفع آوردہ کہ چار چیز
ہست در ہر کہ جمع شوند حق تعالی برای او خانہ در بہشت میسازد اول آنکہ در ہر کار وبار خود التجا بخدا نماید دوم آنکہ در ہر وقت مصیبت انا للہ وانا الیہ راجعون بگوید
سوم آنکہ چون نعمتی از جناب الہی باو رسد الحمد للہ بگوید چہارم آنکہ چون گناہی از وسرزد شود استغفر اللہ بگوید انتہی اور عبد الحق دہلوی محدث قدس سرہ
شرح مشکات کے خطبہ کے آخر مین لکھے ہین ع کار خود را بخدا باز گذار ﴿﴾ کت نمی بینم ازین بہتر کار ﴿﴾ اور فرقہ نو آبیہ کا مجتہد ثانی اسلمی المجامی اپنی
سفینۃ النجات کے ایک سو چھتیسوین صفحہ مین لکھا ہے باید دانست کہ مومن موحد را احتراز کردن از طلب قضای حاجت از غیر خدا تعالی مستحسن بود ودر خواستن توفیق دعا
از حق لازم باشد پس از غیر خدای تعالی ہیچ نخواہد ونجوید مگر آنکہ از راہ استمداد در طلب قضای حاجت خود از خدا تعالی تنہا بہ مقربان حضرت واز انبیای کرام واولیای
عظام اگر التجا کند وتوسل از ایشان جوید ہیچ محذوری وباکی از شرع شریف در آن لازم نمی آید اصلا بشرط آنکہ بیقین داند کہ این بزرگان را در قضای حاجت
من ہیچ تصرفی وتاثیری جبرا فاعنہ حق واعطای او ہرگز نیست وہیچ قدرتی بر ان وتصرفی در آن مر ایشان را نباشد مگر بقدرت وتصرف حق قوت یافتہ وماذون
شدہ واسطہ شوند کہ از خدا تعالی ایشان را کرامتی است بزرگ وعظمتی است بلیغ شاید کہ بحرمت نفوس طیبات ایشان وبرکات آن خدا تعالی بر خود بہ بخشاید
وقضای حاجت من کند انتہی۔ اس عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ اگر کوئی کسی سے استمداد مگر کے خدا تعالی ہی سے اپنی حاجت ومطلب چاہا تو فعل مستحسن

- بجا لایا اور منکر توسل رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیا کا نہوا اور یہہ استمداد کرنا غیر خدا تعالی سے کچہ واجبات اور لوازمات سے اسلام کے نہین ٹھہرا
پس فرقہ نوا بجیہ اعتقاد وادعا کے روسے اسلمی بہی کافر ہو گیا اور استمداد کی صورت جو عبد الحق محدث قدس سرہ ترجمہ مشکاۃ شریف مین دوسرے فقہا کے سرکا
لکھے ہین سو یہہ ہی اما استمداد باہل قبور در غیر نبی یا غیر انبیا صلوۃ اللہ علیہم منکر شدہ اند آنرا بسیاری از فقہا گویند نیست زیارت مگر برای رسانیدن نفع
باموات بدعا واستغفار قایل گشتہ اند بآن بعضے از ایشان وظاہر آنست کہ از فقہا آنانکہ قایل بسمع وادراک میت اند قایل بجواز ندوانانکہ منکر اند آنرا
این را نیز انکار کنند ونیست صورت استمداد مگر ہمین کہ محتاج طلب کند حاجت خود را از جناب الہی بتوسل روحانیت بندۂ مقرب درگاہ والا وگوید خداوندا برکت این
بندہ کہ توجہمت واکرام کردہ اورا برآوردہ گردان حاجت مرا یا ندا کند زایر آن بندۂ مقرب ومکرم را کہ ای بندۂ خدا ولی وی شفاعت کن مراد بخواہ از
خداتعالی مطلوب مرا تا قضا کند حاجت مرا نیست بندہ درمیان مگر وسیلہ وقادر معطی ومسئول پروردگار ست تعالی شانہ انتہی پس اس صورت سے بہی یا شیخ
عبد القادر شیئاً للہ کہنا جایز نہوا اور یہان سے ہمکو خوب معلوم ہوا کہ سوا ہمارے نبی اور دوسرے انبیا کے جو اہل قبور ہین اُنکے سننے اور ادراک کرنیکا بہت سے
فقہا انکار کئے ہین سو اُنسے استمداد کا بہی انکار کئے ہین اور بعضے فقہا جو میت کے سننے اور ادراک کے قایل ہین سو استمداد کے جواز کے قایل ہین ظاہر ہے
کہ طریقۂ محمدیہ والے تو بعض فقہا کے تابع ہوکے استمداد کے جواز کی صورتان مطابق دوسری کتابون کے اپنی تصنیفون مین لکہہ دئے ہین چنانچہ نصیحت المسلمین اور
تقویۃ الایمان مین آگے دیکہہ چکے ہو اور سوا اسکے تقویۃ الایمان کے مصنف یعنے مولانا اسمٰعیل شہید صراط المستقیم مین بہی دو سو ستر یا پانچوین صفحہ مین لکھے
ہین اول طالب را باید کہ با وضو دو زانو بطور نماز نشیند وفاتحہ بنام اکابر این طریق یعنے حضرت خواجہ معین الدین سنجری وحضرت خواجہ قطب الدین بختیار
کاکی وغیرہما خواندہ التجا بجناب حضرت ایزد پاک بتوسط این بزرگان نماید انتہی سبحان اللہ ایسے لوگون کو تو منکر توسل رسول اکرم صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم اور اولیا کے سمجھکر اپنے عناد قلبی اور گمراہی سے کافر کہتے ہو علاوہ بہت سے فقہا جو سمع وادراک اہل قبور کے منکر ہین سو اُنکو بہی منکر اولیا سمجھکر
برسر منبر کافر کافر کیون نہین پکار دیتے اور پوربی نژاد نے اپنی خیر الزاد مین بہی ان لوگون کو منکر توسل رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھہ کر کے اپنی سچائی
دکھلانے استمداد کے جواز کی سندان جو امام سبکی کی شفاء الاسقام لئے اور شیخ ابن حجر مکی جوہر المنظم سے اور شیخ عبد الحق دہلوی کی جذب القلوب سے
لایا ہے سو اُن سندون مین بہی استمداد کی صورتان رسالہ نصیحت المسلمین اور تقویۃ الایمان وغیرہ کے سرکا مرقوم ہین یعنے الٰہی حرمت یا برکت سے محمد صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میری فلانی حاجت روا کر یا قبر شریف پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاکر کہے کہ یا رسول اللہ میری فلانی حاجت کے لئے اللہ تعالی
سے دعا فرما یہی سندان تو علانیہ اُن رسالونکی تائید کرنیہارے اور شواہد ہین پہر پوربی نژاد نے جو ان سندون کو لیکے ان رسالونکے استمداد کی صورتون کو رد کیا سو کہان تک
خوب دیکھہ بوجھہ لیجئے ہان اگر اُن سندون مین ایسی صورتان مذکور ہوتے کہ غایب دور سے پکارے یا رسول اللہ میری فلانی حاجت کے لئے اللہ تعالی سے
دعا فرمائیے یا قبر شریف پر کہے کہ یا رسول اللہ میری فلانی حاجت روا کرو یا بر لاؤ تب اُن رسالونکا رد ہو سکتا بلکہ بے تیری ابلہ فریبی میان پوربی نژاد کیون
نہو جب ایسے ہو تب ایسے ہوا ہی دو سیندار • بطور فائدہ کے یہان ایک آیت کی تفسیر حنفیہ کے پیشوا مولانا شاہ عبد العزیز محدث قدس سرہ کی تفسیر سے لکھتا ہون
دیکھئے تبارک کے سیپارہ مین سورۂ جن کی تفسیر مین لکھا ہوا ہے وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ یعنے وآنکہ ہرگاہ برمی خیزد بندۂ خدا واز ان جہت کہ بندہ
است اورا خواندن خداوند خود ضرورست تا عرض مطلب خود نماید ولہذا برای این برمی خیزد کہ یَدْعُوهُ یعنے تا بخواند خدا را وبسبب کردن خواندن او حضرت
حق بر قلب او تجلی فرماید وبہترین مکانات بدانکہ دل است محل نزول نور الٰہی گردید او تعالی دران محل مہمان شود كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا یعنے
قریبست کہ آدمیان وجنیان بر آن بندہ ہجوم آوردہ مانند نمد تو بر تو شوند یکی از ان بندہ طلب فرزندی کند ودیگری طلب روزی ودیگری طلب غنیمات
دنیا ودیگری کشف کونی وعلی ہذا القیاس وبسبب این ہجوم آوردن ہم اوقات او را منغص ومشوش میکنند وہم خود در ورطۂ شرک وکفر گرفتار میشوند

دمی فهمند که چون نور الٰهی بخانه دروی این بنده بسبب کمال ذکر و عبادت نزول فرمود گویا این بنده شریک کارخانه خدائی شد و او را وجاهتی و قدری نزد حضرت حقتعالی پیدا شد که هرچه این بگوید حقتعالی بعمل آرد چنانچه در دنیا مهمان را خاطرداری میزبان همین مرتبه می باشد و لهذا اهل دنیا تجسس باشند و بادشاه و امیر و حاکم و فوجدار در خانه هر که میآیند از وی حل مشکلات و حاجت روائی می جویند و بهمین خیال فاسد که در حق بندگان خدا با خدا همسر سازند در ورطه پیر پرستی و گور پرستی می افتند و درین حادثه جنیان و آدمیان هر دو شریک اند و تر امنصب رسالت ثقلین است اگر این امور حق خود خوف کنی پس این هر دو فرقه وا انکشاف قل انما ادعوا ربی یعنی بگو که سوای این نیست که من میخوانم پروردگار خود را تا از ظلمت کده دل مرا خود تجلی خود مشرف سازد ولا اشرک به احدا یعنی و هرگز شریک نمیکنم با او هیچ کس را و چون من با او هیچ کس شریک نکردم و بخواندن پروردگار خود مشغول شدم پس از دیگران که روا خواهم داشت که مرا بخوانند یا مرا با او شریک مقرر کنند و اگر این هر دو فرقه از تو توقع نفعی یا ضرری داشته ترا بخوانند و شریک مقرر کنند پس صاف قل انی لا املک لکم ضرا ولا رشدا یعنی بگو به تحقیق من هرگز مالک نیستم برای شما ضرری و نه تدبیر مطلب رسی را چنانچه بیش از من وکلا و سفرای جنیان وارواح ضاله بنی آدم اهل دنیا را بطمع منفعتها و خوف مضرتها می فریفتند و خود را نزد آنها مالک نفع و ضر نمود میکردند که حالا این دفتر را گاو خورد و اگر از حادثه و مصیبتی بتو پناه آرند و بخواهند که از غضب خدا در دامن تو پناه گیرند پوست بر کنده قل انی لن یجیرنی من الله احد یعنی بگو به تحقیق من خود درین حالتم که هرگز پناه نمی تواند داد مرا از غضب خدا هیچ کس ولن اجد من دونه ملتحدا یعنی و هرگز نخواهم یافت در وجدان خود در هیچ وقتی سوای خدا هیچ جای رجوع و میلان تا بسوی آن رجوع والتجا کنم الا بلاغا من الله ورسالاته یعنی مگر رسانیدن پیغام خدا و احکام های او بسوی خلق که درین حالت مرا از حق تعالی بسوی خلق توجه کردن و رجوع آوردن ضرور میافتد و از کمال خلوص توجه الی الله و رجوع بسوی او نزول میکنم انتهی بلفظه ظاهر انتہی اگر قرآن کو سچ جانتے ہو تو اسکو مانیے اور اولیاء اللہ کا حال اسپر قیاس کر لیجیے چنانچہ مثل مشہور ہے کہ صد ہر رب او دہر سب اولیاء اللہ یار تو ہیر مددگار اور امام فخر الدین رازی تفسیر میں آیہ قل اغیر اللہ اتخذ ولیاء فاطر السموات الایہ کی لکھے ہیں ان ما سوی اللہ محتاج فی ذاتہ وصفاتہ وفی جمیع ما تحت یدہ والحق سبحانہ ہو الغنی لذاتہ الجواد لذاتہ وترک الغنی الجواد والذہاب الی الفقیر المحتاج ممنوع عنہ فی صریح العقل یعنے تحقیق ماسوی اللہ محتاج ہیں اپنی ذات و صفات میں اور تمام چیزوں میں جو انکے ہاتھ کے نیچے ہیں اور حق سبحانہ تعالی اپنی ذات سے غنی اور بڑی بخشش والا اور کرم کرنیہارا ہے پس چھوڑنا غنی جواد کو اور جانا طرف فقیر محتاج کے صریح عقل کے دیکھتے ممنوع عنہ ہے انتہی شاید اس امام کو بھی مانع ومنکر توسل انبیا اور ہمارے نبی اور اولیا کے سمجھکے کافر کہہ بیٹھینگے اللہ کی پناہ اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رسالہ ما لا بد منہ میں لکھتے ہیں دعا از انبیا و اولیا از اہل قبور خواستن و نذر برای ایشان قبول کردن حرام است اور اقوال اکثر فقیہوں کے اور محدثین کے اسی بات بات کو مدلل کرتے ہیں اور تقویۃ الایمان کے تیرھویں صفحہ میں لکھا ہے کہ جیسے سجدہ کرنا اور اسکے نام کا جانور کرنا اور اسکی منت ماننی اور مشکل کے وقت پکارنا اور ہر جگہہ حاضر ناظر سمجھنا اور تصرف کرنی سوان باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ پھر اللہ سے چھوٹا ہی سمجھے اور اسکا مخلوق اور اسکا بندہ جانے اور اس بات میں انبیا اولیا جن شیطان بھوت پری میں کچھ فرق نہیں یعنے جس سے کوئی یہہ معاملہ کریگا وہ مشرک ہو جاویگا خواہ اولیا انبیا سے کرے خواہ پیروں اور شہیدوں سے خواہ بھوت و پری سے چنانچہ اللہ صاحب نے جیسا بت پوجنے والوں پر غصہ کیا ہے ویسا ہی یہود و نصاریٰ پر حالانکہ وہ لوگ اولیا انبیا سے یہہ معاملہ کرتے تھے چنانچہ سورۂ برات میں فرمایا ہے اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم وما امروا الا لیعبدوا الٰہا واحدا لا الٰہ الا ہو سبحانہ عما یشرکون ترجمہ ٹھہرایا انھوں نے مولویوں کو اور درویشوں کو اپنا مالک ورے اللہ سے اور مسیح مریم کے بیٹے کو حالانکہ انکو تو حکم یہی ہوا ہے کہ بندگی کریں ایک مالک کی نہیں کوئی مالک سوا اسکے سو وہ نرالا ہے انکے شریک بتانے سے انتہی اور ایسی عبارت اور بھی کہیں لکھی ہوئی ہے لیکن سواد ان یہاں حماقت و سفاہت سے کہتے ہیں کہ اسکا مصنف انبیا و اولیا سے بد اعتقاد تھا کیونکہ انبیا و اولیا کو اور بھوت و پری کو رتبے میں برابر سمجھکر ایک ہی سلسلہ میں بیان کیا ہے مایدانی

بے شعوروں سے پوچھیے کہ اگر بھوت دپری کے لفظ کو بیان نکرکے فقط انبیا اولیا پیر شہید کے لفظ کو بیان کیا ہوتا تب تمہارے عقیدے کی رو سے بھی تو درست تھا اور
کچھ بے ادبی وبد اعتقادی نتھی حالانکہ اس صورت مین بھی انبیا اولیا پیر شہید سب کے سب تب بھی برابر ہوجاتے ہین اور وہی بے ادبی وبد اعتقادی موجود ہی
جبتک ہر ایک کے مرتبے کے تفرقے کا لحاظ کرتے ہو پھر وہان بھی وہی تفرقہ موجود وثابت ہی پس بھوت وپری بھی انبیا اولیا پیر شہید کے برابر کیونکر
ہوسکینگے اور سوا اسکے اُس عبارت کو ذرا غور وانصاف سے دیکھو تو صاف معلوم ہوجاتا ہی کہ انبیا اولیا کو اور بھوت وپری کو کچھ مرتبے مین برابر نہین
کیا ہی بلکہ یہہ ہی کہ جیسا وہ معاملہ بھوت پری کے ساتھ کرنا شرک ہی ویسا انبیا اولیا پیر شہید کے ساتھ کرنا بھی وہی حکم رکھتا ہی نہ جانئے کہ فقط شیطان
بھوت پری سے ایسا معاملہ کرنیوالا مشرک ہی اور انبیا اولیا پیر وشہید سے کرنیوالا مشرک نہین فعل شرک مین بالکید یکرتشبیہ مساوات کی دیا ہی چنانچہ وہ آیت
خود اس بات پر شاہد ہی اس مین اہانت وحقارت انبیا اولیا پیر وشہید کی کہان ہوئی معاذ اللہ مگر المرء یقیس علی نفسہ یہہ اور بات ہی اور اسکا
کچھ جواب نہین اللہ نیک توفیق دیوے اور اسیطرح اگلے بڑے بڑے عالمان منیلد اور مفسران اور محدثان نامدار بھی لکھے ہیں چنانچہ محمد بن اسمٰعیل یمنی کتاب تطہیر الاعتقاد
عن ادران الالحاد مین لکھے ہین العبادۃ البدنیۃ کالقیام والرکوع والسجود والصوم والطواف والمالیۃ کاخراج جزءٍ من المال امتثالا لامرہ
مختصۃ بہ تعالیٰ فافراد اللہ تعالیٰ بتوحید العبادہ لایتم الا ان یکون الدعاء کلہ للہ تعالیٰ والنداء فی الشدائد لا یکون الا للہ
وحدہ والاستعانۃ باللہ وحدہ والنحر لہ وجمیع انواع العبادۃ من الخضوع والقیام تذللا والرکوع والسجود والطواف کلہ لا یکون الا للہ
ومن فعل ذلک لمخلوق من حیّ اومیت سواء کان ملکاً اونبیاً اوولیاً اوشجراً اوقبراً اوجنیاً فقد اشرک فی العبادہ وان اقرباللہ وعبد
یعنے عبادت جو بدن سے تعلق رکھتی ہی جیسا کھڑے رہنا تصویر کیطرح اور خم ہونا اور زمین پر سر دہرنا اور روزہ رکھنا اور آس پاس پھرنا اور وہ عبادت جو
مال سے علاقہ رکھتی ہی جیسا کچھ نکالنا اپنے مال سے اللہ کے حکم موافق خاص اللہ ہی کے واسطے ہی پس یگانہ جاننا اللہ تعالیٰ کو توحید عبادت مین کامل
نہین ہوتا مگر جب کہ ہر دعا اللہ ہی سے مانگے اور مصیبتون مین اللہ ہی کو پکارے اور یاری اللہ ہی سے چاہے اور اللہ ہی کے واسطے ذبح کرے اور سب طرح
کی عبادتان جیسے خضوع اور کھڑے رہنا ذلت وخواری کے ساتھ اور خم ہونا اور سجدہ کرنا اور تصدق ہونا مخصوص اللہ ہی کے واسطے ہی جب کوئی
ان کامون مین سے ایک کام کریگا کسی مخلوق زندہ یا مردہ کے ساتھ خواہ فرشتہ ہو یا پیغمبر ولی ہو یا شیطان جھاڑ ہو یا قبر تو تحقیق اُسنے شریک کیا عبادت
مین اگرچہ وہ اقرار کرے اللہ کا اور بندگی بجالاوے اُسکی انتہی دیکھئے یہان تو سوائے شیطان کے جھاڑ اور قبر بھی داخل ہی شاید یے بھی انبیا اولیا
وغیرہ کے برابر ہوگئے اور امام جلال الدین سیوطی نقایہ مین لکھے ہین - فیہ ای القرآن من اسماء الانبیاء خمسۃ وعشرون والملئکۃ اربعۃ و
من غیرہم ابلیس وقارون وطالوت وجالوت ولقمان وتبع ومریم وابوہا عمران واخوہا ہارون یعنے قرآن مین پیغمبران کے نامون سے
پچیس نام اور فرشتون کے نامون سے چہار نام اور سوائے اُن نامون کے ابلیس اور قارون اور طالوت اور جالوت اور لقمان اور تبع اور مریم اور انکے
باپ عمران اور بھائی اُنکے ہارون مذکور ہین انتہی اب دیکھئے کہ بی بی مریم رضی اللہ عنہا کا مرتبہ تو قرآن سے ثابت ہی اور تبع اور لقمان دونو ولیان ہین
باوجود اُسکے اُنکو ابلیس اور قارون اور جالوت کے ساتھ جو بڑے سخت کافران تھے ایک ہی سلسلہ مین بلکہ اُن شیطانون کے نامونکے تحت مین بیان کئے
ہین اگر یہہ بات بد جانتے تو ایسے بڑے محدث اس طور سے نہ لکھتے حالانکہ اُن بزرگون کے نام اور اُن کافرونکے نامونکو علیحدہ علیحدہ بیان کرسکتے تھے غرض
انکا یہی تھا کہ قرآن مین انبیاء ملایک کے نام کے سوا جن جن کے نام آئے ہین سو بیان کردیو بھلا اس بات سے کوئی احمق بھی اُن پر طعن کرسکیگا اور
امام فخر الدین رازی تفسیر مین آیہ من یرید الحیوۃ الدنیا وزینتہا الی قولہ یعلمون کی لکھے ہین یندرج غیر المومن والکافر والصدیق والزندیق
الی آخر ما قال یعنے داخل ہوے غیر مومن کے اور کافر کے اور صدیق کے اور زندیق کے انتہی دیکھئے مومن اور صدیق مین اولیا وانبیا سب داخل ہین باوصف

اُسکے اُنھونکو کافر اور زندیق کے ساتھ مسلسل بیان کئے ہین اگر ایسا بیان کرنا صدیقون سے منکر ہونیکی دلیل ہے تو امام فخر الدین رازی بھی منکر صدیقان ہوے نعوذ باللہ منہا اور قاضی عیاض مالکی کتاب شفا کے آخر مین لکھے ہین و الذین اشرکوا بالعبادۃ الاوثان او الملائکۃ و الشیاطین او الشمس او النجوم فذلک کفر بالاجماع یعنے وے لوگ جو شریک کئے عبادت مین بتون کو اور تھانونکو یا فرشتونکو یا شیطانونکو یا آفتاب کو یا ستارون کو

پس یہہ کفر اجماعی ہے انتہی ظاہر ہے کہ ملایک مین حضرت جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام بھی داخل ہین اور اُنھون پر ایمان لانا فرض ہے جیسا کہ آمنت باللہ و ملائکتہ اور پیر دین بھی ہے پھر اُنھونکو بتون اور شیطانون کے ساتھ بیان کئے ہین اور اُن سبکی پرستش کا حکم ایک ہی ہے کرکے لکھ دئے ہین اور امام زروق شرح عقیدہ مین امام محمد غزالی کے لکھے ہین تحقق العادۃ للملک و النبی و الرسول و الولی و الشیطان و الساحر و لکل احد فی القیمۃ و عند الموت ھذہ کلھا بلا اسباب معتادہ یعنے خرق عادت ہوتی ہے واسطے فرشتے کے اور نبی کے اور رسول کے اور ولی کے اور شیطان و ساحر کے اور واسطے ہر واحد کے قیامت مین اور موت کے وقت یہہ سب جو ہوتے ہین سو بغیر سببون کے ہین جو عادت مین ہین انتہی اور امام محمد غزالی اپنی کتاب عقیدہ مین لکھے ہین لو اجتمع الانس و الجن و الملائکۃ و الشیاطین علی ان یحرکوا فی العالم ذرۃ او یسکنوھا دون ارادتہ و مشیتہ لعجزوا عنہ یعنے اگر جمع ہووین انس و جن اور فرشتے اور شیاطین اس بات پر کہ حرکت دیوین ایک ذرے کو عالم مین ..... یا ٹھہرا دیوین اسکو بے ارادے اور مشیت اللہ تعالے کے تو ہر آئینہ عاجز ہو وینگے اس سے انتہی دیکھئے کہ انسانون اور فرشتون مین سب انبیا اولیا اور پیر شہید اور ملایک مقربین داخل ہین باوجود اسکے جن و شیاطین کے ساتھ بیان کرکے عاجزی کی صفت مین سبھونکو برابر کر دئے ہین اور کیمیای سعادت کے اول رکن مین لکھے ہین اگر ہمہ عالم گرد آیند از جن و انس و شیاطین و ملایکہ تا یکذرہ از عالم بجنبانند یا بر جا بدارند یا بیش کنند یا کم بے خواست او ہمہ عاجز باشند و نتوانند انتہی ظاہر ہے کہ لفظ ہمہ عالم اور انس مین سارے ولیا انبیا اور ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تلک داخل ہین باوجود اسکے اُنھونکو شیطانون اور جن و پری کے ساتھ مسلسل بیان کئے ہین اور عاجزی و بیمقدوری کی صفت مین سبھونکو برابر کر چکے ہین اور شاہ عبد العزیز محدث قدس سرہ سورۂ بقرہ کی تفسیر کے چھٹیوین صفحہ مین لکھے ہین و یا بجیزی است کہ توہم استقلال آن چیز در مدارک مشرکین جا گرفتہ مثل استعانت بارواح و روحانیات فلکیہ یا عنصریہ یا ارواح سائرہ مثل بھوانی و شیخ سدو و زین خان و امثال ذلک این نوع استعانت عین شرک است و منافی ملت حنیفی ست انتہی دیکھئے کہ انبیا اولیا کے ارواح کو اور روحانیت فلکیہ اور عنصریہ کو اور بھوانی اور شیخ سدو اور زین خان وغیرہ کے ارواح سائرہ کو ایک ہی رشتے مین باندھ دئے ہین اور استعانت چاہنے کے حکم کو سبھون کے ساتھ برابر کر دئے ہین اور اسی کتاب کے پانسو اناسی صفحہ مین لکھے ہین ان القوۃ للہ جمیعا یعنے این مضمون را کہ قدرت و قوت محض برای خداست در جمیع امور ہیچ چیز از مال و فرزند و یار و دوست و بادشاہ و امیر و پیغمبر و پیر و فرشتہ و پری بدون حکم او مدد نمی توانند کرد انتہی دیکھئے بادشاہ امیر وغیرہ کے نام کے تحت مین اور پری یعنے جن و شیطان کے نام کے ساتھ پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نام لکھے ہین اور بیمقدوری مین سبھون کے ساتھ برابر کر دئے ہین پس ان سب اکابران دین کو بھی انبیا اولیا کے غیر معتقد اور تنقیص کرنیوالے انکی شان کی جا کر منبرون پر اور کوچہ و بازار مین کافر کافر پکارنا اُن حاسدان فتنہ انگیز پر شاید فرض ہو جاویگا اور یورپ نژاد اپنی خیر الزاد مین بھی جو اس بات پر اعتراض کیا ہے سو اُسکا جواب بھی ہو چکا اور تقویۃ الایمان مین شرک کا بیان کرکے چھیوین صفحہ مین لکھا ہے کہ اللہ سب مسلمانون پر رحمت کرے اور انکو شرک کی آفت سے بچاوے آمین قال اللہ تعالی و اذ قال لقمان لابنہ و ھو یعظہ یا بنی لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم ترجمہ اور فرمایا اللہ تعالی نے سورۂ لقمان مین اور جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو اور وہ نصیحت کرتا تھا اسکو اے بیٹے مت شریک بنا اللہ کا بیشک شریک بنانا ہے بڑی بے انصافی فـ یعنے اللہ صاحب نے لقمان کو عقلمندی دی تھی سو انھون نے اس سے سمجھا کہ بے انصافی یہی ہے کہ کسیکا حق کسی اور کو پکڑا دینا اور جس نے اللہ کا حق اسکے مخلوق کو دیا تو بڑے سے بڑے کا حق لیکر ذلیل سے ذلیل کو دیدیا جیسے بادشاہ کا تاج ایک چمار کے سر پر رکھدیجے

اس سے بڑی بے انصافی اور کیا ہو گی اور یہہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہی اس آیت
سے معلوم ہوا کہ جیسے شرع کی راہ سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہی اسیطرح عقل کی راہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہی کہ شرک سب عیبوں
سے بڑا عیب ہی انتہی نوابیہ فرقے والے اس عبارت پر اپنی بد نفسی اور بد ذاتی سے کہتے ہین کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چمار سے تشبیہ دیا ہی کیونکہ بڑے
مخلوق رسول خدا ہی ہین اور انکا مجتہد اول قاضی نازبل یعنے پورب نژاد نے اپنی خیر الزاد مین بھی ایسا ہی لکھا ہی معاذ اللہ یاروں یہہ باطنان
بڑے بے ادب بے حیا ہین نہ خدا سے ڈرتے نہ رسول سے شرماتے اور جو چاہے سو کہہ بیٹھتے ظاہر ہی کہ نہ وہان کسی نبی کا نام کنایتاً یا صراحتاً مذکور ہی
نہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مقصود ہو سکتا ہی جیسا کے بدبختان تخصیص کر لیتے ہین حالانکہ کسی وجہ سے یہہ تخصیص نہین ہو سکتی ہی کیونکہ
پہلے تو یہہ کہ اللہ تعالی جو لقمان کا اگلا قصہ بیان کیا ہی سو اس بات پر اُسنے عقلی مثال دیا ہی دوسرے یہہ کہ عوام وخواص مومنان جب آپسمین
اتفاقاً کہا کرتے ہین کہ اللہ کے پاس ادنا اعلا سب برابر ہین تب لفظ اعلا سے انبیا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کنایہ مقصود سمجھکے کافر و فاسق
وغیرہ کے ساتھ اُنکو تشبیہ دیا او مساوی کر دیا کرکے اُس کہنے والے پر طعن و تشنیع کوئی نہین کرتا بلکہ امنا و صدقنا کہتے افسوس ہی کہ جب لفظ اعلا یعنے بڑے
سے بڑے مخلوق سے مقصود رسول مقبول نہووے تو بڑے مخلوق سے کیونکر تخصیص پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہو سکیگی تیسرے یہہ کہ محاورہ عربی اور
فارسی اور ہندی مین دوسرے انبیا یعنے عیسیٰ کو کنایتاً روح اللہ اور موسی کو کلیم اللہ اور ابراہیم کو خلیل اللہ اور اسمعیل کو ذبیح اللہ بولتے ہین اور
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کنایتاً افضل المخلوقات و اشرف المخلوقات اور اشرف البشر اور افضل البشر اور سید البشر اور فخر البشر اور سید الابرار
اور فخر موجودات اور خلاصۂ کائنات اور سردار دو عالم علی ہذا القیاس کہتے ہین مگر کسی نبی کو یا رسول مقبول کو آج تک کسی نے مخلوق عظیم یا مخلوق
کبیر کرکے نہ کہا اور نہ لکھا جو بڑے مخلوق سے تخصیص رسول مقبول ہی کے ہو سکے گرچہ بڑے مخلوق سے مراد بڑے بڑے لوگ لے سکین اور استعمال اُسکا
بڑے بڑے جثے اور شکل والے مخلوقات اور موجودات پر آیا ہی بلکہ مخلوق اعظم اور مخلوق اکبر جسکا ترجمہ بڑے سے بڑا مخلوق ہی کئی چیزون پر مستعمل ہی
چنانچہ احادیث مین آیا دیکھہ لیجئے امام سیوطی اتمام الدرایہ مین رسالۂ عقاید کے بیچ یہہ حدیث شریف لکھے ہین - ما بین خلق آدم الی قیام الساعۃ
خلق وفی روایۃ امر اکبر من الدجال یعنے آدم کی پیدایش لیکے قیامت تک کوئی مخلوق بڑا زیادہ دجال سے اور ایک روایت مین ہی کہ
کوئی امر زیادہ بڑا دجال سے نہین انتہی یہہ حدیث صحیح مسلم میں بھی موجود ہی اور مولانا محمد ہاشم عقاید الاسلام مین لکھے ہین - ان نومن بکون
العرش عظیما وقد ورد فی صفۃ الحدیث الشریفہ انہ ھو اعظم المخلوقات کلھا انہ قبلت لحملۃ العرش من الملائکۃ یعنے یہہ کہ
ایمان لاوین ہم بڑے ہونے پر عرش کے اور تحقیق آئی ہی حدیث شریف اُسکی صفت مین کہ وہ سب مخلوقات سے بڑا ہی اور وہ قبلہ ہی عرش کے
اُٹھانیوالے فرشتون کا انتہی اور نوابیہ فرقے کا مجتہد ثانی اسلمی بلجامی بھی اپنی سفینۃ النجات کے اکیانوین صفحہ مین لکھا ہی کہ عرش برین اعظم مخلوقات
است کہ بزرگتر ازان مخلوقی موجود نیست انتہی جب مخلوق اعظم اور مخلوق اکبر کسی نبی کو اور رسول مقبول کو نہین کہتے ہین تو پھر بڑے مخلوق
سے جو ترجمہ مخلوق عظیم یا مخلوق کبیر کا ہی تخصیص رسول مقبول کی احمق بھی نہین کریگا تف ہی اُن بے دینون پر جو ایسا قیاس بد کرتے ہین
اگر کہین کہ از روے شمول کے داخل ہین تو ہم کہتے ہین اور اونکے کلام مین بھی وہی قیاس ثابت و موجود ہی چنانچہ سعدی علیہ الرحمہ گلستان مین
فرماتے ہین ؎ بنی آدم اعضای یکدیگر اند ٭ کہ در آفرینش زیک گوہر اند ٭ دیکھئے شمول کی راہ سے بنی آدم مین تو رسول خدا اور دوسرے
انبیا اولیا مومن کافر سب داخل ہین پس پیدایش کی حقیقت اور ماخذ یا اون مین سب کو برابر کر دئیے ہین اور بوستان مین لکھے ہین ؎
دل اندر صمد باید ای دوست بست ٭ کہ عاجز ترست از صنم ہر کہ ہست ٭ صنم بت کو بولتے ہین اور ہر کہ ہست مین سب اولیا انبیا و محمد

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شامل ہین پس سکوت سے بھی عاجز تر کہے اور امام جلال الدین سیوطی کتاب نقایہ مین تصوف کی تعریف مین لکھے ہین حدہ تجرید القلب
للہ تعالی احتقار ما سواہ الخ یعنے خالی کرنا ہی دلکو اللہ کے غیر سے اللہ کے لئے اور حقیر جاننا ماسوی اللہ کو انتہی ظاہر ہی کہ ماسوی اللہ مین سب انبیا اور
ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہین پس چاہئے کہ سعدی علیہ الرحمہ اور امام سیوطی کو بھی کافر کہہ دین اور اُن کتابونکے پڑھنے اور پڑھانے والون
کو بھی کافر کافر پکار دین اور اُن کتابونکو پانی مین ڈبو کے پاؤن سے کھندلوا دین جب یہان اور کچھ مقصود منظور رکھتے ہو تو پھر وہان منظور نرکھنا
بڑی حماقت وعداوت پر دلیل ہی اور کلمہ شہادت اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ جو کہ
رکن ایمان کا ہی اور منکر اسکا بیشک کافر ہی اُسمین محمد کے لفظ کے ساتھ لفظ عبد موجود ہی اور لفظ عبد از روے شمول کے تمام بندون پر کافر تک
صادق آتا ہی شاید یے بدنفسان یہان بھی شمول کے لحاظ سے معاذ اللہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ویسی نسبت کرکے کافر قطعی ہو جاوینگے
اور لفظ عبد کو کلمہ شہادت سے نکال ڈالینگے جان لیجئے کہ اس تمثیل سے شخص معین کی توہین لازم نہین آتی فرض کئے ہم کہ زور و زبردستی سے شخص
معین کی توہین لازم کرلین تو بھی اُن بدلغون کا یہہ مقصود برنہین آتا یعنے تقویۃ الایمان کے مصنف کی تکفیر لازم نہین آتی کیونکہ علما لکھ چکے
ہین کہ لازم مذہب مذہب نہین پھر تمثیل کا لازم کیونکر اُس مصنف کا مذہب ہوگا باوجود اسکے اگر اُسکی تکفیر کرینگے تو وہ تکفیر انھین کی تکفیر کا
سبب ہو جائیگی اور مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کتاب زلیخا مین نعت جناب رسالت مین لکھے ہین ؏ مہر چاہش از کنعان رسیدہ غلامی
بود یوسف زر خریدہ غور کیجئے کہ یوسف علیہ السلام نفس نبوت اور عصمت مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ برابر ہین اور ایک
بھائی ہین اور انکی تعظیم وتکریم کرنا اور اُنپر ایمان لانا فرض ہی باوجود اسکے انکا نام لیکر غلام زر خریدہ کہے ہین سو اس تنقیص غلامی سے انپر کفر ثابت
ہوتا ہی جبکہ فقط پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی افضلیت کا لحاظ کرتے ہوئے انکو ہمارے پیغمبر کے غلام زر خریدہ کہین کہکے بولنا صحیح ہوا اور کچھ تنقیص
نہوئی تو اللہ تعالی جل شانہ کی عظمت وشان کے مقابلے مین کہ جسکا مثل دیکھا نہین بلکہ اُسکے ساتھ کسیکو کچھ مناسبت نہین ہو سکتی ہے اگر
کسیکو لفظ محقر کے ساتھ بیان کرین تو کیونکر تنقیص ہوگی اور کہنے والا ایمانداروں کے پاس مورد طعن وتشنیع کا ہو سکیگا خیال کیجئے
شیخ محی الدین ابن عربی کی تصنیف فتوحات مکی کو جو امام شعرانی مختصر کئے ہین سو اُسکے تربالیسوین باب مین لکھا ہی نعتقد انہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم فی نفسہ مع ربہ عبد ذلیل خاشع اواہ منیب ہکذا علیہ اقطاب اہل الورع یعنے اعتقاد رکھتے ہین ہم تحقیق
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حقیقت مین پروردگار جل شانہ کے آگے ایک ذلیل بندہ ہی ڈرنیوالا نرم دل اللہ سے رجوع اور وہ یہہ عقیدہ
ہی کہ اقطاب اہل تقوی اسی پر ہین انتہی ظاہر ہی کہ لفظ ذلیل محاورہ عرب مین نہایت محقر ہی باوجود اسکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذلیل بندہ
کہے ہین اور پھر کہتے ہین کہ تمام اقطاب صاحب تقوی کا اسی بات پر عقیدہ ہی پس دوسرے بزرگون پر لازم تھا کہ انکی تکفیر کرین لیکن کسی
بزرگ نے آج تک اس بات پر اعتراض بھی نکیا تکفیر کا تو کیا ذکر ہی ہان اگر کوئی شخص اہانت کی راہ سے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فقط
چادر مبارک میلی تھی کرکے کہا تو بیشک کافر ہوگا اب قیاس چاہتا ہی کہ یے بدنفسان انکو اور سب اقطاب کو بھی کافر کافر فرما دینگے طرفہ تماشا یہہ ہی کہ
ان معترضون سے ایک اسلمی علامی خود اپنی سفینۃ النجاہ مین ایسی باتان لکھا ہی چنانچہ چارسودسوین صفحے مین اسکے مرقوم ہی کہ بندگان ہمہ در امور خلقیہ
متساوی انتہی دیکھئے کہ لفظ بندگان ہمہ مین دوسرے انبیا اولیا کے قطع نظر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بیشک داخل وشامل ہین تو جناب رسالت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم امور خلقیہ مین کافرون کے ساتھ برابر ہو گئے اور دوسی چھپترین صفحے مین لکھا ہی در حدیث صحیح وارد است کہ آن حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم در یک مجلس ہفتاد بار اللہم اجرنی من النار میفرمود وحال آنکہ امام مقربین و رئیس معصومین بود مراد از آن یا تعلیم وتخویف امت است

یا ازمخافت نفس خود نظر بعظمت وجلال باری سبحانہ کہ ہرچہ کند پرسیدہ نشود ازان کہ لا یسئل عما یفعل شان اوست معصوم وغیر او نظر بدین شان
یکسان اند انتہی دیکھئے تمامی انبیا کو اور اُنکے غیر کو کہ جس مین فاسق اور فاجر وغیرہ بھی داخل مین ہیبت الٰہی مین سبکو برابر کر دیا ہی اور دوسی
انیسوین صفحہ مین لکھا ہی کہ قرآن مجید کلام خداست بلاریب زیراکہ کلام بلغای عرب و فصحای ایشان وخود احادیث پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
کہ در غایت بلاغت اند با وجود آن بعبارات قرآن مجید و آیات آن ہیچ مناسبتی یکی بہزار ندارند چون امتیاز در شہلو بخزف یا رہا تمایز در میان
آنہا حاصل است انتہی انصاف کیجئے کہ رسول خدا کے احادیث بمقتضائے وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی کے وحی سے ہین اور فصحا و
بلغا کفار کے کلام کو احادیث کے ساتھہ کچھ نسبت نہین باوجود اسکے دونونکو رتبے مین برابر کر دیکے کہا ہی کہ کلام الٰہی کے مقابلے مین دونون
تعیکر یون کے سر کیے ہین حالانکہ احادیث کو جو اللہ تعالی کے کلام کے ساتھہ نسبت ہوویگی سو کفار کے کلام کو ہرگز نہو سکیگی سبحان اللہ ان باتون
کو حسن اعتقاد سمجھ کے آپ مسلمان کہلانا اور دوسرونکو کافر جاننا آئین اسلام سے نہایت بعید ہی چیزیکہ بر خود نپسندی بر دیگران مپسند اور
تقویۃ الایمان کے شروع مین لکھا ہی کہ اس زمانے مین دین کی باتین لوگ کئی راہین چلتے ہین کوئی پہلونکی رسمون کو پکڑتا ہی اور کوئی قصّے
بزرگون کے بیان کرتا ہی اور کوئی مولویونکی باتونکو جو انھون نے اپنے ذہن کی تیزی سے نکالین ہین سند پکڑتا ہی کوئی اپنی عقل کو دخل دیتا ہی اور اُن سب سے بہتر راہ یہہ ہی
کہ اللہ اور رسول کے کلام کو اصل رکھئے اور سند پکڑئے اور اپنی عقل کو کچھ دخل نہ دیجئے اور جو قصّہ بزرگون کا یا کلام مولویون کا اسکے موافق ہو سو قبول کیجئے اور جو موافق
نہو اُسکی سند نہ پکڑئے اور جو رسم اسکے موافق نہو اسکو چھوڑ دیجئے انتہی اس مقام مین بد طینتان لوگون کو بہکانے کے لئے کہتے ہین کہ مولویان ذہن کی تیزی سے
نکالے ہوے باتونکو سند نہ پکڑنا اُنکے جو لکھا ہی اس سے معلوم ہوا کہ وہ مذاہب ایمہ اربعہ کا تابع نہین اور مذہب خامس نکالا چاہتا ہی یا رو یہہ فقط اُن مفسدون کی
مفسدی ہی کیونکہ ایمہ اربعہ کے اقوال تو قرآن وحدیث سے استنباط کئے گئے ہین کچھ وے اپنی طرف سے لگا کے ترھلے نہین جو ایسا گمان کرسکے
مگر بعضے مولویان معقولات کے زور سے یا امرا کی رعایت سے یا نفسانیت سے ہر زمان مین کچھ خلاف کتاب و سنت کے لکھ گئے ہین چنانچہ امام سیوطی
اور امام محمد غزالی اور عبد الحق دہلوی وغیرہم لکھے ہین کہ فلانی فلانی تفسیر اور فلانی فلانی کتاب قابل اعتبار نہین اور کسی مسئلہ کی تحقیق کے مقام مین
لکھے ہین کہ علماے دیندار ایسا کہنگے اور نفسانیت وغیرہ کے سبب سے قرآن مین تاویلات کرتے ہین ویسا ہی اب کے مولویان بھی تو نفسانیت اور امرا کی رعایت
سے جو بیان کرتے ہین سو بعضے باتان معلوم ہو چکے اور بعضے آئندہ لکھے جاوینگے اسلئے تقویۃ الایمان کا مصنف لکھا ہی کہ مولویونکا کلام جو موافق کتاب
وسنت کے نہو اُسکی سند نہ پکڑئے عامی اُن علماے موصوفہ کے اقوال کو بسبب طوالت کے چھوڑ دیکے بطور نمونہ فقط عبد الحق دہلوی اور شاہ عبد العزیز محدث قدس
سرہما کے قولان لکھ دیتا ہون شیخ عبد الحق دہلوی حنفی کتاب ایراد العبارات الفصیحہ مین لکھے ہین دوم تعظیم علما و تصدیق ایشان واجب ست ہرچہ موافق
دین نقل کنند و تمسک بکتاب وسنت نمایند نہ آنچہ مخالف دین گویند و بہوای نفس و محبت دنیا حیلہ آموزی فتنہ اند و ری نمایند انتہی اور حنفیہ کے پیشوا شاہ
عبد العزیز محدث تفسیر سورۂ بقرہ کے دوسو پانچوین صفحہ مین چند فرقون کی سرزنش کے مقام مین لکھے ہین فرقہ اول علماے بد قماش کہ یاد بنیاداران ظالمان
اختلاط می کنند و برای لذات و شہوات آنہا و تصحیح مظالم آنہا روایات نادرہ برمی آرند و حیلہا برمی انگیزند اور اسی تفسیر کے پانسو ننیاسی صفحہ مین لکھے ہین
بالجملہ محبت بندہ را با خدای خود از قبیل محبتہا ئیکہ مبنی بر غرضی و تصور نفعی و ضرری و توقع حصول میباشد نباید فہمید و در تاویل ظواہر آیات و احادیث قدم
نباید نہاد و لہذا در عوض عتاب الٰہی ارشاد شدہ کہ یحبونھم کحب اللہ زیراکہ محبت مخلوقات رنگی دیگر دارد و محبت خالق رنگی دیگر انتہی پس ان بزرگون کو بھی مذاہب
اربعہ کے غیر تابع اور مذہب خامس کے بانی سمجھ اُنپر طعن تشنیع کرینگے اور جناب غوث رضی اللہ عنہ فتوح الغیب کے ساتوین مقالے مین فواید متفرقہ مین لکھے ہین کہ
لیس الشرک عبادۃ الاصنام فحسب بل ھو ایضا متابعتک لھواک ایضا السلامۃ مع الکتاب والسنۃ والھلاک مع غیرھما یعنے نہین ہی

شرک فقط عبادت کرنے سے بتون کے بلکہ متابعت اپنی خواہش کی بھی شرک ہی اور بہتری ہی متابعت مین قرآن و حدیث کی اور بھلائی ہی اُن دونون کے عزت تحت
مین انتہی ظاہر ہی کہ حضرت غوث رضی اللہ عنہ کوئی مذہب خامس نکالے تھے بلکہ اتنا حنبلی فرماتے ہین باوجود اسکے السلامۃ مع الکتاب والسنۃ والھلاک
مع غیرھما فرماتے ہین پس صاف ظاہر ہوگیا کہ پیروی قرآن و حدیث کی متابعت ائمہ اربعہ کی ہوئی اور متابعت ائمہ اربعہ کی پیروی قرآن و حدیث کی ہی شاید یہ بدطینتان
حضرت کو بھی مذہب خامس کے بانی سمجھکر طعن تشنیع کرینگے اور اس مقام مین دو حدیث شریف بھی لکھتا ہون دیکھئے امام جلال الدین سیوطی کتاب جزیل المواہب مین یہ
حدیث شریف لکھے ہین رواہ البیہقی فی المدخل بسندہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہما اوتیتم من کتاب اللہ
فالعمل بہ لاعذر لاحد فی ترکہ فان لم یکن فی کتاب اللہ فسنۃ منی ماضیۃ فان لم یکن سنۃ منی فما قال اصحابی ان اصحابی بمنزلۃ النجوم فی
السماء فایما اخذتم بہ اھتدیتم واختلاف اصحابی لکم رحمۃ یعنے روایت کیے بیہقی کتاب مدخل مین اپنی سند کے ساتھ ابن عباس سے کہ کہے فرماے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دیے گئے تم کتاب اللہ سے یعنے کوئی بات قرآن مجید سے پاوین تم پس عمل اسپر واجب ہی اور نہین عذر ہی کسیکو اُسکے ترک کرنے کے
لئے پھر اگر نپاوین قرآن مجید مین تو میری سنت کہ دی ہوا اگر میری سنت سے نپاو تو میرا صحابہ جو کہے سو کرو تحقیق کہ میرے اصحاب جیسے ستارگان آسمان مین
ہین ویسے ہین پس جسکی پیروی کرلیوینگے تم ہدایت پاوینگے اور اختلاف میرے اصحاب کا تمھارے لئے رحمت ہی انتہی اور شیخ عبدالحق دہلوی شرح مشکات کے باب الاعتصام
بالکتاب والسنۃ مین لکھتے ہین عنہ ای عن العرباض بن ساریۃ رضی اللہ عنہ قال گفت صلی بنا رسول اللہ نماز گذارد باما یعنے امامت کرد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم ذات یوم یک روز ثم اقبل علینا بوجہہ پس توجہ کرد برما بروی مبارک خود فوعظنا موعظۃ بلیغۃ پس پند کرد مارا پند کردنی سخت رسا
و موثر و مقبول بلیغ آنکہ مدلول وی بمقصود برسد و بالغ نیکو رسیدہ و بلیغ و فصیح کہ بعبارت خود کنہ ضمیر برسد و ذرفت منہا العیون اشک ریخت ازان موعظہ چشمہا
ذرف بذال معجمہ رفتن اشک از چشم و وجلت منہا القلوب و ترسید ازوی دلہا فقال رجل پس گفت مردی یا رسول اللہ کان ھذہ موعظۃ مودع
گویا کہ این پندکسی است کہ وداع کنندہ است چہ شخص در وقت وداع کردن از بند نصیحت آنچہ کردنی است چیزی فرو نگذارد و ہرچہ گفتنی است بگوید دل ما از تصور وداع
در حلت تو گرفتہ می شود و محزون میگردد فاوصنا پس وصیت کن مارا یعنے اندرزی بکن نرم و آسان تا دل ما بیاساید و از جا نبرد فقال اوصیکم بتقوی اللہ
پس گفت وصیت میکنم شمارا بہ پرہیزگاری و ترس از خدا والسمع والطاعۃ و بقبول کردن حکم امرا و فرمان برداری ایشان در آنچہ موافق شرع حکم بود و بتقوی جمع شود
وان کان عبدا حبشیا اگر فرضا حاکم غلام حبشی بود این مبالغہ ایست در طاعت امرا والا بندہ امیر نبود کہ از شرائط امارت آزادی ست و این چنان است
کہ در حدیث آمدہ است کہ ہرکہ مسجدی بنا کند او را بہشت خانہ بنا کنند اگرچہ آن مسجد ہمچو آشیانہ کنجشک بود و مسجد ہرگز ہمچو آشیانہ کنجشک نباشد لیکن مقصود
مبالغہ است در خردی و تنگی و تواند کہ بندہ حبشی نایب سلطان بود برین تقدیر اطاعت وی بغرموده سلطان واجب گردد پس از آن علت سمع و
طاعت امرا بیان فرمود بقول خود فانہ من یعش منکم بعدی زیرا کہ بدرستیکہ کسی میزید از شما بعد از من فسیری اختلافا کثیرا پس سرانجام است کہ ببیند
اختلاف بسیار در مردم و در سمع و طاعت امرا امن است از فتنہ کہ پیدا گردد از اختلاف و اشارت کرد بحفظ و تقوی بقول خود فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء
الراشدین المھدیین پس لازم گیرید برخود سنت مرا و سنت خلیفہای مرا کہ اہل رشد اند و راہ راست یافتگان اند مراد بخلفای راشدین خلفای اربعہ ذات
اند و ہرکہ بسیرت ایشان رود و موافق سنت عمل کند حکم ایشان دارد و بتحقیق سنت خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم ہمان سنت پیغمبر است صلے اللہ علیہ وسلم
کہ در زمان آن حضرت شہرت نیافتہ بود بعد از وی در زمان ایشان رواج یافتہ و مشہور گشتہ و مضاف بایشان شدہ چنانکہ مقصود آن بود کہ بعضے آنرا بجہت
اضافت بایشان بدعت پندارد و رد کند و منکر گردد وصیت کرد باتباع آن پس ہرچہ خلفاء راشدین بدان حکم کردہ باشند اگرچہ باجتہاد و قیاس ایشان بود موافق
سنت نبوی است و اطلاق بدعت بر آن نتوان کرد چنانکہ فرقہ رافضہ کنند پس از آن مبالغہ کرد در وصیت باتباع سنت و فرمود تمسکوا بھا چنگ در زنید

من سنت خلفاء راشدین وعضوا علیها بالنواجذ بحث بزنید برسنت دندانها را و محکم گیرید آن را و عض گزیدن و نواجذ چهار دندان در اقصای دندانها
که آنها را اضراس حلم و اضراس عقل گویند و معنی انیاب مطلقا اضراس نیز آید و ایاکم و محدثات الامور و دور دارید خود را از کارهای نوپدید شده که در زمان آن
حضرت و زمان خلفای راشدین نبوده اند فان کل محدثة بدعة زیرا که هر خصلت احداث کرده شده بدعت است و کل بدعة ضلالة و هر بدعت ضلالت است یا سبب
ضلالت رواه احمد وابو داود والترمذی و ابن ماجة انتہی کیوں یارو پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وصیت کس تاکید سے ہی سو معلوم ہو گئی او معنی خوب جان چکے اسی
معنی میں سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ع خلاف پیمبر کسی رہ گزید * کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید * اور سوائے اسکے حضرت غوث کے اُس قول سے اور بھی ایک بات
ثابت ہو چکی ہی کہ متابعت اپنی خواہش کی بھی شرک ہی یعنے خلاف حکم خدا و رسول کوئی کام کرے تو وہ بھی شرک ہی ظاہر ہی کہ چار ابرو کی صفائی کروانا سجدے
لینا طرح طرح کے منکے جو کیوں بندا ر موں کے سر کیا ڈالنا یا ڈلوانا اور خلافت دینے کے وقت اسکو صندل لیپنا اور السلام علیکم کہنے کو ترک کرنا اور عشق اللہ بولنے
کو طریق رسول او فقیری سمجھنا جھنڈے شدے کھڑا کرنا عرسوں میں اور شادیوں اور غمیوں اور تہنیت تعزیت وغیرہ رسموں میں ہزاروں انواع و اقسام کے شرک و بدعت
کے کام کرنا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور خلفائے راشدین کے وقت میں تو نہیں تھا اور حضرت غوث رضی اللہ عنہ بھی ایسا کہنے اور ایسا کرنیکے لئے حکم
فرما گئے پس ان کاموں کو اختیار کرنیوالے اور انکے جائز ہونیپر ادھر اُدھر کے قصے کہانیاں جھوٹے دلیلاں بیان کر کے اصرار کرنیوالے مخالفت خدا و رسول کے حکم
کی اور متابعت اپنی خواہش نفسانی کر کے بڑی ضلالت و شرک میں پھنس ہلاک ہو گئے نام مسلمان کا کام شیطان کا اگر تم محمدیہ اور طریقہ قادریہ اور دائرے اسلام
میں داخل اور سچے مومن و معتقد ہو تو اُن حدیثوں کو اور قول غوث کو مانئے او را پنے کئے پر توبہ کر کے اُنپر عمل کیجئے نہیں تو پھر نام مسلمانی کا اور محبت رسول اللہ
غوث کا لیجئے اور مسلمانوں کے منہ پر تھوک اور جا دم لگا کونے میں بیٹھ رہئے یا کسی شیطان بھوت کے ہو رہئے یارو یہ نادانان بدکیش جو مطلق مذہب خامس کے نفی
کرتے ہیں سو انکو خوب نصیحت کیجئے کہ علی قاری نے عین العلم کی شرح میں جہاں اجماعی مسائل پر اور اتفاقی مسائل پر عمل کرنا اور اماموں کے خلاف سے نکلکر
احتیاطی مسائل کو اختیار کرنا علم کے حقوق میں سے ایک حق ہی کر کے ذکر کئے ہیں سو وہاں کہتے ہیں کہ وهذه الطريقة السنية للصوفية حتى ان هذا
مذهب خامس في قواعد الفقه یعنے اور یہہ بزرگ طریقہ صوفیہ کا ہی یہاں تک کہ یہہ پانچواں مذہب ہی فقہ کے قاعدوں میں انتہی اور لیے ابلہ فریبیاں عوام کو
دھوکھا دینیکے لئے کہتے ہیں کہ تقویۃ الایمان میں پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بڑے بھائی کے برابر کیا جانکر کے لکھا ہی سو تنقیص شان پیغمبر صلے اللہ علیہ
و آلہ وسلم کی کیا ہی ای مومنو یہاں ذرہ انصاف سے تم غور کرو اور حکم رسول کو جان و دل سے سنو اور خوب سمجھو کہ تقویۃ الایمان کے ایک سو بائیسویں صفحہ میں یہہ
حدیث لکھا ہی اخرج احمد عن عائشة رضي الله عنها ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كان في نفر من المهاجرين والانصار
فجاء بعير فسجد له فقال اصحابه يا رسول الله تسجد لك البهائم والشجر فنحن احق ان نسجد لك فقال اعبدوا ربكم واكرموا اخاكم مشكات
کے باب عشرة النساء میں لکھا ہی کہ امام احمد نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا کئی مہاجرین اور انصار میں بیٹھے تھے کہ آیا ایک اونٹ
پھر اُس نے سجدہ کیا پیغمبر خدا کو سو اُنکے اصحاب کہنے لگے کہ ای پیغمبر خدا تمکو سجدہ کرتے ہیں جانور اور درخت سو ہمکو تو ضرور چاہئے کہ تمکو سجدہ کریں فرمایا کہ بندگی
اپنے رب کی اور تعظیم کرو اپنے بھائی کی انتہی یارو یہاں سے حدیث کی معنی تمام ہو گئی بھلا اگر مصنف اتنے ہی پر کفایت کر کے اور کچھ اپنی طرف سے
نلکھتا تو ہم تم سب اس عبارت سے یہی سمجھتے کہ لفظ اخاکم یعنے اپنے بھائی سے انا بشر متکلم مراد ہی یعنے انسان کے لایق کی تعظیم کیا چاہئے اور
حدیث میں تو بڑائی کا کوئی لفظ مذکور نہیں ہی حالانکہ جناب رسالت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سب انسانوں سے بڑے ہیں اسلئے مصنف اپنی طرف سے
بطور فائدے کے اسی عبارت کو لگے ہوے لکھا ہی یعنے انسان آپسمیں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہی سو اُسکی بڑے بھائی کی سی تعظیم
کیجئے اور مالک سب کا اللہ ہی بندگی اُسکی چاہئے انتہی اس عبارت سے صاف ظاہر ہی کہ جو بڑا بزرگ ہو یعنے جو سید البشر ہو وہی بڑا بھائی ہی

اسکے برتنے کی سی تعظیم کیجیے نہ اللہ کی سی پھر اس عبارت کو لگے ہوے لکھا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیا و انبیا امام و امام زادے پیر و شہید یعنے جتنے اللہ
کے مقرب بندے ہین وے سب انسان ہی ہین اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر انکو اللہ نے بڑائی دی وے بڑے بھائی ہوے ہمکو انکی فرمان برداری کا حکم
کیا ہم انکے چھوٹے ہین سو انکی تعظیم انسانونکی سی چاہیے نہ خدا کی سی انتہی۔ ای ایماندارو وہان سے یہانتک ناتے رشتے کے بھائی کی تعظیم کا ذکر
کہان ہی بتلائیے جیسے وے بد نفسان عناد سے ایک بات لگا دیکر عوام الناس کو بہکا دیتے ہین دیکھیے ملا علی قاری شرح مشکات مین اسی لفظ
حدیث کی معنی لکھے ہین۔ اکرموا اخاکم ای عظموہ تعظیما یلیق لہ بالمحبۃ القلبیۃ والاکرام المشتمل علی الاطاعۃ الظاہرۃ والباطنیۃ
وفیہ اشارۃ الی قولہ تعالی وما کان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون اللہ ولکن کونوا ربانیین
وایماء الی قولہ ما قلت لہم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم واما سجدۃ البعیر فخرق العادۃ واقع بتسخیر اللہ تعالی وامرہ فلا
مدخل لہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فعلہ والبعیر معذور من حیث انہ مسخر مامور کامر اللہ تعالی ملائکتہ ان یسجدوا لآدم واللہ سبحانہ اعلم
قال الطیبی قولہ تواضعا وھضما للنفس یعنی اکرموا من ھو بشر مثلکم ومفرع من صلب ابیکم آدم اکرموہ لما اکرمہ واختارہ واوحی الیہ کقولہ
تعالی قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی یعنے اسکی تعظیم کرو جو اسکے لائق ہے دل سے محبت اور اکرام وہ جو اطاعت ظاہر و باطن پر مشتمل ہے اور اس مین اشارہ
ہے اس آیت طرف وما کان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ الایہ یعنے بشر کو نہین اور اشارہ ہے اس آیت طرف ما قلت لہم الا ما
یعنے مین نہین کہا انکو مگر وہ جو تو نے مجھے اسکا حکم کیا عبادت کرو اللہ ہی کی جو رب ہے میرا اور تمہارا اور اونٹ جو سجدہ کیا سو خرق عادت ہے اللہ تعالی کے حکم سے
اسکے کرنے مین حضرت کو کچھ دخل نتھا اور اونٹ معذور ہے کیونکہ اللہ کا حکم ہوا جیسا اللہ صاحب نے فرشتونکو حکم کیا تھا کہ آدم کو سجدہ کرو طیبی نے کہا حضرت
جو فرمایا سو تواضع اور عاجزی کے راہ سے فرمایا یعنے اکرام کرو اسکو جو تمہارے سریکا بشر ہے اور تمہارے باپ آدم کے صلب سے نکلا ہے تم اسکا اکرام کرو کیونکہ اللہ
اسکا اکرام کیا اور اسکو پسند کیا اور اسپر وحی بھیجی چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انتہی سوا اسکے حنفیہ کے پیشوا مولانا شاہ عبد العزیز
محدث قدس سرہ تفسیر عزیزی سورہ بقرہ کی چھیاسی صفحہ مین لکھے ہین ہمین قصہ طبرانی از ابن عباس رض باین طریق روایت نمودہ کہ روزی آنحضرت
صلعم در سفر صبح برخاستند و فرمودند کہ آبی ہست تا وضو کنیم مردم عرض کردند کہ یا رسول اللہ این جا آب نیست فرمودند پیش کسی آب خوردنی ہم ہست مردم یک
آبخورہ آوردہ پیش آنحضرت صلعم انگشتان خود را دران آبخورہ در آوردہ بلال را فرمودند کہ در لشکر آوازہ دہ تا مردم بیایند و وضو بکنند مردم می آمدند و از میان
انگشتان آنحضرت صلعم وضو میکردند و آب فوارہ صفت از میان انگشتان جوش میزد و ابن مسعود از جملہ صحابہ رض مشغول بخوردن آن آب بود بار بار آنرا
می نوشیدند چون تمام لشکر از وضو فارغ شدند آن حضرت صلعم برخاستند و نماز صبح ادا فرمودند بعد از نماز صبح بسوی مردم متوجہ شدند و فرمودند کہ ای مردم بیان نمایند
مخلوقات کدام فرقہ است کہ ایمان او عجوبگی دارد عرض کردند کہ یا رسول اللہ فرشتگان آنحضرت صلعم فرمودند کہ امر و نہی الہی را فرشتگان میرسانند خود چرا
بران ایمان نیارند ایمان از ایشان چہ عجب است عرض کردند یا رسول اللہ ایمان پیغمبران فرمودند کہ بر پیغمبران وحی از آسمان نازل میشود پیغمبران چرا ایمان
نیارند عرض کردند یا رسول اللہ ایمان یاران شما فرمودند کہ یاران مرا چہ عجب است کہ ایمان نیارند حالانکہ من در میان ایشان موجودم و ہر لحظہ و ہر لمحہ
می بینند آنچہ می بینند عجوبگی ایمان آنگروہ دارد کہ بعد از من خواہند آمد و نادیدہ بر من ایمان خواہند آورد و مرا تصدیق خواہند کرد ہمان فرقہ برادران
من و شما یاران من اند انتہی۔ اور اللہ نے قرآن مین انبیا کو قوم کا بھائی کرکے فرمایا ہے واذ قال لہم اخوہم ہود و اخاہم صالحا اور نبی صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بی بی عائشہ کے واسطے پیام کئے تو ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہے یا رسول اللہ مین تمہارا بھائی ہون سو وہ لڑکی تمکو کیا
حلال ہوسکے تو حضرت فرمائے مین تیرا بھائی ہون سو دین کی راہ کرتے ہون اور وہ لڑکی مجھ پر حلال ہے پس دین کی راہ کے یا آدم کی فرزندی کے

نظر کرتے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھائی کہے تو بھی بے ادبی ہوگی حالانکہ تقویۃ الایمان کا مصنف ایسا ہی لکھا ہی اور ظاہر ہے کہ بڑا بھائی اور چچا
اور باپ وغیرہ اور صحابہ اور انبیا اس رشتہ کے نظر کرتے ہوے باہم یکدیگر بھائی اور از روی مرتبہ کے انبیا تک ایک ایک کے بڑے بھائی ہین اور نبی صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم سب انبیا کے بڑے بھائی ہین ایسے ہی تعظیم بھی ہر ایک کی بڑھ کے ہی اور سب سے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بڑھ کے ہی اسلئے
اسنے کہا جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہی سو اسکی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے بھلا اسمین تنقیص کہاں پائی گئی بلکہ سراسر تفضیل ظاہر ہے
~ چشم بد اندیش برا گنده باد ~ عیب نماید ہنرش در نظر ~ تعظیم ظاہری سید البشر علیہ الصلوۃ والسلام کی یہی ہی کہ آپکے روبرو بہت
نرم اور پست ہو کے کلام کرے اور آپ ارشاد فرمانیکے وقت بدل متوجہ ہوکر دوسری طرف کان نہ لگائے اور حضور مین رہے تک دوسرے کی طرف
متوجہ نہووے اور دب بیٹھے تو نہایت ادب سے بیٹھے اور چلتے وقت آگے آپکے نہ بڑھے وغیرہ اور تعظیم باطنی یہہ ہی کہ آپکو تاج الانبیا و ختم المرسلین مانین
اور شفیع المذنبین سمجھین اور جب نام لیوین تو درود بھیجین اور آپکے سارے احکام کو درست جانین اور اسکے بجا لانے مین دنیا کے ننگ و ناموس کا لحاظ
نکرین بلکہ جان تک نثار کر دیوین محبت کے بھی یہی معنے ہین اور نصیحت المسلمین[19] کے دسوین صفحہ مین لکھا ہی قال اللہ تعالی لہ دعوۃ الحق والذین
یدعون من دونہ لا یستجیبون لہم بشیء الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ہو ببالغہ وما دعاء الکافرین الا فی ضلال یہہ آیت سورۂ رعد
مین ہی حق تعالی فرماتا ہی کہ اللہ ہی کا پکارنا سچ ہی اور جنکو پکارتے ہین اسکے سوا نہین پہنچتے انکے کام پر کچھ مگر جیسے کوئی پھیلا رہا دونو ہاتھ طرف پانی کے کہ آپہنچے اسکے
منہہ تک اور وہ کبھی نہ پہنچیگا اور جتنی پکار ہی منکروں کی سب گمراہی ہی یعنے اگر پیاسا دریا کے کنارے پر ہاتھ پھیلا کر پانی کو پکار کر ای پانی تو میرے منہہ مین آجا
تو وہ ہرگز نہ آسکیگا اسیطرح جو لوگ اللہ کے سوا اورونکو پکارتے ہین وہ بھی کچھ نہین کرسکتے یعنے بے اختیاری مین دونو برابر ہین جیسے پانی کو آپ سے منہہ مین
گھس جانیکی قدرت نہین ویسے ہی اللہ کے سوا اور کسیکو طاقت نہین انتہی فرنگی محلی نصیحت المسلمین کو منبر پر ہاتھ مین لیکے لوگونکو دکھلا دکھلا چلا
چلا کہنے لگا کہ دیکھو صاحبو انبیا اولیا وغیرہ کو بے اختیاری مین پانی کے برابر کر دیا ہی یہہ ان سب کا منکر ہی ار ایماندارو ذرہ غور کیجیو کہ اللہ تعالی خود فرمایا ہی یدعون
من دونہ یعنے پکارتے ہین اللہ کے غیر کو اور انکو بے اختیاری مین پانی کی نظیر دیا ہی بھلا اسمین مصنف کی کیا تقصیر جیسا اللہ تعالی فرمایا ویسا اسکا معنی
لکھا سبحان اللہ یہہ اعتراض تو اللہ جلشانہ پر ہی اور اللہ تعالی پر اعتراض کرنیوالا قطعی کافر ہی اور اشتہار نامۂ[20] مذکورہ مین لکھے ہین کہ سوا رسالت کے اور
کچھ عزت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہین پائی جاتی ہی اور یورپ نژاد نے اپنی خیر الزاد مین بھی ایسا ہی لکھا ہی یارو یہہ انکی صرف جہالت ہی کیونکہ
سب پر ظاہر ہی کہ اللہ کے برابر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ کوئی نہین جانتا وہ تو لوح محفوظ پر محمد رسول اللہ لکھا ہی اور قرآن مین محمد رسول اللہ
فرمایا ہی اور جناب رسالت خود فرماتے ہین واللہ لا ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم اور لفظ رسول اللہ جمیع کمالات کا جامع ہی جیسا اسم ذات
اللہ کا جامع ہی تمام اسماء صفات کا پس جو شخص کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صدق دل سے بولا تو قائل ہو چکا اللہ کی توحید و صفات کا اور
محمد کی رسالت و کمالات کا دیکھئے تقویۃ الایمان کے چھٹوین صفحہ مین بعد حمد و نعت اور تمہید کے کلمہ کی معنی شروع کیا ہی کہ سنا چاہئے کہ ایمان کی دو چیزین ہین
خدا کو خدا جاننا اور رسول کو رسول اور خدا کو خدا سمجھنا اسیطرح ہوتا ہی کہ اسکا شریک کسی کو نہ سمجھے اور رسول کو رسول سمجھنا اسیطرح ہوتا ہی کہ اسکے سوا کسی
کی راہ نہ پکڑے سو اس پہلی بات کو توحید کہتے ہین اور اسکے خلاف کو شرک اور دوسری بات کو اتباع سنت کہتے ہین اور اسکے خلاف کو بدعت انتہی پھر ایسے ہی
اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ کے معنے یعنے جن جن صفتون مین انبیا اولیا وغیرہم مخلوق کو اللہ تعالی کے ساتھ شریک نکرنا ہی سو بیان
کرکے واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ کے معنے پر کہ جسمین تمام کمالات ظاہری اور باطنی کے مندرج ہین کتاب کو ختم کیا ہی چنانچہ شیخ عبد الحق محدث
دہلوی کتاب ایراد العبارۃ الفصیحہ مین لکھے ہین اما نصیحت رسول اللہ اول محبت و تعظیم وادب جناب عالی اوست و تبریہ ساحت عزوجلال او و تمامہ انبیا صلوات اللہ

تعالی وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین از ہر عیب و نقصت کہ نہ لائق مقام نبوت و رسالت بود ضابطہ دریں باب نگاہداشت ادب انجناب آنست کہ ہر چہ فرود مرتبہ الوہیت و صفات
قدس حق ست عز و علا از ہر کمال و ہر منقبت او را ثابت است ؎ مخوان او را خدا از بہر امر شرع حفظ دین ٭ دگر ہر وصف کش میخواہی اندر حسن او ثابت
کن ٭ جمیع مراتب کمالات صوری و معنوی در عبدہ و رسولہ مندرج است و عبودیت خاصہ مخصوص ذات شریف اوست کہ بندہ حقیقی جز او کس
نتواند بود خدا خدا است و بندہ او دیگر ہمہ بندگان طفیلی او یند انتہی اور مولانا جامی بھی اسی معنی مین یہہ بیت فرماتے ہین ؎ ای صاحب الجمال و ای
سید البشر ٭ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر ٭ اور شاہ عبد العزیز محدث قدس سرہ تبارک کے سیپارہ کی تفسیر کے اڑتیسوین صفحہ مین لکھے ہین آن
حضرت صلعم یاران خود را بارہا میفرمودند لا تطرونی کما اطرت النصاری عیسی ابن مریم و قولوا عبد اللہ و رسولہ یعنی مرا ستایش و مدح مکنید چنانچہ نصاری
حضرت عیسی را مبالغہ تمام مدح و ستایش میکنند در نعت من ہمین قدر بگوئید کہ بندہ خدا و رسول او بود کہ بندگی او و شرف من بس است انتہی اور بحر الرائق مین
مرقوم ہے قدمت العبودیہ فی التشہد علی الرسالۃ لانہا اشرف صفاتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولذا وصفہ اللہ تعالی بہا فی قولہ تعالی سبحان
الذی اسری بعبدہ و فی قولہ تعالی فاوحی الی عبدہ ما اوحی یعنے مقدم کی گئی عبودیت رسالت پر تشہد مین اسلئے کہ تحقیق عبودیت اشرف صفات پیغمبر صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی ہی اور اسی واسطے اللہ تعالے وصف کیا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساتھ عبودیت کے اپنے قول مین جو سبحان الذی اسری بعبدہ
ہی اور فاوحی الی عبدہ ما اوحی ہی انتہی پس اس مضمون کے اصل کے لکھنے سے معلوم ہوا کہ وہ پیران نابالغ ہنوز معرفت لا الہ الا اللہ کی اور حقیقت محمد
رسول اللہ کی نہین پائے پھر جو بری شیخی بھیلا مریدان کرتے ہین سو خدا جانے کہ کیا خاک ارشاد فرماتے ہونگے حضرت مولانا روم قدس سرہ ایسے ہی لوگون کی شان
مین کہے ہین ؎ چون بسے ابلیس آدم روی ہست ٭ پس بہر دستی نباید داد دست ٭ کیون یارو یہہ تو خوب معلوم ہو چکا پھر اور ایک بات کہتا ہون
سنیے کہ کتاب تقویۃ الایمان کو تو ہندی زبان مین فقط کلمہ طیب اور کلمہ شہادت کے معنے کے بیان پر تمام کیا ہے باوجود اسکے اول سے آخر تک اوس کتاب
مین دیکھ لیجئے کہ بیان کے ضمنا کتنے فضایل اعلا اور اشرف رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان کیا ہی چنانچہ پہلے صفحہ مین مرقوم ہی اپنے حبیب محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پھر اسی صفحہ مین ہے اے پروردگار ہمارے تو اپنے حبیب اور اسکی آل و اصحاب پر ہزار ہزار درود اور سلام بھیج اور پانچوین صفحہ
مین ہے یہہ اللہ کی بری نعمت ہی کہ اسنے ایسا رسول بھیجا۔ اور چھیالیسوین صفحہ مین ہی سب اولیا و انبیا کے سردار پیغمبر خدا تھے اور انھین سے سب نے اسرار کی
باتین سیکھین اور چوہترین صفحہ مین ہی ہمارا وکیل بڑا زبردست ہی اور ہمارا شفیع بڑا محبوب ہی پھر اسی صفحہ مین ہی سب پیرون کے پیر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم تھے اور ایک سو تیرھوین صفحہ مین ہے اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ اور ایک سو تیسوین صفحہ مین ہی ہمارے پیغمبر سارے جہان کے سردار ہین اللہ
کے نزدیک انکا رتبہ سب سے بڑا ہی اور اللہ کے احکام پر سب سے زیادہ قایم ہین اور اللہ کی راہ سیکھنے مین سب انکے محتاج اور آخری صفحہ مین ہی اے مالک ہمارے اپنے
ایسے پیغمبر رحیم و کریم پر ہزار ہزار درود و سلام بھیج اور جیسے انھوں نے ہم سے جاہلون کو دین کے سکھانے مین حد سے زیادہ کوشش کی سو تو ہی اس کوشش کی
قدردانی کر کہ ہم تو ایک عاجز بندے ہین محض بے مقدور اور جیسا تو نے اپنے فضل سے ہمکو شرک و توحید کے معنے خوب سمجھائے اور لا الہ الا اللہ کا مضمون خوب تعلیم
کیا اور مشرک لوگون سے نکال کر موحد پاک مسلمان بنایا اسیطرح اپنے ہی فضل سے بدعت و سنت کے معنے خوب سمجھا اور محمد رسول اللہ کا مضمون خوب تعلیم
کر اور بدعتی بدمذہبون سے نکال کر سنی پاک متبع سنت کر انتہی۔ اور سوا اسکے کتاب صراط المستقیم جو فارسی مین بنائی ہوئی تقویۃ الایمان کے مصنف کی ہے
سو اسکے چوتھے صفحہ مین نعت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کس خوبی سے مرقوم ہی دیکھئے درود نامحدود بر علم عرصۂ وجود صاحب مقام محمود مطلع جریدۂ اصفیا
مقطع قصیدۂ انبیا رونق افزای چمن اصطفا گل سر سبد گلشن اجتبا مضمون کتاب ایجاد و تکوین مقصود خطاب ارشاد و تلقین طغرای فرامین تکلیف و تشریع
خط کشیدہ او دین تدلیس و تلبیس ... احمد مجتبی محمد مصطفی صلوات اللہ وسلامہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ اجمعین و علی ورثتہ و نوابہ الی یوم الدین و علینا معہم و فیہم بر

یا ارحم الراحمین اور نود پر ساتوین صفحہ مین ہی المقصد چون یک دور باختتام میرسد و ابتدای دور دیگر رو می نماید شخصی را که اکمل افراد انسان و الیق بفیض رحمان

در ان جزوی از زمان متحقق باشد بوجود برکت آمود او بدایت دور سابقہ را بہ نہایت الکمال میرسانند و او را ترجمان خود ساختہ و لسان خود قرار دادہ از

زبان برکت نشان او دعوت افراد انسان بسوی الطاف جدیدۂ حضرت رحمان میفرمایند و بار و امامت این دور ارزانی میکنند و این مقام بالذات مقام

حضرت خاتم النبوت و فاتح الولایت است علیہ الصلوۃ والسلام و بتبعیت ایشان نمونۂ ازین مقام بہ بعضی کرام از اتباع ادمی بخشند کہ ایشان را بفاتحین و خاتمین ملقب

میسازند اور ایک سو تر ستوین صفحہ مین ہی و خلاصہ کلام درینمقام آنکہ محمد عربی را صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم از تمام خلق پیشوا و محبوب مطلق اعتقاد کردہ و بدل و جان راضی

بآن شدہ تمامی رسوم ہند و سند و فارس و روم را کہ خلاف دین صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم باشد یا زیادتی از طریقہ صحابہ شود ترک نماید و انکار و کراہیت بر آن اظہار

کند الخ اور تین سو تیرھوین صفحہ مین ہی بخلاف اولو العزم کہ بمثابۂ جارحہ می باشند بطریقیکہ و نشاء این جارحہ بسہ صورت متحقق میگردد اول آنکہ ملک و انسان یعنی

رسول ذو العزم در وساطت برابر بوند دوم آنکہ اصل ملک بود و انسان تابع سوم برعکس آن بود یعنی انسان اصل و ملک تابع و اینصورت ثالثہ نہایت عظیم کہ

مختص بجناب خاتم الانبیا است صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم و ظہور آن کما ینبغی روز بدر شدہ و صحابۂ حضار بدر را رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین نصیبی وافر ازین خصیصہ

باہرہ بطفیل معیت خاتم المرسلین حاصل شد اور تین سو تیسوین صفحہ مین ہی و نیز سالک این سلوک را باید کہ در ادای حقوق انبیا و اولیا بلکہ سائر مومنین و

تعظیم ایشان کوشش بلیغ کند کہ ہمہ ایشان ساعی و شافع وی شوند و سعی و شفاعت انبیا و اولیا پر ظاہر است اما سعی ہر مومن پس دعای خیر است پس

بتوقع دعای خیر کہ کار آمدنی دران مقام است تفقد و خاطرداری ہر مسلمان کند و ہمہ حقوق و تعظیمات در اتباع عزایم شرع شریف مودامی شود انتہی دیکھئے انبیا

کی تعظیم کے قطع نظر اولیا اور سب مومنان کی تعظیم اور انکے ادا حقوق کے لئے کسقدر تاکید مذکور ہی اور نود پر نوین صفحہ مین ہی چہ کتاب فتوح الغیب کہ

منسوب بپیشوای اولیا و قدوۂ ارباب فنا و بقا ذی المناقب و المفاخر اعنی الشیخ عبد القادر است دیدہ باشی انتہی پس یارو ایسے عالم بزرگ کے حق مین جو اتباع

سنت پر جان دیا ہی اور انبیا و اولیا کے ساتھہ ایسا عقیدہ رکھتا ہو ایسے بد لغسان تہمان کر کے کچہ شکر کھایا کرتے ہین سو عجب انکی دینداری اور ایمانداری

ہی الہی ہمکو اور سب مسلمان بھائیون کو ایسے جھوٹھے اور بے دینون کے فریب سے بچا رکھہ اور ان جھوٹون کو راہ حق پر لا اور اِنھون کو جہالت و عداوت سے

دور رکھہ اور یہ مفتریان کہتے ہین کہ یہہ طریقے والے اپنی کتابون مین فاتحہ کرنیکو منع لکھے ہین سو یہ لوگ بیشک وہابی ہین یارو یہہ بھی فقط بہتان اور

عوام الناس کو بہکانے کی تری گت نکالی ہین دیکھئے مولوی ولایت علی کتاب رد شرک کے اٹھتیسوین صفحہ مین لکھے ہین کہ عبادت خالص خدا کے واسطے

کر کے اسکا ثواب دوسرے کو بخشنا درست ہی پھر خواہ سورۂ فاتحہ پڑھے خواہ سورۂ مائدہ خواہ بھوکے کو کھانا کھلاوے یا پڑھیا کا گھر چھوا دے خواہ پہلی تاریخ کرے

خواہ گیارہین خواہ ربیع الاول مین کرے خواہ ربیع الثانی مین اور قید لگانی تاریخ کی یا کسی مہینے کی یا کھانے کی یا فقط سورۂ فاتحہ کی کھانے کو آگے

رکھکر لوبان جلا کر بدعت ہی انتہی اور صراط المستقیم کے ایک سو باسٹھوین صفحہ مین حدیث شریف خیر الہدی ہدی محمد کے نیچے لکھا ہوا ہی بپندارند کہ نفع

رسانیدن باموات باطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست چہ اینمعنی بہتر و افضل غرض آنست کہ مقید برسم نباشد بے تعیین تاریخ در عدد و جنس و قسم طعام ہر وقت

ہر قدر کہ موجب اجر جزیل بود بعمل آید و ہرگاہ ایصال نفع میت منظور دارد موقوف بر اطعام نگذارد اگر میسر باشد بہتر است والا صرف ثواب سورۂ فاتحہ و اخلاص بہترین

ثوابہا است در تعیین تاریخ و روز و قسم و وضع طعام ضیق پیش میآید و اعتنا و اہتمام آن موجب اضاعت اوقات میگردد و دیگر کارہای اہم معطل میماند و یگانہ و

بیگانہ و آشنا بروز و تاریخ منتظر و مترقب میماند و اقربا فراہم می آیند و انسان را خواہ نخواہ آنچہ کردن دشوار می بود سرانجام آن ضرور می افتد انتہی اور

اسی کتاب کے دو سو چھتر وین صفحہ مین لکھا ہی اول طالب را باید کہ با وضو دو زانو در نماز بنشیند و فاتحہ بنام اکابر این طریقہ یعنی حضرت خواجہ معین الدین

سنجری و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی و غیرہما خواندہ التجا بجناب حضرت ایزد پاک بتوسط این بزرگان نماید و بہ نیاز تمام و زاری بسیار

از بسیار دعای کشود کار خود کرده ذکر و ضرب شروع نماید انتہی کیون منصوب ان لوگون کو فاتحہ کے منکر کہینگے یا ان جھوٹون پر فاتحہ پڑھینگے ہان یہہ لکھے ہین کہ
نذر یعنے منت کرنا سوا اللہ تعالی کے نچاہئے دلیل الصالحین مین لکھا ہی النذر لا یکون الا للہ تعالی فمن نذر لنبی او ولی لا یلزم علیہ شئ فان اعطی
بذلک الشئ لاحد من الناس علی تلک النیۃ لا یجوز اخذہ ان علم الاخذ بذلک فان کان طعاما لا یحل اکلہ وان کان ذبیحۃ فہو میتۃ
فان اکلوا وسموا للہ تعالی علیہا کفروا جمیعا وان نذروا للہ تعالی فاکلوا ثم وہبوا ثوابہ لاحد من الناس فذلک یجوز یعنے نذر ہوتی نہین
سوائے اللہ تعالی کے پس کوئی نذر کیا پیغمبر یا ولی کے لئے تو لازم نہین ہوتا ہی اسپر کچہ یعنے اسکا ادا کرنا نچاہئے پھر اگر اس نذر کی ہوئی چیز کو کسی انسان
کے تئین اسی نیت پر دیوے تو اسکو لینا روا نہین اگر لینے والا اسکی نیت سے آگاہ رہے اور اگر وہ نذر کھانیکی چیز ہی تو کھانا اسکا حلال نہین
اور اگر ذبیحہ ہی تو مردار ہی پس اسپر بسم اللہ بولکر کھاوین تو کافر ہو جاوین اگر نذر کرین خدا کے لئے تو کھاوین اسکو لوگ پھر ثواب اسکا بخش دین
جسکو چاہین تو یہہ جایز ہی انتہی اور شاہ عبد العزیز قدس سرہ سورہ بقرہ کی تفسیر مین شرک کے انواع کی تفصیل مین لکھے ہین وازانجملہ کسانیکہ در ذبح و
نذور و قربانیہا با خدا دیگران را ہمسر میکنند انتہی اور در مختار وغیرہ تمام فتاؤن مین یہی لکھا ہی اور یہہ بات اجماعی ہی چنانچہ نواب سید فرقیکا
مجتہد اول قاضی ہازیل کے فتوی مین بھی کہ جسپر انکا مجتہد ثانی اسلمی ملجامی وغیرہ کے مہران ہین لکھا ہی اگر کسی گوید کہ این طعام نذر فلان میت است آن طعام
حرام است و خوردن آن کسی را روا نہ انتہی اور نذر حرام ہونے پر جو سند ان اسمین لکھا ہی سو ان مین سے عربی سند چھوڑ دیکے فقط ایک فارسی سند
لکھ دیتا ہون وہ مذکور است در مفتاح الصیام کہ عوام میروند بمضاجع اولیا و ضرائح صلحا و نیز میبرند غلاف قبور و میگویند حاجت من اگر بر آری اینقدر
طلا و نقرہ وغیرہ نذر تست این حرام است اجماعا انتہی اور بعضے مفتریان اپنے مریدان اور دوستون کو طریقہ محمدیہ مین داخل ہو جانیکے خوف سے بڑی تمہید
و تقریب سے سمجھا دیتے ہین کہ یہہ طریقے والے روح پاک سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو عالم برزخ مین محبوس جانتے ہین یارو یہہ بات طریقہ محمدیہ
کے مخالفون پر صادق آسکتی ہی کیونکہ وے لوگ رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھہ ایسا اعتقاد رکھتے ہین کہ اتباع رسول کا نام سنتے ہی
بھاگتے اور سنت رسول پر چلو کہنے والے کو سو طرح سے بدنام کرنا چاہتے اور طریقہ محمدیہ والے تو عاشق رسول یعنے سنت رسول پر جان دینے والے ہین اور اتباع
سنت کی بدولت بدعتیون کے نزدیک وہابی کچہ بن گئے ہین بھلا ایسا اعتقاد انپر کیونکر صادق آسکیگا دیکھے کتاب صراط المستقیم جو مولانا
اسمعیل شہید فارسی مین لکھے ہین اور وہ کتاب طریقہ محمدیہ والون کے سلوک کا مدار ہی سو اسکی ستہتر دین صفحہ مین لکھا ہوی و تحقیق این مقام
و تفصیل این مرام از سیر سلف کرام مثل صحابہ و تابعین باید طلبید بالجملہ ائمہ این طریق و اکابر این فریق در زمرہ ملائکہ مدبرات الامر کہ در تدبیر امور از
جانب ملا اعلی ملہم شدہ در اجرای آن میکوشند معدود اند پس احوال این کرام بر احوال ملائکہ عظام قیاس باید کرد انتہی اور ایک سو بیالیسوین صفحہ
مین مرقوم ہی حضرت مرتضی را ایک نوع تفضیل بر حضرت شیخین ہم ثابت است و آن تفضیل بہ جہت کثرت اتباع ایشان و وساطت مقامات ولایت
بل سائر خدمات است مثل قطبیت و غوثیت و ابدالیت وغیرہا ہمہ از عہد کرامت مہد حضرت مرتضی تا انقراض دنیا ہمہ بواسطہ ایشان است و در سلطنت
سلاطین و امارت امرا ہمت ایشان را دخلی است کہ بر سیاحین عالم ملکوت مخفی نیست انتہی پس ظاہر ہی کہ جب اولیا اور جناب علی کرم اللہ وجہہ کے
ساتھہ ایسا عقیدہ ہو تو پھر پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ایسا عقیدہ رکھنے کا گمان کون نادان کرسکیگا الہی مغیرون کو نیک توفیق دے اور کہتے ہین کہ تقویۃ الایمان
مین خدا کے نام کے ساتھہ رسول کا نام لینے کو منع لکھا ہی حالانکہ شاہ عبد العزیز تبارک کے سیپارے کی تفسیر کے چالیسوین صفحہ مین لکھے ہین روزی
آنحضرت یاران خود را فرمودند کہ ہیچ میدانید کہ بیشتر بکدام سبب مردم در دوزخ خواہند رفت عرض کردند یا رسول اللہ خدا و رسول او دانا تر است فرمودند
دو چیز کہ در بدن آدمی کردہ اند دہن و شرمگاہ او است بیشتر موجب دخول نار خواہند شد باز فرمودند کہ ہیچ میدانید کہ کدام چیز بیشتر موجب دخول

بہشت خواہد شد عرض کرد اللہ و رسولہ اعلم فرمود تقوی و حسن خلق انتہی پس مصنف تقویۃ الایمان کا یہ عقیدہ تھا یا رو یہہ انکی فقط نافہمی انکو خراب کرتی ہی یا عوام کو فریب دینا یہہ بھی ایک بات ہی جھنکتے ہین دیکھئے وہان جو صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہین سو شرع کے مقدمے مین کہتے ہین کیونکہ اللہ تعالی شرع کے مقدمے تمام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتلا چکا ہی سو آپ اُن سب باتون کے واقف ہین مگر عموم علم و قدرت کے مقام مین اللہ کے نام کے ساتھ کسی مخلوق کا نام ملانا شرک ہی سو شاہ عبد العزیز خود سورۂ بقرہ کی تفسیر مین ایک سو چوبیسوین صفحے کے بیچ شرک کے انواع بیان مین لکھتے ہین و از آنجملہ آنکہ کسانیکہ نام دیگران با نام خدا در مقام عموم علم و قدرت برابر میسازند چنانچہ نسائی و ابن ماجہ از ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کردہ اند کہ روزی شخصی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را گفت ماشاء اللہ وشئت یعنی ہرچہ خدا خواہد خواست و تو خواہی خواہید خواست خواہد شد آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود جعلتنی للہ ندا قل ماشاء اللہ وحدہ و امام احمد و ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ از حذیفہ بن الیمان روایت کردہ اند کہ آن حضرت علیہ الصلوۃ والسلام فرمودند لاتقولوا ماشاء اللہ وشاء فلان وقولوا ماشاء اللہ ثم شاء فلان انتہی ایسے ہی تقویۃ الایمان مین بھی تو ایک سو سترھوین صفحے سے انیسوین صفحے تک لکھا ہوا ہی اخرج فی شرح السنۃ عن حذیفہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لاتقولوا ماشاء اللہ وشاء محمد وقولوا ماشاء اللہ وحدہ مشکوٰۃ کے باب الاسامی مین لکھا ہی کہ شرح السنہ مین ذکر کیا کہ نقل کیا حذیفہ نے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یون نہ بولا کرو کہ جو چاہے اللہ و محمد اور بولا کرو جو چاہے اللہ فقط ف یعنے جو اللہ کی شان ہی اور اُسمین کسی مخلوق کو دخل نہین سو اُسمین اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملائے گو کہ کتنا ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مقرب مثلا یون بولئے کہ اللہ و رسول چاہیگا تو فلانا کام ہوجاویگا کیونکہ سارا کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہی رسول کے چاہنے سے کچھ نہین ہوتا یا جیسے کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلانے کے دل مین کیا ہی یا فلانے کی شادی کب ہوگی یا فلانے کے درخت مین کتنے پتے ہین یا آسمان مین کتنے تارے ہین تو اُسکے جواب مین یہہ نکہے کہ اللہ اور رسول جانے کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہی رسول کو کیا خبر اور اس بات کا کچھ مضائقہ نہین کہ کچھ دین کے بات مین کہے کہ اللہ و رسول ہی جانتے یا فلانی بات مین اللہ و رسول کا یون حکم ہی کیونکہ دین کی سب باتین اللہ نے اپنے رسول کو بتادین ہین اور سب لوگونکو اپنے رسول کی فرمان برداری کا حکم کردیا ہی انتہی یا الٰہی ہم سب مومنون کو ایسی نافہمی اور فریب دہی سے دور رکھ اور ایک روز رائے بیتھ مین ایک بدعتی مجلس ہوئی تھی وہان بدعتی مشایخان اور بدعتی مولویان بھی جمع آئے تھے جب رسم بدعت ہوگیا نوبت برخاست کی پہنچی بدر الدولہ اور سلمی اپنے اپنے گھر کو روانہ ہوگئے تب اُن بدعتیون کا نقیب یعنے فرنگی محلی نے خلافت نامے کا کاغذ جو مولوی سید محمد علی صاحب واعظ ایک رائے بیتی شخص کو بہ سبب بہت خواہش کرنے اُسکے لکھ دئے تھے ہاتھ مین لیکے کھڑا ہو پڑھا تو قاضی مذکور جو اپنے کسیکو شیخ طریقت اور عالم نہین سمجھتا کہنے لگا کہ دیکھو صاحب اسمین انبیا اولیا کو دافع بلا اور نافع و ضار نہین سمجھا کرکے لکھا ہی سو یہہ شخص منکر انبیا اولیا کا ہی پھر فرنگی محلی کی بات کیا پوچھنا تھا یہانتک کہ اپنے مکان مخصوص مین چلا چلا کے لوگون کو کہنے اور سنانے لگا کہ اب تو اُن لوگون کی چوری خوب معلوم ہوگئی دیکھو تو خلافت نامہ مین ایسا لکھا ہی اب تو نام لیکر تکفیر کرتا ہون کہ محمد علی بے شک کافر ہی یاروافسوس ہزار افسوس بے نام کے مولویان نصارا کے عالمون کے سر کا اپنا اعتقاد ٹھہرائے کیونکہ وے بھی تو یہی کہتے ہین کہ عیسے علیہ السلام عالم مین بالذات تصرف رکھتے ہین اور مالک و مختار ہین نعوذ باللہ منہا اور اس مقام مین ذرا انصاف کرو اور خوب سوچو تو اُن اہل فریبون اور بد اعتقادونکی مسلمانی و دینداری کی قلعی سو کھل جاتی ہی دیکھئے خلافت نامے کی عبارت یہہ ہی تحکیر را ازملک و جن و پیر و مرید و استاد و شاگرد و دنی و نبی حل مشکلات و دافع بلیات و قادر ایصال منافع و مضرات و عالم الغیب بالذات ندانند انتہی خوب ظاہر ہی کہ وہان بالذات کے لفظ کا قید لگادیا ہی اور یہہ مسئلہ اجماعی ہی اور منکر اسکا بیشک کافر کیونکہ رنج و راحت دینے والا اور نفع و ضرر و غیرہ پہنچانیوالا

[illegible] انبیا و اولیا کو دافع بلا و نافع و ضار [illegible]

بالذات اللہ ہی ہے اور اللہ تعالی کے سوا کسی مخلوق کو ایسا سمجھنا بے شک شرک ہے مگر توسل چاہنا بطور شرع کے انبیا اولیا سے درست ہے اسی لئے اُسنے بالذات کا قید لگایا
ہے حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنے عقاید مین لکھے ہین ع نخل بے ارادتش خاری ٭ نکسلد بے مشیتش تاری ٭ فی المثل گر جہانیان خواہند ٭ کہ سر موی
از جہان کاہند ٭ گر نباشد چنان ارادت او ٭ نتوان کاستن سر یک مو ٭ ور ہمہ در مقام آن آیند ٭ کہ بر آن ذرہ بیفزایند ٭ ندہد بے ارادت او
سود ٭ نتوانند ذرہ افزود ٭ ہر چہ خواہد کند ز منع و عطا ٭ نیست کس را مجال چون و چرا ٭ انتہی دیکھئے یہان اور ایک بات بھی معلوم ہوگئی کہ اللہ جلشانہ
کے سامنے کسی نبی ولی کو چون و چرا کی مقدور نہین کرکے صاف لکھا ہے پس بتنقیص شان انبیا و اولیا سمجہ کے جامی کو بھی کافر کافر کہینگے اور امام محمد غزالی کتاب
کیمیاء سعادت کے اول رکن مین لکھے ہین ہر چہ در عالم است ہمہ بخواست و ارادت اوست ہیچ چیز از اندک و بسیار و خرد و بزرگ و خیر و شر و طاعت و معصیت و کفر و
ایمان و سود و زیان و زیادت و نقصان و رنج و راحت و بیماری و صحت نرود الا بتقدیر و مشیت او و بقضا و حکم او و اگر ہمہ عالم گرد آیند از جن و انس و شیاطین و ملائکہ
تا یکذرہ از عالم بجنبانند یا بر جای بدارند یا بیش کنند یا کم بیخواست او ہمہ عاجز باشند و نتوانند بل جز آنکہ او خواہد در وجود نیاید و ہر چہ او خواست بباشد و ہیچ چیز و ہیچ
کس دفع نتوانند کرد و ہر چہ ہست و ہر چہ باشد ہمہ بتدبیر و تقدیر اوست انتہی اور شاہ ولی اللہ محدث کتاب فوز الکبیر مین لکھے ہین شرک آنست کہ غیر خدای را صفات
مختصہ خدا اثبات نماید مثل تصرف در عالم بارادہ تعبیر از ان بکن فیکن می شود یا علم ذاتی از غیر اکتساب بحواس و دلیل عقلی و منام و الہام و مانند آن یا ایجاد
شفای مریض یا لعنت کردن بر شخصی و ناخوش بودن از و تا بسبب آن کراہت تنگدست یا بیمار و شقی گردد یا رحمت فرستادن بر شخصی تا بسبب آن رحمت
فراخ معیشت و صحیح بدن و سعید باشد انتہی اور مولانا شاہ عبد العزیز سورہ بقرہ کی تفسیر کے ایک سو چوبیسوین صفحہ مین شرک کے انواع کی تفصیل مین لکھے ہین و از انجملہ
آنکسانیکہ در دفع بلاہا دیگران را می خوانند و ہمچنین در تحصیل منافع بدیگران رجوع می نمایند بالاستقلال نہ آنکہ توسل بآن دیگران نمایند انتہی اور اس باب مین
آیات و احادیث اور ائموں کے اقوال بے شمار ہین کہان تک کوئی لکھیگا اسلئے فرقہ نوابیہ کا مجتہد ثانی اسملعیل لعامی جو طریقہ محمدیہ والون کے بڑے دشمنون
اور معترضون مین سے ہے سو فقط اسکی سفینۃ النجاۃ کے قولان لکھ دیتا ہون تاکسیکو شک و شبہ نرہے دیکھئے اُسکے تیسرے باب مین تین سو بہتر اور تہترویں صفحہ
مین لکھا ہے اما منکرات اعتقادیہ پس ہر اعتقاد مذموم کہ بہ بدی آخرت منجر باشد چون اعتقاد کردن عوام بزعم خود نفع خود را بکردن رسوم و عادات
معمولہ ایشان در ذائحہ و فواتحہ و اعراس بزرگان مانند آن و ترسیدن از ضرر ترک آن کہ از اشد منکرات است و شرک از ین لازم می آید زیرا کہ غیر خدا تعالے
ہیچکس ہیچکس نفع و ضرر نمی تواند رسانید بلکہ ہر شخص اگرچہ پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم باشند بر نفع و ضرر نفس خود قدرت ندارد بدلیل قول وی تعالے قل لا املک
لنفسی نفعا و لا ضرا الا ما شاء اللہ بگو ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ اختیار ندارم و تصرف نمیتوانم کرد در اموری کہ متعلق بہ نفس من است از سود و
زیان مگر آنقدر کہ خدا تعالی خواستہ باشد در حق من بارادہ تفویضی کہ آنگاہ بر آن قدر قدرت خواہم یافت و ہر چہ خدا تعالی از ضرر و نفع عباد بخواہد رد
آن ہیچکس نمیتواند کرد بدلیل قول وی تعالی و ان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ہو و ان یردک بخیر فلا راد لفضلہ یصیب بہ
من یشاء من عبادہ و ہو الغفور الرحیم یعنے اگر برساند تو را خدا تعالے مشقتی و بلائی پس آنرا ہیچکس جز وی تعالی دور از تو نتواند کرد و اگر تو را خیر و نعمت
را ارادہ کند و بخواہد پس ہیچکس فضل او را رد کردن ہرگز نمی تواند داد تعالے سبحانہ میرساند خیر و شر را بہر کہ بخواہد از بندگان خود و اوست بسیار آمرزندہ
و بخشایندہ و بدلیل قول وی علیہ السلام اللہم لا مانع لما اعطیت و لا معطی لما منعت و لا راد لما قضیت و لا ینفع ذا الجد منک الجد
خدایا نیست ہیچکس باز دارندہ چیزی را کہ تو میدہی و نیست ہیچکس دہندہ چیزی را کہ تو باز داری و نیست ہیچکس دور کنندہ چیزی را کہ تو حکم کردی و ہرگز نمی پرواکند بخشیدہ
مال او تو بخت او انتہی دیکھئے غیر کو نفع و نقصان پہنچانیکا تو کیا ذکر بلکہ پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے نفس کے نفع و نقصان پر قدرت نہین رکھتے
ہین کرکے لکھا ہے فرقہ نوابیہ کی کیسی حماقت و بے دینی ہے کہ تقویۃ الایمان مین بھی یہی آیت مذکور ہوئی ہے سو اُسکے مصنف کو منکر رسول مقبول

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جانتے ہین اور سلمی کو برا مسلمان بلکہ اپنا مجتہد سمجھتے ہین اور ایک سو سین تیسوین صفحہ مین لکھا ہے درود داشتن این بزرگان اعتقاد با ایشان و تعظیم و تکریم کردن این حضرات باغراض نفسانیہ و بطمع حصول مقاصد دنیویہ کہ مطمح نظر اکثر عوام ہمین ست جہالت مفرطہ و کما باشد و ہر کہ از ایشان طلب قضای حاجت قصد بالذات داشتہ باشد و تعظیم و تکریم ایشان ہمین قصد کند در شرک ہیچ شکی نبود و ہر موحد را احتراز ازین واجب ست زیرا کہ اثبات تصرف و تاثیر مر ایشان را درین قصد و فعل بالذات لازم میآید و این شرک اعتقادی و فعلی ست انتہی ایک سو اٹھائیسوین صفحہ مین لکھا ہے اعانت بالذات مر خدا راست تعالی شانہ کہ مر او راست قدرت کاملہ بالذات و تصرف و تاثیر در ممکنات ہر کہ مستعان فی الحقیقہ و استعانت از غیر او باین وجہ شرک بود نہ از راہ توسل انتہی اور چورانوے صفحہ مین مرقوم ہے باید دانست کہ تصرف و تاثیر در ہمہ چیز ہا ہمہ چیز مر خدا را بالذات بنا بر آنکہ قدرت ذاتی ازلی مر او راست و تصرفات و تاثیرات اسباب متوسطہ از خلق اوست بر سبیل جریان عادت انتہی کیون یارو اب تو تمکو حقیقت خوب معلوم ہو گئی اور سچی بات تمہا پر صاف کھل پڑی اگر تم حق کے تابع ہو غیرت و حمیت دین کی رکھتے ہو تو ان اعتراض کرنیوالون کو جو اپنے اس عقیدہ بد کے رو سے مشرک بن جاتے ہین اور مومنو نکو کافر کہتے ہین پیغمبر السلام علیک یا علیکم السلام نہ کہینگے اور سارے مرحوم اہل اسلام کے ان کے ساتھ موقوف کرینگے کیونکہ الحب للہ والبغض للہ اور کہتے ہین کہ برا صاحب جو بلا واسطہ اللہ تعالے سے فیض پاکرکے بولتے ہین سو صریح کفر ہے کیونکہ انکار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے کا ہے یا رد ہے عالمان اور مشایخ جو اسقدر شتر بے مہار ہو گئے ہین سو معلوم ہوا کہ وے لوگ نہ تفسیر حدیث اور عقاید فقہ خوب جانتے ہین نہ علم تصوف سے کچھ بہرہ رکھتے ہین صرف بے گمرے ہین ناحق علم و شیخی کا دعوی کر رہے ہین چھوٹا منہہ بڑی بات اور ہر بات مین ایک حماقت کا اعتراض کر بیٹھتے ہین اور اپنے عقب نون سے کچھ خوف نہین رکھتے کہ یہ بات صوفیہ کرام اور اولیائے عظام کے یہان ثابت ہے اور اپنی کتابون مین بھی صاف بیان کر چکے ہین چنانچہ چند اکابرون کے قولان بطور مشتے نمونہ از خروار لکھتا ہون مولانا عبد العلی قدس سرہ شرح منار کے خطبہ مین لکھتے ہین اونکی عبارت اینست کسانیکہ بر جادہ محمدی مستقیم باشند و بچنین مرتبہ رسیدہ باشند بوساطت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اخبار از اللہ تعالی بشنوند و اسرار دینیہ از اللہ تعالی بگیرند و واسطہ میان ایشان و میان اللہ تعالی برخیزد انتہی اور تبیان وجیہ الدین علوی رسالہ حقیقت محمدیہ مین لکھتے ہین قطب العالم یستفیض من اللہ تعالی بلا واسطۃ یعنے قطب بیکا فیض پاتا ہے اللہ تعالے سے بغیر واسطے کے انتہی اور عارف ربانی شیخ فرید الدین عطار تذکرۃ الاولیا مین ابو حفص حداد کے احوال مین لکھتے ہین کہ معلم و استاد من او بلا واسطہ حق تعالی بود انتہی اور وحید العصر فرید الدہر امام العلامہ بحر الفہامہ عبد السلام الغانمی المقدسی کتاب حل رموز کے لکھتے ہین ان العلم علمان علم باللسان علم بالقلوب واما علم اللسان فہو حجۃ اللہ تعالی علی العباد اما علم القلب فہو تلقین من اللہ تعالی بلا واسطۃ ملک ولا سفارۃ رسول یعنے تحقیق علم دو قسم ہے ایک علم لسانی دوسرا علم قلبی لیکن علم لسانی پس وہ حجت اللہ تعالی کی ہے بندون پر اسکے اور علم قلبی پس تلقین و تعلیم ہے اللہ تعالی سے بغیر واسطے فرشتے کے اور ایلچی گری رسول کے انتہی اور مختصر فتوحات مکیہ کے تین سو چھیانوین باب مین لکھا ہے لکل مخلوق وجہ خاص بینہ وبین اللہ منہ یاخذ العلم والادب وہو الذی اشار الیہ الخضر بقولہ لموسی علیہ السلام انا علی علم علمنیہ اللہ لا تعلمہ انت لانہ کان من العلم الذی اخذہ من الوجہ الخاص وذلک الوجہ لا یطلع علیہ نبی مرسل ولا ملک مقرب وغایۃ العنایۃ الربانیۃ ان توقف العبد المقرب علی وجہ الخاص لہ لا علی وجہ غیرہ فعلی ذلک الوجہ علم اللہ من عبادہ علما وادبا کثیرۃ یعنے ہر مخلوق کو ایک وجہ خاص ہے درمیانے اسکے اور اللہ تعالی کے جو اوس وجہ سے علم و ادب کو پاتا ہے اور اسی وجہ کی طرف خضر علیہ السلام اشارہ کئے جو موسی علیہ السلام کو فرمائے کہ مین اس علم پر ہون جو اللہ تعالی مجھے تعلیم کیا ہے جسکو تو نہین جانتا ہے اسلئے کہ وہ اس علم سے تھا جسکو وجہ خاص سے اخذ کیا ہون اور اوس وجہ پر نہ نبی مرسل مطلع ہے اور نہ فرشتہ مقرب اور نہایت عنایت الہی کی واقف کرواتی ہے بندہ مقرب کو بسبب اوس وجہ کے جو خاص ہے ساتھ اسکے نہ بسبب غیر اس وجہ کے اور اسی وجہ سے تعلیم کیا ہے اللہ تعالے

فائدہ بلا واسطہ فیض پانیکا بیان

اپنے بندوں کو علماء اور اولیاء سے بہت انتہی اور اسی کتاب کے چودھویں باب ۵۴ مین مرقوم ہی ما تمیز اھل اللہ تعالی الا باخذھم العلم عن اللہ بلا واسطۃ مخلوق

وذلک لا تشریع فیہ ولا احکام فھم حفاظ حال النبوۃ کما ان العلماء حفاظ الاحکام النبویۃ من الحلال والحرام یعنے تمیز نہین پا اہل اللہ مگر حاصل

کرنے سے علم کیتین اللہ تعالی سے بلا واسطہ مخلوق کے اور اُس لینے مین نہ شرع ہی نہ احکام یعنے یہ لوگ محافظان ہین حال نبوی کے جیسا کہ علما محافظان ہین

احکام نبویہ کے حلال و حرام سے انتہی اور شیخ کبیر صدر الدین قونوی شرح اربعین مین لکھے ہین من ارتباط الموجودات بالحق ثابت من جھتین احدھما

من جھۃ سلسلۃ الوسایط والاخری جھۃ لا واسطۃ فیھا بینھا وبین ربھا وھی جھۃ معیۃ الحق ولا ینفتح ذلک الباب بحیث یاخذ

وامنہ عن اللہ بلا واسطۃ الا للندر من الانبیاء والاولیاء واکابر المحققین ویسمون ھذہ الجھۃ بالوجہ الخاص یعنے تحقیق کہ ارتباط موجودات

کا حق تعالے کے ساتھ دو جہت سے ثابت ہی ایک اُن دونو کی یہہ کہ واسطون کے سبب سے ہووے دوسری یہہ کہ بے واسطہ ہے اس ارتباط مین درمیانے موجودات کے اور

رب العالمین کے اور یہہ جہت معیت حق کے ہی اور نہین کھلتا ہی یہہ دروازہ ایسا کہ لیوین اس دروازے سے فیض کو اللہ تعالی سے بغیر واسطے کے مگر کھلتا ہی در

لوگون پر نبیون اور ولیون اور بڑے محققون سے ... رکھا گیا ہی اس جہت کا وجہ خاص کر کے انتہی شاید ان سب بزرگو نکو بھی منکر رسول کے جانکر کافر

کہینگے الٰہی تیری پناہ یا ر داگر یہ پیران نابالغ صوفیہ کرام کی کتابون سے نعمت لیتے اور استفاضہ بلا واسطہ کی حقیقت جو ایک سر عظیم ہی سمجھتے تو اسقدر گمراہ نہ ہوتے

اور لوگونمین اپنی رسوائی نکرلیتے اور اُس سید صحیح النسب جلیل القدر کی تکفیر مین زبان کھول کے اپنے فعل سے آپ عذاب الٰہی مین گرفتار نہوتے الٰہی توفیق توبہ کی

دے یہان ایک نادر بات سنئے کہ قاضی ثناء اللہ نے اسماء حسنی کی شرح مین لکھا ہی کہ اللہ تعالی باسط کے اسم کی اجازت دینا صحیح ہوا لیکن حضرت سید احمد

صاحب کہ جزو رسول ہوتے ہین اور جنکی سیادت مشہور ہی سو آنحضرت کا فیض پانا اللہ تعالی سے بلا واسطہ موجب انکار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوا اور

انکو خواب مین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خرما کھلانا بھی محض غلط اور سبب سبی کا ٹھہرا سچ ہی کہ فرقہ نوابیہ کے پاس جزو رسول مقبول کی عزت و حرمت اور قدر و

منزلت اسقدر کب متحقق ہی جو قاضی ثناء اللہ کا مرتبہ ثابت ہی اور سوائی اسکے کہتے ہین کہ سید احمد صاحب جو راہ نبوت پر چلکے دعوا کرتے ہین ... اُس سے

پایا گیا کہ درپردہ انکو نبی بنائے ہین یا روپے بد نفسانی اگرچہ ظاہر مین بصورت انسان ہین اور کچہ علم و ہنر بھی رکھتے ہین اور شیخی کا بھی بڑا دم مارتے ہین پر

حقیقت مین صرف الو کے پٹھے ہین الو باتان کیا کرتے ہین اور محض گمراہ ادھر ادھر بھٹکا کرتے کیونکہ اگر ان الوون کو راہ نبوت کی معنی کی فہم ہوتی تو اسقدر

گمراہ کیو نہوتے بھلا غور کیجئے کہ کہان راہ نبوت اور کہان ادعائے نبوت کہ زمین و آسمان کا تفاوت ہی عامی سب مسلمانونکو معلوم ہونیکے لئے حقیقت راہ نبوت

کی بڑے بڑے شیخونکی کتابون سے بطور نمونہ کے چند سند ان لکھتا ہون دیکھ لیجئے مکتوب چہل و ششم جلد دوم مکتوبات مجدد الف ثانی قدس سرہ بمولانا حمید بنگالی

صدور یافتہ در فضایل کلمہ طیبہ کہ متضمن طریقت و حقیقت و شریعت ست و در بیان آنکہ کمالات ولایت در جنب کمالات نبوت ہیچ مقدار نیست و در بیان آنکہ ولایت

را از شریعت چارہ نیست و ہمیشہ بشریعت مکلف ست و باطن گرفتار آن معاملہ و ما نیا بسبب آنکہ الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

این کلمہ طیبہ متضمن طریقت و حقیقت و شریعت است تا زمانیکہ سالک در مقام نفی ست در مرتبہ طریقت است و چون از نفی تمام فارغ شود و ماسوی از نظر او

منتفی گردد طریقت را تمام کردہ باشد و بمقام فنا رسیدہ بود و چون بعد از نفی در مقام اثبات آید و از سلوک بجذبہ گراید بمرتبہ حقیقت متحقق شدہ باشد و بہ بقا موصوف

گشتہ و باین نفی و اثبات و باین طریقت و حقیقت و باین فنا و بقا و باین سلوک و جذبہ اسم ولایت صادق میآید و نفس از امارگی بہ اطمینان میگراید و مزکی و مطہر میگردد

پس کمالات ولایت مربوطہ بجزو اول این کلمہ طیبہ گشت کہ نفی و اثبات ست باقی ماند جزو دوم این کلمہ مقدسہ کہ مثبت رسالت خاتم الرسل ست علیہ و علیہم الصلوۃ

والتسلیمات این جزو اخیر محصل و مکمل شریعت ست آنچہ در ابتدا و وسط از شریعت حاصل شدہ بود صورت شریعت بود و اسم و رسم او بود حصول حقیقت شریعت

درین موطن ست کہ ابتدا از حصول مرتبہ ولایت بحصول می پیوندد و کمالات نبوت کہ کمل تابعان را بہ تبعیت و وراثت انبیا علیہم الصلوۃ والتسلیمات حاصل

میگردد نیز درین موطن است طریقت و حقیقت کہ محصلان ولایت اند گویا شرایط اند از برای تحصیل حقیقت شریعت و تحصیل کمالات نبوت و ولایت را ہمچو طہارت باید دانست و شریعت را ہمچو صلوات در طریقت گویا ازالہ نجاست حقیقیہ است و در حقیقت ازالہ نجاست حکمیہ حدیثیہ تا بعد از طہارت کاملہ شایان ایتان احکام شرعیہ گردد و قابلیت ادای نماز کہ نہایت مراتب قربست و ستون دین است و معراج مومن است پیدا کند جزء اخیر این کلمہ مقدسہ را دریابی یا فتم بیکران کہ جزء اول در جنب آن قطرہ مینمود بلی کمالات ولایت را در جنب کمالات نبوت ہیچ مقداری نیست ذرہ را در جنب آفتاب مقدار چہ بود سبحان اللہ جمعی از کج بینی ولایت را از نبوت افضل دانستہ اند و شریعت را کہ لب لباب است پوست انگاشتہ چہ کنند نظر شان مقصور بر صورت شریعت است و از مغز جز پوست بدست نیاوردہ اند و نبوت را بعلت توجہ بخلق قاصر انگاشتہ اند و این توجہ را در رنگ توجہ عوام ناقص دانستہ ولایت را کہ توجہ بحق دارد جمیل و علاہ بر آن از جہت ترجیح دادہ اند و ولایت را افضل از نبوت گفتہ نمیدانند کہ در کمالات نبوت نیز در وقت عروج رو بحق است سبحانہ چنانچہ در مرتبہ ولایت بلکہ در مرتبہ ولایت صورت آن کمالات عروج حقیقت کہ در مقام نبوت حاصل است چنانکہ شمہ ازان ذکر خواہد یافت و در وقت نزول نبوت را در رنگ ولایت رو بخلق نیست اینقدر فرق است کہ در ولایت ظاہر متوجہ بخلق است و باطن با حق است سبحانہ و در نزول نبوت ظاہر و باطن متوجہ خلق است و بکلیت خود ایشان را بحق جل شانہ دعوت مینماید این نزول اتم و اکمل است از نزول ولایت چنانچہ در کتب و رسائل تحقیق این نمودہ است و این توجہ ایشان بخلق نہ در رنگ توجہ عوام است چنانچہ گمان بردہ اند بلکہ توجہ عوام بخلق از جہت گرفتاری ایشان است کہ بما سوی[3] چسپیدہ آن بزرگواران گرفتاری ما سوی را در اول قدم وداع نمودہ اند و گرفتاری بخالق خلق جل سلطانہ بجای آن گزیدہ بلکہ توجہ بخلق این بزرگواران را برای ہدایت و ارشاد است تا بخالق خلق جل سلطانہ ایشان را رہنمونی فرمایند و بمراضی مولای ایشان تعالی و تقدس دلالت نمایند و شک نیست کہ این قسم توجہ بخلق کہ مقصود ازان تخلیص ایشان است از رقیت ما سوی فاضلتر است ازان توجہی کہ برای نفس خود بحق نماید جل و علا مثلا شخصی بذکر الہی جل سلطانہ اشتغال دارد درین اثنا نابینائی پیدا شد کہ پیش راہ او چاہ است کہ اگر قدم دیگر بردارد در چاہ افتد درین صورت آن را ذکر گفتن بہتر است یا نابینا را از چاہ خلاص کردن بہتر شک نیست کہ تخلیص نابینا بہتر است از ذکر گفتن او چہ او تعالی غنی است ازو و از ذکر او و نابینا بندہ است محتاج کہ دفع ضرر از وی ضروری است علی الخصوص کہ این تخلیص مامور شود و این زمان تخلیص او ہم ذکر است کہ امتثال امر است از ذکر او ادای حق است کہ حق مولی باشد جل شانہ و در تخلیص کہ با مر واقع شود ادای دو حق است حق عبد و حق مولی تعالی بلکہ نزدیک است کہ ذکر گفتن درانوقت داخل ذنب نمودہ آید چہ ہمہ وقت ذکر گفتن مستحسن نیست و در بعضے اوقات ذکر نا گفتن مستحب است در ایام منہی و در اوقات مکروہہ روزہ نا داشتن و نماز نا گذاردن از روزہ داشتن و از نماز گذاردن بہتر است الخ اور شیخ ابو البرکات بخاری کتاب ہدایۃ السالکین میں لکھے ہیں اذا اتصف السالک بکمالات النبوۃ فقد کمل یعنے جب متصف ہو سالک کمالات نبوت سے تو تحقیق کامل ہوا انتہی اور امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیمیای سعادت میں جو خلاصہ احیاء العلوم کا ہی عنوان اول کے دربیان لکھے ہیں کہ اینہمہ تعلیم ریاضت و مجاہدات است تا دل صافی شود و از عادت خلق و شہوت دنیا و از مشغلہ محسوسات و راہ صوفیان اینست و این راہ نبوت است انتہی اور ابراہیم شطاری رحمۃ اللہ علیہ شرح جام جہان نما میں لکھے ہیں و مخفی نیست ولایت باطن نبوت است و نبوت ظاہر ولایت پس ولایت لازم نبوت است یعنے بے ولایت نبوت ظاہر نمیشود چراکہ ولایت قرب حق است تا نبی را قرب حق نباشد معجزہ کہ اثر قدرت مطلق است از وی ظاہر نگردد و فیض مطلق را بخلق مقید رسانیدن نتواند و خلق مقید بحق مطلق نرسد چراکہ میان حق و خلق واسطہ نبی است در ہر عصر و در ہر دوری اگر آن واسطہ درمیان نباشد مقید بمطلق ہرگز نرسد پوشیدہ نیست نبوت واسطہ و برزخ است میان رسالت و ولایت و چون نبوت مشتق از انبا است و انبا اخبار است از حقایق الہی یعنے معرفت ذات و صفات و اسما و افعال و این اخبار بر دو قسم است یکی اخبار از معرفت ذات و صفات و اسما و این مخصوص بولایت مطلق است خواہ از نبی ظہور آید خواہ از ولی غیر نبی و دوم جمیع اخبارات مذکورہ با تبلیغ

[3] از بدن و نور و اعضای حواس کیانند و نواسطہ گرفتاری علی الاتصال ۱۲

احکام شرعیہ و تادیب باخلاق و تعلیم حکمت مرضیہ و قیام سیاست و این مخصوص برسالت است و این را نبوت تشریعی می‌نامند و اول را نبوت تعریفی خوانند
و نبوت تشریعی مختتم بحضرت رسالت گشت فاما تعریفی کہ لازمۂ ولایت مطلق است باقی است تا دور خاتم ولایت کہ آن محمد مہدی است و ولایت اعم از نبوت و
رسالت است و نبوت عام از رسالت و اخص از ولایت زیراکہ ہر رسول کہ ہست البتہ نبی است و ہر نبی رسول نیست و ہر نبی ولی است و لازم نیست کہ ہر ولی نبی باشد
و این اسم ولی جاری بر بندگان حق میشود بسبب تخلق ایشان باخلاق الٰہی و تحقق بہای ذات و صفات و تحقق بہ بقا بعد الفنا و بصحو بعد المحو و ولایت عبارت است
از قیام بندہ بحق این دولت عظمیٰ و سعادت کبریٰ بآن تواند بود کہ حقتعالیٰ متولی بندہ شود و حافظ و ناصر او گردد تا او را بدین مرتبہ کہ نہایت مقام قرب و تمکین
است برساند و در اصطلاح این قوم ولی کسی را گویند کہ حق سبحانہ و تعالیٰ بحفظ خود او را از عصیان و مخالفت محفوظ و نگاہ دارد تا بنہایت ولایت کہ وصول بحق
است برساند باین معنی ولی فعیل بمعنی مفعول است و می تواند بود کہ ولی فعیل بمعنی فاعل باشد و پوشیدہ نیست کہ قول اکابر الولایۃ افضل من النبوۃ این
معنی دارد کہ ولایت نبی کہ جہت قرب ولی است باحق افضل و اعلیٰ از جہت نبوت او است کہ اخبار و انبای خلق است زیراکہ ولایت جہت حقایق ابدی است ہرگز
منقطع نمیشود و نبوت جہتے است نسبت باخلق و منقطع است پس ولایت نبی بلند تر از نبوت او است نہ آنکہ ولایت ولی کہ تابع نبی است اعلیٰ از نبی باشد زیراکہ
تابع در ان چیز کہ تابع است ہرگز بمتبوع نمیرسد اگر برسد پس تابع نباشد انتہیٰ اور شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کی کتاب فصوص میں اور اُسکے شرحوں میں کیفیت
اسکی تفصیل لکھکر ولایت کو مرتبۂ جمع اور نبوت کو مرتبۂ جمع الجمع اور فرق ثانی نام مقرر کئے ہیں اور گلشن راز اور اُسکی شرح میں بھی یہہ بیان مذکور ہے اور
شاہ وجیہ الدین گجراتی بھی اس مقدمہ کو حقیقت محمدی میں لکھے ہیں اور مولوی رفیع الدین نقشبندی قندھاری خلیفہ خواجہ رحمت اللہ کے رحمۃ اللہ
علیہما رسالہ میں ثمرات المکیہ کے کمال ولایت اور کمال نبوت کا بیان کرکے دو دایرہ لکھے ہیں یعنے ایک دایرہ ولایت کا دوسرا دایرہ کمالات نبوت کا اور سید
شاہ ابوالحسن ... اور سید عبداللطیف قادری ذوقی قدس سرہما اپنے رسالوں میں اس مقدمہ کو جیسا چاہئے ویسا حل فرمائے ہیں جا ہو تو اُن سب کتابوں
میں دیکھو اور کہتے ہیں یہہ ۲۷ کہ تقویۃ الایمان وغیرہ رسالوں میں جو آیات مذکور ہوئے ہیں سو کفار کی شان میں ہیں مسلمانوں کی شان میں نہیں یارو یہہ فقط اُن
کی جہالت ہی کیونکہ انکو اصول سے خبر ہوتی تو ایسا نکہتے دیکھئے قاعدۂ کلیہ اصولیہ ہی کہ العبرۃ لعموم اللفظ لا بخصوص السبب یعنے اعتبار عموم لفظ کو
ہی نہ خصوص سبب کو ہی انتہیٰ پس جو شخص ویسا کریگا سو اُنمیں داخل ہوویگا چنانچہ اس قاعدۂ کلیہ اصولیہ کے سند ان بحث شفاعت میں مذکور ہو چکے ہیں اور
کہتے ہیں یہہ ۲۸ کہ یہہ کتاب تقویۃ الایمان نہیں بلکہ تفویۃ الایمان یعنے ایمان لیجانیوالی ہی یارو ظاہر ہی کہ تقویۃ الایمان تو فقط آیات و احادیث ترجمے کے
ساتھ مرقوم ہیں اور اللہ جلشانہ قرآن کی شان میں فرمایا ہی کہ یضل بہ کثیرا و یہدی بہ کثیرا یعنے گمراہ کرتا ہی اُس سے بہتیرے اور راہ پر لاتا ہی اُس سے بہتیرے
اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے احادیث بمقتضای وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ کے وحی سے ہیں پس سچ ہی کہ جس نے اُن
آیتوں اور حدیثوں کو صحیح جانکر امنا و صدقنا کہا اور ہدایت پایا تو اسکے حقمیں تقویۃ الایمان ہی اور جس کسی نے اُن آیتوں اور حدیثوں میں جھوٹے تاویلات کرکے
بہکنے لگا اور اُنکو راست نجانکے گمراہ ہوا تو اُسکے حقمیں تفویۃ الایمان یعنے ایمان لیجانیوالی ہی قول خیر الزاد لیوم یب ۲۹ زاد و ایضا قال فی تقویۃ الایمان اور تیسری
بات یہہ کہ بعضے کام تعظیم کے اللہ نے اپنے لئے خاص کئے ہیں کہ انکو عبادت کہتے ہیں جیسے سجدہ اور رکوع کرنا اور ہاتھ باندھکر کھڑے رہنا اور نام پر مال
خرچ کرنا اور اُسکے نام کا روزہ رکھنا اور اُسکے گھر کیطرف دور دور سے قصد کرکے سفر کرنا اور ایسی صورت بنا کر چلنا کہ ہر کوئی جانلیوے کہ یہہ لوگ اُس گھر کی
زیارت کو جاتے ہیں اور رستے میں اس مالک کا نام پکارنا اور نامعقول باتیں کرنے سے اور شکار سے بچنا اسی قید سے وہاں جاکر طواف کرنا اور اس گھر کی طرف
سجدہ کرنا اور اُسکی طرف جانور لیجانے اور وہاں منتیں ماننی اور اُسپر غلاف ڈالنا اور اُسکی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہوکر دعا مانگنی اور التجا کرنی
اور دین دنیا کی مرادیں مانگنی اور ایک پتھر کو بوسہ دینا اور اُسکی دیوار سے اپنا منہہ اور چھاتی ملانا اور اُسکا غلاف پکڑکر دعا کرنی اور اُسکے گرد روشنی

کرنی اور اسکا مجاور بنکر اسکی خدمت مین مشغول رہنا جیسے جھاڑو دینی روشنی کرنی فرش بچھانا پانی پلانا وضو و غسل کا سامان لوگون کے لئے درست کرنا اور اسکے کوئی کے پانی کو تبرک سمجھکر پینا بدن پر ڈالنا آپس مین غایبون کے واسطے لیجانا رخصت ہوتے وقت الٹے پانون چلنا اور اسکے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا یعنے وہان شکار نکرنا درخت نہ کاٹنا گھاس نہ اکھاڑنا مواشی نہ چگانا یے سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لئے اپنے بندونکو بتلائے ہین پھر جو کوئی کسی پیر پیغمبر سے یا بھوت و پری سے یے معاملہ کرے یا کسیکی سچی یا جھوٹی قبر کو یا کسی کے تھان کو یا کسیکے چلّے کو یا کسیکے مکان کو یا کسیکے تبرک کو یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا اُنکے نام کا روزہ رکھے یا وہان ہاتھ باندھکر کھڑا ہووے التجا کرے مُرادین مانگے یا جانور چڑھاوے یا ایسے مکان مین دور دور سے قصد کرکے جاوے یا وہان روشنی کرے غلاف ڈالے چادر چڑھاوے اُن کے نام کی چھڑی کھڑی کرے اُنکی قبر کو بوسہ دیوے مورچھل جھلے اُسپر شامیانہ کھڑا کرے رخصت ہونیکے وقت الٹے پانون چلے چوکھٹ کو بوسہ دیوے ان مجاور بنکر بیٹھے ایسے مقامون کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے اور ایسی قسم کی باتین کرے سو اُسپر شرک ثابت ہوتا ہی اسکو اشراک فی العبادت کہتے ہین انتہی ازان معلوم شد کہ رفتن برای زیارت قبر مکرم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم از اماکن بعیدہ و دست بستہ ایستادن در مواجہہ شریف و استمداد خواستن از جناب قدس صید کردن جانوران مدینہ طیبہ و نبریدن کاہ و درخت آن بقوہ منیف و آب بار ماثورہ را تبرک دانستہ نوشیدن و برای غایبین بردن نیز شرک فی العبادت ست و ظاہر ست کہ امور مسطورہ ایمۂ دین و علمای مجتہدین از افضل قربات دانستہ اند و خصم را بر منع آن ہیچ دلیلی قوی یا ضعیف نیست از آیۂ کریمہ واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا الآیہ اصلا این منع فہمیدہ نمی شود چنانچہ مزعوم اوست انتہی تمام ہوا بیان سے یورپ نژاد کا قول مایہ وسیع ہی کہ تقویۃ الایمان مین یہہ عبارت ستر ہوین صفحے سے انیسوین صفحہ تک مرقوم ہی لیکن یورپ نژاد نے اپنے کرکے کہے کی پاس سے تقویۃ الایمان کے مصنف پر تکفیر ثابت کرنیکے لئے اس مقام مین ایک دغای عظیم کیا ہی اور نرا داؤ کھیلا ہی کہ تقویۃ الایمان کی عبارت مذکورہ کے مابعد کے فقرے کو جو حاصل اس تمام عبارت کا ہی مذکور نہین کیا چنانچہ وہ فقرہ یہہ ہی یعنے اللہ کی سی تعظیم کسی اور کی کرے انتہی جاہو تو دیکھہ لیجئے اب ظاہر ہی کہ اُن سب باتو نمین سے ایک بات رسول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت کا سفر بھی ہی سو اس زیارت کا سفر اللہ جلشانہ کی تعظیم کے سرکیا کرنا یعنے مثل حج سمجھکے دور دور سے ویسی صورت سے جانا کسی مذہب مین روا نہین دوسرے انبیا اور اولیا کا تو کیا ذکر بلکہ مدینے کے رہنے والے شخص کو جو ہر روز قبر شریف کی زیارت کرتا تھا سو اُسکو امام زین العابدین رضی اللہ عنہ منع فرماتے ہین چنانچہ وفاء الوفا فی اخبار دار المصطفی مین مرقوم ہی روی القاضی اسمٰعیل فی فصل الصلواۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فانتہرہ علی بن الحسین فقال لہ علی ابن الحسین ما یحملک علی ھذا قال احب التسلیم علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال لہ علی بن الحسین ھل لک ان احدثک حدیثا قال نعم قال لہ علی بن الحسین اخبرنی ابی عن جدی انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تجعلوا قبری عیدا الحدیث یعنے روایت کئے قاضی اسمٰعیل فصل صلوۃ علی النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اپنی سند سے امام زین العابدین تک کہ ایک شخص ہر روز آتا او پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کرتا تھا جھڑکے اسکو امام زین العابدین کیا چیز تجکو اس بات پر لائی ہی کہا کہ مین دوست رکھتا ہون رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجنے کو پس فرمائے اُسکو امام کیا تیرے لئے کہو نمین ایک حدیث کہا کہ ہان فرمائے اس سے امام زین العابدین کہ خبر دئے مجکو میرے باپ میرے دادا سے کہ وہ کہے کہ فرمائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میری قبر کو عید مت بناو انتہی بھلا اب اس تمام عبارت مذکورہ سے نفس زیارت قبر مکرم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کہان پایا گیا جو یے بدنفسان از سعقدر بدنفسی کر گذرے اور عقل کے رو سے بھی کوئی شعور مند مومن تقویۃ الایمان کے مصنف کو منکر زیارت آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہین سمجھیگا کیونکہ ظاہر ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت احادیث سے ثابت ہی تسپر وہ مصنف خود محدث تھا اور کتاب و سنت

[حاشیہ: باسنادہ الی علی بن الحسین بن علی علیہم السلام ان رجلا کان یاتی]

کی پیروی کے لئے یہہ کچہ تاکید لکھا ہے اور ہر بات کی اثبات مین آیت وحدیث کو سند گردانتا ہے اور اتباع سنت کا دم مارتے جانسے بھی گندا باوجود اسکے وہ شخص رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا منکر کیونکر ہوسکے اور اگر اسکو شرک جانتا تو سات سو مومن سمیت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو جاکے مشرف کیون ہوتا جو عالم پر مشہور ہے مگر نوابیہ فرقے والے اس بات کی رد مین سخن سازی کرتے ہین کہ اسکا زیارت کرنا محض تقیہ تھا افسوس یہہ فرقۂ نوابیہ اس سخن سازی سے بھی اپنے قول سے آپ ملزم ہوتا ہے کیونکہ خود ہی دعوا کرتے ہین کہ اُسنے تقویۃ الایمان کی اُس عبارت مین رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو جانیکے لئے صاف منع لکھا ہے پس اب ہی منصفو اس صورتمین اس مصنف کے تقیہ کرنیکا اُنکا دعوا جھوٹھ ہوا اور اگر تقیہ سچ ہو تو منع زیارت کا دعوا جعلی ہے اسلئے کہ ادنا شعور والے پر روشن ہے کہ تقیہ کرنیوالا اپنے عقیدہ کو صاف ظاہر نکریگا اور جب صاف ظاہر کیا تو پھر اُسکا تقیہ نکریگا اور بعضے اور ہی حماقت کی سخن سازی کرتے ہین کہ اصل مین اُسکا جانا محض مدینے کی مسجد کو تھا اور زیارت قبر شریف اُسکے ضمن مین تھی یارو سبحان اللہ اگر یہہ گمان اُن بدگمانون کا راست ہے تو تمامی سلف اور خلف کے زایرون پر بھی یہی گمان صادق آتا ہے کچہ تخصیص اُسکی مصنف پر تقویۃ الایمان کے نہین ہوسکتی پس سلف اور خلف کے زایران بھی سب کے سب منکر زیارت قبر شریف صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوئے ؎ شادم کہ از رقیبان دامن افشان گذشتی ؛ گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد ؛ اور اب چند سندین بطور نمونہ کے اللہ کی تعظیم کسی اور کی نکرنیکے باب مین لکھہ دیتا ہون دیکھہ بوجھ لیجئے کہ شیخ عبد الحق دہلوی شرح مشکات کے باب الکبائر وعلامات النفاق کے فصل اول مین لکھتے ہین عن عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت است از عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رجل گفت عبد اللہ بن مسعود کہ گفت مردی یا رسول اللہ ای الذنب اکبر عند اللہ کدام گناہ بزرگتر است وبدتر است نزد خداوند تعالی قال ان تدعو اللہ ندا وھو خلقک فرمود بزرگترین گناہان کہ بالاتر از وگناہی نیست اینست کہ بگردانی مر پروردگار عالم را مانند وہمتا وحال آنکہ تو میدانی کہ وی پیدا کردہ ترا واگر نمیدانی فکر کن وبدانکہ پیدا کنندہ جز یکذات تشایہ تعالی کبریائہ وند بکسر نون مانند شخص در ذات وصفات کہ مخالف بود او را در افعال واحکام وضد مخالف غیر مانند وحقیقت الی را نہ ضد است ونہ ند وبت پرستان اگرچہ بتان را مانند خدا ومخالف او تعالی نمیدانند ونمیگویند و لیکن چون آنہارا می پرستند وتعظیم میکنند گویا مثل ومانند او میدانند واعتقاد دارند کہ ایشان را از عذاب خدا رہائی میدہند وبالجملہ شرک ۳ قسم است در وجود ودر خالقیت ودر عبادت انتہی اور بحر الرائق مین تشہد کی بحث کے بیچ مرقوم ہے ان التحیات العبادات القولیۃ والصلوۃ العبادات البدنیۃ والطیبات العبادات المالیہ فجمیع العبادات للہ تعالی لا یستحقہ غیرہ ولا یتقرب بشیء منہا الی ما سواہ یعنے التحیات زبان کی عبادتان ہین الصلوات بدن کی عبادتان ہین الطیبات مال خرچ کی عبادتان ہین سو یہ سب عبادتان اللہ ہی کے واسطے سزاوار ہین اسکے سوا کوئی ان عبادتونکا حقدار نہین اور کوئی عبادت اُن مین سے اللہ کے سوا کسی اور کے تقرب کے واسطے نکرنا اور امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ شفاء الاسقام مین لکھتے ہین ومن بالغ فی تعظیم النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بانواع التعظیم فلم یبلغ بہ ما یختص بالباری تعالی فقد اصاب الحق وحافظ علی جانب الربوبیۃ والرسالۃ جمیعا وذلک ھو القول الذی لا افراط فیہ ولا تفریط یعنے جو شخص کہ مبالغہ کیا تعظیم مین رسول مقبول کے جس انواع کی تعظیم سے اور نہ پہنچایا اس مبالغہ کو اُس چیز تک جو باری تعالی کی تعظیم کے لئے مخصوص ہے پس تحقیق پایا اُسنے حق کو اور نگاہ رکھا اُسنے جانب ربوبیت اور جانب رسالت دونو کو اور یہہ افراط ہے کہ جسمین افراط وتفریط نہین انتہی اور امام العلامہ ابن القیم زاد المعاد مین لکھتے ہین والمقصود ان النفوس الجاہلیۃ الضالۃ اسقطت عبودیۃ اللہ سبحانہ واشرکت فیہا من یعظمہ من الخلق فسجدت لغیر اللہ ورکعت لہ وقامت بین یدیہ قیام الصلوۃ وحلفت بغیرہ ونذرت لغیرہ وذبحت لغیرہ وطافت بغیر بیتہ وعظمتہ بالحب والخوف والرجاء والطاعۃ کما یعظم الخالق وسوت من تعبدہ من المخلوقین برب العالمین وھولاء ھم المضادون لدعوۃ الرسل وھم الذین بربھم یعدلون وھم الذین قال تعالی فیہم ومن الناس من یتخذ من دون اللہ اندادا یحبونہم کحب اللہ وھذا کلہ من الشرک وان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ یعنے مقصود اس بات کا یہہ ہے کہ نفسان جاہلیت کے بھرے ہوئے گمراہان اللہ سبحانہ کی بندگی کو چھوڑ دیکر خلق اللہ مین سے جنکی بڑائی مانتے تھے سو اُسکو اس بندگی مین شریک کردئے تو غیر کو سجدہ کرنے اور رکوع کرنے اور قیام کرنے لگے جیسا نماز

ہین قیام کرتے ہین اور قسم کھانے لگے غیر پر اور نذر کرنے لگے غیر کی اور ذبح کرنے لگے غیر کے واسطے اور اللہ کے غیر کے مکانون کے آس پاس پھرنے لگے اور تبرک ماننے لگے اُنسکے غیر کو
محبت اور ڈر اور امید اور فرمان برداری کے ساتھ جیسا تبرک مانتے ہین خالق کو اور ہین مخلوقون کو کہ آپ پوجتے ہین سو انکو رب العالمین کے برابر ٹھہرائے
ہین اور وہی لوگ رسولونکی دعوت کے خلاف پر ہین اور وہی لوگ اپنی رب کے ساتھ دوسریکو برابر کرتے ہین اور وہی لوگ وہ ہین جو فرمایا اللہ تعالی نے
اُنکے حقمین ومن الناس من یتخذ من دون اللہ انداداً یحبونھم کحب اللہ وھذا اکثر من الشرک وان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ یعنے اور بعضے لوگ
ٹھہراتے ہین اللہ کے غیر کو شریک یا ان اُسکے محبت رکھتے ہین انکی جیسی محبت اللہ کی اور یہہ سب شرک کی قسم سے ہے اور مقرر ہین نہین بخشتا اللہ تعالی یہہ کہ شریک ٹھہرایا
جاوے اسکا انتہی اور بعضے جو زیارت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باب مین کچھ کچھ بیان کئے ہین سو اُنکے حال مین ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ درۃ المضیہ
مین لکھے ہین وقد فرط ابن التیمیہ من الحنابلۃ حیث حرم السفر لزیارۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم کما افرط بعض الفضلاء حیث قال کون الزیارۃ قربۃ
معلومۃ من الدین بالضرورت وجاحدھا محکوم علیہ بالکفر یعنے تفریط کیا ابن تیمیہ حنبلیوں مین سے جو حرام کیا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت
کے سفر کو جیسا بعضے فاضلان افراط کئے ہین کہ دین کی ضروری عبادتون سے ہے اور منکر پر اُسکے کفر کا حکم کیا جاویگا انتہی پس اس سے صاف معلوم ہو گیا
کہ افراط وتفریط پر دونا روا ہی اور یورپ نژاد نے جو قصہ بلال رضی اللہ عنہ کا لکھا ہی سو غلط ہی چنانچہ ملا علی قاری درۃ المضیہ مین لکھے ہین کہ کہا
حافظ جلال الدین سیوطی نے ان قصۃ رحیل بلال ثم رجوعہ الی المدینۃ بعد رویتہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فی المنام واذانہ بھا وارتجاج المدینۃ بہ لا اصل لہ وھی بینۃ الوضع یعنے تحقیق قصہ بلال کے سفر کرنیکا مدینے سے اور پھر آنا اُنکا مدینے کو بعد دیکھنے اُنکے خواب مین رسول مقبول
کو اور اذان دینا اُنکا مدینے مین اور زلزلہ کرنا مدینے کا اُنکی اذان سے بے اصل بات ہی اور موضوع بنا اس قصے کا ظاہر ہی انتہی اور یورپ نژاد نے
جو ابن تیمیہ پر طعن تشنیع کیا ہی سو اُس بات سے ہمکو کچھ کام نہین کیونکہ مولانا محمد اسمعیل شہید کچھ اُسکا تابع نہ تھا لیکن دو تین بڑے علما مشاہیر اور مجتہدین جو
ابن تیمیہ کی شان وحقیقت لکھے ہین سو بطور نمونہ کے چند قولان لکھ دیتا ہون امام حافظ جلال الدین سیوطی ابن تیمیہ کو حکام اور حدیث کے علم مین
مجتہد مانتے ہین اور قطب الوقت امام شعراوی کتاب طبقات مین مناقب مین امام حافظ سیوطی کے یہہ لکھے ہین واما قبل السبکی فاجتمع الاجتہاد فی الا
حکام والحدیث لخلق منہم بن تیمیہ وابن دقیق العید والنواوی وقبلہ ابو شامہ وقبلہ ابن الصلاح واما قبلہ من المتقدمین فکثیر
جداً یعنے لیکن آگے سبکی کے بہت سے مجتہد ہوئے احکام اور حدیث مین سو اُنمین سے ہی ابن تیمیہ اور ابن دقیق العید اور نواوی اور آگے اُسکے ابو شامہ اور اُسکے
آگے ابن الصلاح مگر آگے ابن الصلاح کے متقدمون سے ایسے مجتہد ان بہت سے ہوے ہین انتہی اور زین الدین ابن نجیم بحر الرائق مین آب ستہ کے ذکر مین لکھے ہین سو
عبارت یہہ ہی کہ وقد بالغ الحافظ عالم المغرب ابو العباس ابن تیمیہ فی تضعیفہ ای حدیث القلتین واطال رحمہ اللہ تعالی الکلام بما لا یحتملہ
ھذا الموضع ولا یغیر الحافظ ما اخرجہ الدارقطنی عن سالم عن ابیہ لضعفہ انتہی اور علامہ شہیر عبد العظیم مکی حنفی اپنی کتاب قول السدید مین . .
بڑی تعریف وتوصیف ابن تیمیہ کی لکھے ہین سو مولوی محمد باقر آگاہ نے اُسکا ترجمہ اپنی کتاب ایقاظ النیام مین لکھا ہی امام کبیر مجتہد کوہ بلند وراسخ در علم رئیس
فقہا ومحدثین ابو العباس الشہیر بابن تیمیہ رحمۃ اللہ تعالی انتہی اور شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکات کے باب بیان الخمر ووعید شاربہا کے تیسری
فصل کے بیچ ذیل مین شرح حدیث ابن موسی اشعری کے جو ما ابالی شربت الخمر او عبدت ھذہ الساریۃ دون اللہ ہی شیخ امام علامہ ابو عبد اللہ محمد
بدر الدین زرکشی شافعی مصری کے سریکا ابو العباس ابن تیمیہ کے اقوال دو تین جگہہ بطور سند بیان کئے ہین دیکھلو پس معلوم ہوا کہ ابن تیمیہ ضال ومبتدع
نہین تھا بلکہ ایسا عالم تھا کہ اسکے قول کو سند وحجت لانا بڑے بڑے علما کے پاس درست تھا آپ انصاف شرط ہی کہ جب مولوی سید محمد علی صاحب
دامت برکاتہ وفیوضاتہ کی تکفیر بسبب تعریف کرنے عالم حقانی مولانا محمد اسمعیل شہید کے جسکو یہہ یورپ نژاد وغیرہ ابن تیمیہ کا پیرو فرض کر چکے ہین

۳۱ زیارت رسول مین جو افراط وتفریط کئے ہین سو اُسپر ملا علی قاری کا قول ۳ ۳۲ بلال رضی اللہ عنہ کے قصے کے غلط ہونیکا بیان ۳

ثابت ہوگئی تو امام سیوطی اور عبد العظیم کی حنفی اور زین الدین اور مولوی محمد باقر آگاہ اور امام محمد بدر الدین زرکشی شافعی اور شیخ عبد الحق دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ جو خود ابن تیمیہ کی تعریف و توصیف کئے ہیں اور اسکے اقوال کو سند گردانے ہیں سو سب کے سب بطریق اولیٰ کافر ہو گئے نعوذ باللہ منہا اور دست بستہ مواجہہ شریفین قیام کی صورت سے کھڑے رہنا ائمہ اربعہ کے پاس مستحب ہی کر کے جو لکھا ہے سو محض غلط ہے چنانچہ محمد بن اسمعیل یمنی کتاب تطہیر الاعتقاد عن ادران الالحاد مین لکھے ہیں العبادة البدنية كالقيام والركوع والسجود والصوم والطواف والمالية كاخراج جزء من المال امتثالا لامره مختصة بوجوبها فافراد الله تعالى بتوحيد العبادة لا يتم الا ان يكون الدعاء كله لله تعالى والنداء في الشدائد لا يكون الا لله وحده والاستعانة بالله وحده والتحوله وجميع انواع العبادات من الخضوع والقيام تذللا والركوع والسجود والطواف كله لا يكون الا لله ومن فعل ذلك لمخلوق من حي او ميت سواء كان ملكا او نبيا او وليا او شجرا او قبرا او جنيا فقد اشرك في العبادة وان اقر بالله وعبده یعنے عبادت جو بدن سے تعلق رکھتی ہے جیسا کھڑے رہنا تصویر کے مانند اور خم ہونا اور زمین پر سر دھرنا اور روزہ رکھنا اور آس پاس پھرنا اور وہ عبادت جو مال سے علاقہ رکھتی ہے جیسا کہ نکالنا اپنے مال سے اللہ کے حکم موافق خالص اللہ ہی کے واسطے ہے پس یگانہ جاننا اللہ تعالیٰ کو توحید عبادت مین کامل نہین ہوتا مگر جب کہ ہر دعا اللہ ہی سے مانگے اور مصیبتو نمین اللہ ہی کو پکارے اور یاری اللہ ہی سے چاہئے اور اللہ ہی کے واسطے ذبح کرے اور سب طرح کی عبادتان جیسے خضوع اور کھڑے رہنا ذلت و خواری کے ساتھ اور خم ہونا اور سجدہ کرنا اور تصدق ہونا مخصوص اللہ ہی کے واسطے ہے جب کوئی ان کامون سے ایک کام کریگا کسی مخلوق زندہ یا مردہ کے ساتھ خواہ وہ فرشتہ ہو یا پیغمبر ہو یا ولی ہو یا شیطان جھاڑ ہو یا قبر تو تحقیق اسنے شریک کیا عبادتمین اگرچہ وہ اقرار کرے اللہ کا اور بندگی بجا لاوے اسکی انتہی اور امام العلامہ ابن قیم زاد المعاد مین لکھے ہیں صح عنه صلى الله عليه وآله وسلم النهي عن القيام وهو جالس كما يعظم الاعاجم بعضها بعضا حتى منع من ذلك في الصلوة وامرهم اذا صلى جالسا ان يصلوا جلوسا وهم اصحاء لا عذر لهم لئلا يقوموا على راسه وهو جالس مع ان قيامهم لله فكيف اذا كان القيام تعظيما وعبودية لغيره یعنے اور صحیح ہوا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ منع فرمائے ہین کھڑے رہنے سے جب آپ بیٹھے ہون جیسا عجم والے ایک دوسرے کی بڑائی کے واسطے کیا کرتے ہین یہانتک کہ نماز مین بھی منع کئے ہین اور جب آپ نماز بیٹھکے کئے تھے تب حکم کئے تھے اصحاب کو بھی بیٹھکے ساتھ نماز پڑھین حالانکہ وے سب تندرست تھے کچھ عذر نہین رکھتے تھے یہہ اسواسطے تھا کہ آپ بیٹھے ہوئے اور سب پاس کھڑے ہو رہین باوجود اسکے کہ قیام انکو اللہ کے واسطے تھا پھر جب قیام اسکے غیر کی تعظیم اور بندگی کے لئے ہوگا سو کیونکر ہوگا انتہی اور امام محمد غزالی کیمیای سعادت کے تیسرے رکن کے نوین اصل مین لکھے ہین وعلی رضی اللہ عنہ میگوید کہ ہر کہ خواہد کہ دوزخی را ببیند گو در مردی نگر کہ نشستہ و دیگری در پیش وی بر پای استادہ انتہی اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ عین العلم کی شرح مین لکھے ہین ولا ينحني فان الانحناء مكروه كذا في المحيط والذخيرة ولانه تشبيه الركوع الذي هو ركن من اركان الصلوة فكما لا يجوز ان يسجد احد لاحد لا يجوز ان يركع وكذا القيام على هيئة الوقوف في الصلوة لحديث من سره ان يتمثل له الرجال قياما فليتبوء مقعده من النار رواه ابو داود والترمذي وحسنه وعن انس قلنا يا رسول الله اينحني بعضنا لبعض قال لا رواه الترمذي وحسنه وابن ماجه یعنے اور نہ جھکے کیونکہ تحقیق خم ہونا مکروہ ہے اسیطرح محیط اور ذخیرہ مین ہے اور اسواسطے کہ تحقیق انحنا مشابہت رکھتا ہے رکوع کے ساتھ جو وہ ایک رکن ہے ارکان سے نماز کے پس جیسا روا نہین ہے سجدہ کرنا کسیکا کسیکے واسطے اسیطرح روا نہین ہے رکوع کرنا کسیکا کسیکے لئے اور اسیطرح روا نہین کھڑے رہنا کسیکا کسیکے واسطے نماز مین کھڑے رہنے سریکا کیونکہ حدیث شریف ہے کہ جس شخص کو خوش آوے کہ تصویر کے طرح کھڑے رہین لوگ اسکے روبرو سو ٹھہر الیوے اپنا ٹھکانا دوزخ مین روایت کئے اسکو ابو داود اور ترمذی اور حسن کہا اسکو ترمذی نے اور روایت کئے انس کہ کہے ہم یا رسول اللہ یا جھکین بعضے ہمارے سے بعض کے لئے فرمائے کہ نہ جھکو روایت کئے اسکو ترمذی اور حسن کہا اسکو

خم ہو کر اور ابن ماجہ نے انس سے روایت کیا ہے کہ صدر کو جھکانے میں اختلاف ہے بعضوں کے پاس کوع پیٹھ کا جھکنا اور بعضوں کے نزدیک جھکنا گردن کا ہے بہرحال رکوع
خدمت ہی مخصوص خدا تعالیٰ کے لیے ہے پھر اسکے غیر کی تعظیم کے لیے بجا لاؤ گویا اسکو شریک کرنا ہے خدا کے ساتھ اور اسیطرح قیام کرنا قصد سے تعظیم کے اللہ ہی کے واسطے ہے
قال اللہ تعالیٰ وقوموا للہ قانتین یعنی اگر دوسرے کے واسطے اسکی تعظیم کے ارادہ سے کیا تو گویا شریک کیا اسکو خدا کے ساتھ تعظیم میں چنانچہ اسی لئے منع فرمائے رسول
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے رہنے سے کسیکے آگے اسکی تعظیم کے قصد سے اور ایسا ہی اصحابوں سے جو آداب محمدی سے ادب یافتہ تھے کسی ایک کا بھی حضور مبارک میں رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مثل ہونا اور نماز کی ہیئت سے آنحضرت کی تعظیم کے قصد سے کھڑے رہنا کسی جگہہ منقول نہیں ہوا اور شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ نے روضۂ
مقدسہ سے رخصت ہونیکے وقت الٹے پاؤں چلنے کے منع میں جذب القلوب کے سولھویں باب کے فصل وداع مسجد نبوی اور روضۂ مقدسہ مصطفوی کے بیچ لکھے ہیں کہ بعد از
ہمہ بحال تباکی و تحسر و تحزن بر مفارقت این حضرت شریفہ وداع این مقامات منیفہ الی آنکہ بپای پس رود بلکہ بر طریقی کہ معتاد مشی است برود و در زیارت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بپای پس رفتن را در وقت وداع از آداب نشمردہ اند بخلاف وداع بیت اللہ کہ سنت در آنجا در وقت وداع بپای پس رفتن است تا بیرون آید و تواند کہ
وجہ آن باشد کہ ماثور در وداع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ را زادہ اللہ تشریفا و تعظیما ہمچنین است و ہیچ جا نقل نکردہ اند کہ در حضور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب در وقت وداع اینچنین میکردند واللہ تعالیٰ اعلم انتہی پس اس سے ثابت ہوا کہ جس کام کو صحابہ نے کیا ہے ہم بھی اسکو کیا چاہئے اور یہہ بھی ثابت
ہو گیا کہ تعظیم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعد از وفات کے ویسی ہی ہے جو حالت حیات میں تھی اور نہیں پایا گیا کہ بعد از وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے کوئی ایک صحابہ سے بلکہ تابعین سے یا تبع تابعین سے جو اہل خیر القرون ہیں مواجہہ شریف میں دست بستہ نماز کی صورت سے کھڑے رہے ہوں اسی لیے
امام محمد غزالی وغیرہ مجتہدین لکھے ہیں کہ جو تعظیم کہ حیات میں کرتے تھے بعد از وفات کے بھی اسی قدر کیا چاہئے اور یورپ نژاد نے امام سبکی کی کتاب شفاء الاسقام کا قول
جو لانے خیر الزاد میں لایا ہے سو اسمیں بھی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا فرمودہ یہہ مذکور ہے کہ بتحقیق حرمت و تعظیم رسول اکرم بعد از وفات ہمچنان است کہ در حالت حیات
بود انتہی جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں آپکی تعظیم کے لئے حضور مقدس میں ایسا قیام نہیں کرتے تھے تو پھر بعد از وفات کے کسطرح کیا جاوے اور رسول
مقبول نے شدید فرما چکے ہیں اس شخص کے حق میں جو دوست رکھتا ہو سبھوں کے قیام کو پس البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد از وفات کے بھی کسیکے ایسے کھڑے رہنیکو دوست
نرکھینگے اور یہہ عالم حقانی پر ظاہر ہے کہ دست بستہ نماز کی ہیئت سے روضۂ مقدس پر کھڑے رہنے نہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور نہ رسول مقبول ارشاد کئے اور نہ تابعین اور
نہ ائمہ مجتہدین بھی ایسا کرنیکا حکم کئے پس اگر ایک دو شخص متاخرین سے اسکا جواز لکھدیوین تو ہم کو کچھ سند نہیں اگر مدعی یعنے یورپ نژاد اپنے دعوے کے موافق ائمہ اربعہ
سے سند ان رکھتا تھا تو پھر ان سندوں کو بیان کرنیکا مانع کون تھا اور جو یورپ نژاد ٣٥ لکھا ہے کہ تقویۃ الایمان کی عبارت مذکورہ سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ استمداد
چاہنا جناب اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی شرک فی العبادت ہے یا رو یہہ بات صرف بناوٹ اور فریب کی ہے کیونکہ ادنیٰ شعور مند پر ظاہر ہے کہ استمداد و
توسل ایک اور بات ہے اور دعا مانگنا اور التجا کرنا اور مرادیں مانگنا ایک اور بات ہے اور ان دونوں میں زمین و آسمان کا تفاوت ہے اس لیے کہ مراد مانگنا وغیرہ
حاجت طلبی ہے کہ یا فلان میری فلانی حاجت روا کر یا بر لا کر کے کہنا بلا واسطہ سے دعا مانگنا اور التجا کرنا اور مراد مانگنا اللہ ہی کے جناب میں مخصوص ہے اور
انکے غیر سے شرک اور استمداد و توسل کی صورت یہہ ہے کہ الٰہی میری فلانی حاجت بحرمت یا بطفیل یا بہ برکت فلان روا کر یا بر لا یا یہہ کہ زبان سے کہے اے فلان
حضرت میرے فلانے مقصد یا مراد یا حاجت کے لئے جناب باری تعالیٰ میں التجا کیجئے اب انصاف سے تقویۃ الایمان کی عبارت مذکورہ میں غور کیجئے کہ لفظ استمداد یا
توسل یا مدد کہاں مذکور ہے جو اسکو اشراک فی العبادت میں داخل کیا کہہ سکیں ہاں اسمیں صاف یہہ مرقوم ہے کہ دعا مانگنی اور التجا کرنی اور دین و دنیا
کی مرادیں مانگنی انتہی سو یہہ حاجت طلبی اللہ کے غیر سے کرنا شرک اجماعی ہے اور اسمیں کسیکو کلام کی طاقت نہیں اسلئے عاملی سکے سند ان مذکور نہیں کیا یا روزہ
مخفی رہے کہ یورپ نژاد نے کیا کھیل کھیلا ہے کہ گاڑ ڈھی اور شعبدہ بازی کے سر کیا مراد مانگنے وغیرہ کو استمداد و توسل کہہ کر تبلا احمقوں کو فریب دیتا ہے پر شعور مندوں کے

پاس اُسکا بھید کھوت جاتا ہے اب باقی رہا تمداد و توسل کا جواب سکو تو آگے بخوبی مذکور کر چکا ہون پھر یہان اُسکا اعادہ کرنا زاید ہے اور مدینہ منورہ کے جانورون کا شکار کرنا اور وہان کے درخت کا تنا اور گھاس کھاڑنا اگرچہ امام مالک اور شافعی اور احمد علیہم الرحمۃ کے نزدیک جایز نہین لیکن امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جایز ہے چنانچہ شرح شرعۃ الاسلام مین مرقوم ہے ذہب ابو حنیفۃ الی نفی حرم من المدینۃ وقال لا حرم لها بل هو کسائر البلاد یعنے گئے ہین ابو حنیفہ مدینہ کو حرم نہین ہونے پر اور کہے کہ حرم نہین اُسکو بلکہ وہ دوسرے شہرون کے سریکا ہی انتہی اور در المختار مین مرقوم ہے لا حرم للمدینۃ عندنا یعنے نہین ہے حرم واسطے مدینے کے ہمارے پاس یعنے حنفیہ کے نزدیک اور اس کتاب کے جو حاشیہ طحطاوی ہے سو اُسمین لکھا ہے اعلم انہ لیس للمدینۃ حرم عندنا فیجوز الاصطیاد فیہا وقطع اشجارہا یعنے جان کہ تحقیق نہیں ہے واسطے مدینے کے حرم ہمارے نزدیک پس جایز ہے شکار کرنا وہان کے جانورون کا اور کاتنا جہاڑونکا انتہی اور اسکے تحت مین اس بات پر بہت سے احادیث سند لایا ہے پس ظاہر ہے کہ جب حرم نہو تو حرم مکہ کے سریکا اُسکی تعظیم کے لیے وہانکے جانورون کو شکار نکرنا اور وہان کے درخت نہ کاتنا شرک ہو چکا اسی لیے تقویۃ الایمان کا مصنف جو حنفی تھا اپنے مذہب کے موافق لکھ دیا ہے اس بات سے کوئی نادان بھی یہہ گمان نہین کر سکتا کہ اُس مصنف نے مالکی اور شافعی اور حنبلی مذہب والون کو جو اپنے مذہب کے موافق عامل ہین مشرک جانا چنانچہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کوئی مومن بغیر عذر کے عمداً ایک وقت کی بھی نماز نہ پڑھے تو وہ کافر ہے سو اس بات سے حنفیہ اور شافعیہ مومنون کو جن سے نماز ایسی قضا ہوتی ہے کافر ماد الے کر کے نہین کہہ سکتے حقیقت یہہ ہے کہ تینون امام رحمۃ اللہ علیہم کے پاس مدینہ طیبہ کے جانورون کا شکار کرنا اور جہاڑ کا تنا وغیرہ جو جایز نہین سو کچھ اللہ کی سی تعظیم کیا چاہیئے کر کے نہین تھا مگر یہی کہ وے ائمہ اپنی تحقیقات مین اُسکو غیر جایز پاے تھے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جو مدینہ منورہ کے جانورونکو شکار کرنا اور درختون کو کاتنا جایز ہے سو کچھ تنقیص شان رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منظور نہین ہے مگر یہہ کہ از روے احادیث کے اس بات کو جایز پاے ہین چنانچہ کوئی صحابی مدینے مین ایک پرندہ شکار کر کے پالتے تھے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی منع نہین فرماتے تھے حالانکہ چارون مذہب برحق ہین پس کسیکا اعتراض کسی پر نہین ہو سکتا یا رو پورب تراد سے پوچھیے کہ مدینے کو حرم ہونا قوی دلیلون سے ثابت ہے یا نہین اگر کہے کہ ثابت ہے تو اُسکو پوچھیے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور اُنکے تابعین علما کو کیا کہتا ہے جو ایسے دلایل کو چھوڑ دیئے ہین اگر کہے کہ ثابت نہین تو عقل دیجیے کہ پھر یہہ بیہودہ جوش کسلیئے کرتا ہے اور اسیطرح اگر احادیث صحیحہ صریحہ غیر منسوخ سے حرم مدینہ ثابت ہے تو مولانا اسمعیل شہید اپنے مذہب کے موافق جو صراط المستقیم اور تقویۃ الایمان مین لکھ چکا ہے تابع ہے اگر ثابت نہین تو بیچارے شہید کی کیا تقصیر اور پورب تراد نے جو لکھا ہے کہ مدینہ منورہ کے کنوؤن کے پانی کو تبرکاً دیتا ہے پینا ان کنوؤن مین سے ایک بیر حاب ہے مدینے کے نزدیک اور وہ اہل مدینہ کے پاس زمزم کر کے مشہور ہے اور کہا گیا ہے کہ اس کنوئیکے پانی کو اطراف وجوانب کے لوگ زمزم مکہ کے سریکا لیجاتے تھے یا رو مدینے کے لوگ اور اُسکی اطراف کے باشندے یعنے بدوان اس کنوئیکے پانی کی تعظیم ایسی کرتے تھے کر کے کوئی لکھ دیا ہو تو ہمکو کچھ سند نہین ہو سکتی کہ عوام کے قول وفعل کو امور شرع مین سند نہین اگر اصحاب یا تابعین یا تبع تابعین سے یہہ کام صادر ہوا تھا کر کے کسی معتبر کتاب مین آیا ہو تو البتہ سندی بات تھی حالانکہ ایسا کسی کتاب مین مذکور نہین بلکہ اصحاب ایسے کام کرنیوالون کو زجر و منع فرماتے ہین سو مرقوم ہے چنانچہ روی ابن سعد قال اخبرنا عبد الوهاب بن عطا اخبرنا ابن عوف عن نافع قال کان الناس یاتون الشجرۃ التی یقال لها شجرۃ الرضوان فیصلون عندها فبلغ ذلک عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فاوعدهم فیها وامر بها فقطعت یعنے روایت کیے سعد کے بیتے کہ کہے خبر دیئے ہمکو عطا کے بیتے عبد الوہاب اور خبر دیئے ہمکو عوف کے بیتے نافع سے کہ کہے لوگ آتے تھے اس جہاڑ کے پاس جسکو شجرۃ الرضوان کہتے تھے اور نماز پڑھتے تھے اسکے نزدیک پھر یہہ بات پہنچی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو تو ڈرا ے اُن لوگون کو اور حکم کیے اس جہاڑ کے کاتنے کا پھر کٹ گیا انتہی اور مجالس الابرار مین بھی ایسا ہی لکھا ہے اور امام العلامہ ابن القیم کتاب زاد المعاد مین لکھے ہین سو اُسکا خلاصہ یہہ ہے کہ

اگر اللہ تعالےٰ نے کسی پیغمبر کو کسی مکان یا زمان میں فضیلت دیا ہو تو لازم نہیں آتا ہے کہ وہ زمان و مکان تمام زمانوں اور مکانوں سے افضل ہو اور تحقیق عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک جماعت کو کسی مکان میں جمع آئے ہوئے اور وہاں نماز کرتے ہوئے دیکھے تو پوچھے کہ سبب اس جمع ہونیکا کیا ہے کہنے لگے کہ یہہ مکان وہ ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں نماز پڑھتے تھے پس فرمائے عمر رضی اللہ عنہ آیا تم جانتے ہو یہہ بات کہ آثار پیغمبروں کو مسجدیں بناویں اور تعظیم اُسکی کریں حالانکہ تحقیق تمہارے آگے گذرے ہوے لوگ اسی سبب سے ہلاک ہوئے ہیں اور پھر ابن القیم لکھے ہیں کہ کوہ حرا کا غار پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عبادت گاہ اور جائے نزول جبرئیل علیہ السلام ہے اور سورۂ اقرأ بھی وہاں نازل ہوا ہے باوجود اسکے تمام اصحابوں سے ایک صحابی بھی اُس مکان کی تعظیم نکئے اور اسکو اپنا عبادت گاہ بنائے انتہی پس جب اصحاب جو عاشق رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شب و روز امت محمدی کو اعمال حسنہ نصیب ہونیکی سعی میں سرگرم تھے سو ایسے کام کرنیوالونکو جھڑکے اور منع کئے ہیں اور تابعین یا تبع تابعین یا ائمہ اربعہ سے بھی مستند نہیں پھر آج کنوون کی تعظیم اسقدر کرنا کیونکر جائز ہو سکے اللہ توفیق خیر دیوے اور سوا اسکے جب حنفیہ کے پاس مدینے کے واسطے حرم نہیں ہے تو پھر وہاں کے کنوئیکے پانی کو زمزم کے سریکا تبرکاً و تیمناً پینا یا لیجانا جائز نہوگا اور جو لکھا ہے کہ خصم را بر منع آن ہیچ دلیلی قوی یا ضعیف نیست انتہی کیون ایماندار و منصفو اب تو تم خوب دیکھ چکے کہ تقویۃ الایمان کی ہر بات پر دلائل قوی بلکہ اقوی گذر چکے اور اُن دلیلوں کو اچھی طور سے سمجھ بوجھ بھی لئے پھر اُس جھوٹھے اور فریبی کے حق میں توفیق خیر مانگو یا جو کہنا ہو سو کہو لیو یارو حقیقت یہہ ہے کہ سارے ہندوستان میں بزرگوں کی قبروں پر ایسے کام شرک و بدعت کے کیا کرتے ہیں خصوصاً حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ کی درگاہ میں کہ وہاں جانیکے وقت لوگ میلے کچیلے بن جاتے اور وہاں کے حوض میں کی مچھلی نہیں پکڑتے اور جانوروں کو شکار نہیں کرتے اور اُسکی اطراف کے جنگل کا ادب کرتے اور باقی سجدہ وغیرہ شرک و بدعت کے کام سب کرگذرتے جیسے کرناٹک میں قادر ولی قدس سرہٗ کی درگاہ کے معتقد اسکے کھانیکو اور بھوتی ہانڈی کی کھیر کو اور وہاں کے بڑے شمع کی گھی کو واسطے دفع امراض جاکر آنکھوں اور بدن کو ملتے اور پیتے اور دوسروں کے لئے ساتھ بھی لیجاتے اور سکندر باوری کے پانی سے تبرکاً و تیمناً بلکہ دفع امراض کے عقیدے سے نہاتے اور بعضے غائبوں کے واسطے بھی لیجاتے اور وہاں کے املی کے جھاڑ اور چلے کے پاس نذران رکھتے اور تسلیمان وغیرہ بیہودے حرکتان کرتے غرض شرک و بدعت کے سب کام کر گذرتے حتی کہ اس بستی کی تعظیم اسقدر کرتے کہ کعبہ شریف کے مقابلے میں ناگور کو بیتین ناگور شریف کہا کرتے ہیں اسلئے مولانا محمد اسمٰعیل شہید علیہ الرحمہ ہر یک مومن کا عقیدہ درست ہونیکے لئے ہندوستانی میں ایک رسالہ حق حق باتوں کا اختصار کے لحاظ سے بغیر بیان کرنے دوسری کتابوں کی سندوں کے فقط آیات و احادیث کی سندوں پر کہ جنکا انکار کوئی مومن نہیں کر سکتا اکتفا کر کے لکھدیا اور نام اُسکا تقویۃ الایمان رکھا اگر اُس شہید نے ان مولویوں کو ایسے کیش و فتنہ انگیز جانا تھا تو البتہ اس رسالہ کے ہر مقدمے کی اثبات پر مجتہدوں کی کتابوں سے بھی سیکڑون سند گذرانا تھا اور جو لکھا ہے کہ واز آیہ کریمہ واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا الآیہ اصلا این منع فہمیدہ نمی شود چنانچہ مزعوم اوست انتہی یارو منجملہ اور بہتان کے یہہ بھی ایک بہتان ہے کیونکہ اس آیت کی نص سے تقویۃ الایمان کے مصنف نے اُسکے منع کا دعوا کیا ہے جو یوں نے ایسا لکھا ہے مگر بات یہہ ہے کہ لوگ بزرگ قبروں کے پاس شرک و بدعت کے کام کیا کرتے ہیں لیکن قبر مکرم کے پاس ایسے کام شرک و بدعت کے نہیں ہو سکتے کیونکہ ظاہر میں تو خادمان وہاں کے تنبیہ کرتے ہیں اور حقیقت میں یہہ معجزہ ہے آنحضرت کی اس دعا کی قبولیت کا جو فرمائے ہیں اللّٰھم لا تجعل قبری وثنا یعبد الحدیث یعنے الٰہی مت کر وا قبر میری کیتین مانند اس وثن کے کہ پوجا جاتا ہے اور دوسری زیارتگاہوں میں جو شرک و بدعت ہوا کرتے ہیں سو اس باتیں مولانا شاہ عبد العزیز محدث قدس سرہ سورۂ بقرہ کی آیت وعھدنا الی ابراھیم و اسمٰعیل ان طھرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود کی تفسیر کے ذیل میں چار سو تریپن صفحے کے بیچ کیا خوب لکھے ہیں کہ اگر کسی از فاطر الٰہ معابد کفار تفتیش نماید کہ شعار ای چیزہا ای کہ مرید البتہ واضح خواہد شد کہ ایشان در غنتن این مکانات قصد تقرب بمخلوقی از مخلوقات خواہ جاونیہ یا شجرہ جسمانیہ می نمایند و از توجہ بذات خالق غافل محض اند این قسم مکانی کہ محض برای توجہ الی اللہ معین و مقرر باشد در قطار زمین غیر از خانہ کعبہ و صخرہ بیت المقدس یافتہ نمی شود ولہذا ہمین دو مکان را لیاقت قبلہ بودن حاصل شد پس آری معابد کفار اگر مناسبتی دارند با قبور و بیاد صلحا یا چلہ ہای ایشان دارند نہ با کعبہ و صخرہ بتستان بنہاد از ہمین

جا۔ واضح شد بتاکید بلیغ کہ در حدیث شریف در نہی از زیارت قبور از شد رحال بسوی موضع غیر از مساجد ثلثہ و از آنکہ قبور انبیا را مساجد ساختند وارد شد مدعا ہمین ست کہ درین عمل اکثر جہال را اعتقادی کہ مشرکین را در بزرگان خود بہم رسیدہ است بہم میرسد و توجہ الی اللہ صرف محض باقی نماند مگر در پردہ و حجاب آن ارواح و این قدر توجہ در آخرت کہ وقت ظہور صلاح و فساد و نفس انسانیہ است بکار نمی آید انتہی یا یہانتک اُن بدنفسوں کی حماقت و جہالت اور حسد و عناد اور ابلہ فریبی کے اعتراضوں اور اپنیانونکے جواب لکھا اب یہان سے ۳۹ شرک و بدعت کی باتان اور عظمت الٰہی کتاب تقویۃ الایمان وغیرہ مین مرقوم ہی سیر کا دوسری معتبر کتابونمین بھی موجود مین سونکو بطور مشتے نمونہ خروارے لکھدیتا ہون تاکسیعومن کو کسیطرح کا شک و شبہ نرہے اور توفیق عمل کی پاوے۔ ابن حجر مکی تحفہ مین لکھے ہین

ویحرم ملک الملوک لان ذلک لیس لغیر اللہ تعالی وکذا عبد النبی والکعبۃ او الدار او علی او الحسین لایہام التشریک یعنے حرام ہی کہنا کسیکو ملک الملوک اس لئے کہ یہ صفت نہین ہی اللہ تعالی کے غیر کو اور ایسا ہی عبد النبی یا عبد الکعبہ یا عبد الدار یا عبد العلی یا عبد الحسین بسبب وہم شرک کے انتہی اور ملا علی قاری مسلح الازہر مین لکھے ہین اما ما اشتہر من التسمیۃ بعبد النبی فظاہرہ کفر یعنے جو چیز کہ مشہور ہوئی نام رکھنے سے عبد النبی کرکے پس ظاہر اسکا کفر ہی انتہی اور شاہ ولی اللہ محدث قدس سرہٗ تفسیر فتح الرحمن مین لکھے ہین فلما آتٰہما صالحا جعلا لہ شرکاء فیما آتٰہما فتعالی اللہ عما یشرکون یس چون داد خدا تعالی ایشان را فرزند شایستہ مقرر کردند برای او شریکان در آنچہ داد او بایشان پس بلند قدر ست خدا از آنچہ شریک مقرر میکنند مترجم میگوید این تصویر ست حال آدمی را کہ نزدیک ثقل حمل نیت اخلاص درست کند و چون فرزند بوجود آید آنرا فراموش سازد و در تسمیہ اشراک کند و ازینجا ہفتہ شد کہ شرک در تسمیہ نوعی است از شرک چنانکہ اہل زمانہ ما غلام فلان و عبد فلان نام می نہند واللہ اعلم انتہی اور مولانا شاہ عبد العزیز محدث قدس سرہٗ سورہ بقرہ کی تفسیر کے ایک سو چونتیسوین صفحہ مین شرک کے انواع کی تفصیل مین لکھے ہین اینست تفصیل کسانیکہ در عبادت دیگران را ہمسر میکنند اما ہمسر کنندگان در غیر عبادت پس بسیار اند از انجملہ کسانیکہ در ذکر آن را با خدا ہمسر میکنند و نام دیگران را مانند نام خدا بطریق تقرب ذکر می نمایند و از انجملہ اند کسانیکہ در نام نہادن خود را بندۂ فلان و عبد فلان میگویند و این شرک در تسمیہ است و از انجملہ کسانیکہ در ذبح و نذر و قربانیہا با خدا دیگران را ہمسر میکنند انتہی اور شیخ عبد الحق محدث ترجمہ مشکوٰۃ شریف میں لکھے ہین و مسح نکند قبر را بدست و بوسہ ندہد آنرا و منحنی نشود و روی بخاک نمالد کہ این عادت نصاری است انتہی اور شیخ الاسلام کتاب کشف الغطا مین لکھے ہین دست نہ نہد بر قبر و مسح نکند و بوسہ ندہد و منحنی نشود و روی بخاک نمالد کہ این عادت نصاری است و مشایخ در منع آن تشدید بسیار دارند و آنچہ عوام مردم الآن میکنند از بدعتہای منکرہ است شرعاً بالجملہ شک نیست در بودن این امور بدعت زائدہ بیفائدہ و تعظیم صلحا باین چیزہا تعلق ندارد چنانکہ جہال فہمیدہ اند انتہی اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ دوسرے فقہا کے سرکا شرح عین العلم مین لکھے ہین ولا یمس ای القبر ولا التابوت ولا الجدار فورد بالنہی عن مثل ذلک لقبرہ علیہ السلام فکیف لقبور سائر الانام ولا یقبل فانہ زیادۃ علی المس فھو اولی بالنہی فالتقبیل مختص بالحجر الاسود و بایدی الانبیاء و العلماء و الصلحاء یعنے اور نہ چھووے قبر کو اور تابوت کو اور دیوار کو کیونکہ منع آئی ہی ایسے کام کرنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی قبر مکرم کے واسطے پھر کیونکر اور وں کی قبروں کو اور نہ بوسہ دیوین کیونکہ وہ چھونے سے بڑھکے ہی پس وہ زیادہ منع کے لائق ہی اور بوسہ دینا مخصوص ہی حجر اسود کو اور انبیا کے ہاتھون کو اور عالمون اور صالحون کے ہاتھون کو انتہی اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رسالہ مالابد منہ مین لکھے ہین سجدہ کردن برای قبور انبیا و اولیا و طواف نمودن و دعا از انہا خواستن و نذر برای ایشان قبول کردن حرام است بلکہ بعض چیزہا از ان بکفر میرساند انتہی اور شیخ عبد الحق محدث مدارج النبوۃ مین لکھے ہین بوسہ دادن قبر را و سجدہ کردن آنرا و کل نہادن حرام است و ممنوع و در بوسہ دادن قبر والدین روایت فقہیہ نقل میکنند و صحیح آنست کہ لایجوز است انتہی اور ایسا ہی عینی شرح بخاری مین لکھے ہین وکذلک ما یفعلہ اکثر الناس من وضع ما فیہ الرطوبۃ من الریاحین والبقول ونحوہما علی القبور لیس بشئ وانما السنۃ الغرز انتہی اور یہہ حدیث شریف شرح مشکوۃ مین ہی مر النبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم بقبرین فقال انہما لیعذبان فی

ص ۳۹۰ تقویۃ الایمان وغیرہ مین شرک و بدعت کی باتین اور عظمت الٰہی مرقوم ہی سیر کا دوسری کتابون مین بھی مذکور ہونیکا بیان

کبیر اما احدھما فکان لا یستبری من البول وفی روایۃ المسلم لا یستنزہ من البول واما الآخر فکان یمشی بالنمیمۃ ثم اخذ جریدۃ رطبۃ
فشقہا بنصفین ثم غرز فی کل قبر واحدۃ قالوا یا رسول اللہ لم صنعت ھذا فقال لعلہ ان یخفف عنہما ما لم ییبسا سو اسکے تحت مین شیخ عبد الحق
محدث قدس سرہ لکھتے ہین کہ تمسک کنند جماعۃ باین حدیث در انداختن سبزہ وگل وریحان بر قبور وخطابی کہ از ائمہ اہل علم وقدوۂ شراح حدیث ست این قول
را رد کردہ ست و انداختن سبزہ وگل را بر قبور تمسک باین حدیث انکار نمودہ وگفتہ کہ این سخن اصلے ندارد و در صدر اول نبود وبعضے گفتہ اند بنای این تحدید وتوقیت بر آن
ست کہ آن حضرت شفاعت خواست در تخفیف عذاب پس قبول کردہ شد از وی تا مدت خشک شدن آن شاخ وکل لفظ لعل ناظر است در ہمین وگرنہ گفتہ کہ در جرید
خاصیتی نیست در دفع عذاب ونہ بودن آن مگر ببرکت دست مبارک جناب انبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہی اور اوسی کتاب مین لکھے ہین لعنت کردہ است رسول خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کسانی را کہ میگیرند قبور را مسجد یعنے سجدہ برندگان بجانب قبور بقصد تعظیم چنانکہ گذشت وکسانی را کہ میگیرند چراغہا را بر قبور بقصد تعظیم نزد بعضے
حرام ست اگرچہ نہ بقصد تعظیم باشد از جہت اسراف وتضیع مال وبعضے گویند کہ اگر آنجا رہگذر مردم باشد یا در سایۂ چراغ کاری میکردہ باشند جایز ست درین صورت
چراغ گرفتن بجہت قبر نیست بلکہ بجہت کار دیگرست کہ قبر دران منظور نیست انتہی اور کتاب مجموع مین لکھا ہی استیلام القبور وتقبیلہا الذی یعملہ
العوام بدعۃ منکرۃ شرعا ینبغی تجنب فعلہ وینھی فاعلہ ثم نقل عن الخراسانیین انہ لا یقبلہ ولا یمسحہ ولا یمسہ فانہ عادۃ النصاری
مع صحۃ النہی عن تعظیم القبور یعنے قبرون کو تسلیم کرنا اور بوسہ دینا جو عوام کا عمل ہی سو بدعت منکرہ ہی از روی شرع کے لایق ہی اس فعل سے کنارہ
کرنا اور اسکے کرنیوالیکو منع کرنا پھر خراسان کے علماؤن سے نقل کیا ہی کہ قبر کو نہ بوسہ دینا اور نہ مسح کرنا اور نہ چھونا کیونکہ یہہ عادت ہی نصاری کی حالانکہ
قبرون کی تعظیم سے نہی ثابت ہی اور احیاء العلوم مین لکھا ہی المستحب فی زیارۃ القبور ان یقف مستدبر القبلۃ مستقبلا لوجہ المیت وان
یسلم علیہ ولا یمسح القبر ولا یقبلہ ولا یمسہ فان ذلک من عادت النصاری انتہی اور ایسا ہی عبد الحق محدث شرح مشکوۃ مین لکھتے ہین
واز جملہ آداب زیارت ست کہ روی بجانب قبر وپشت بجانب قبلہ مقابل روی میت بایستد وسلام دہد ومسح نکند قبر را بدست وبوسہ ندہد آنرا ومنحنی نشود ودر وی بخاک
نمالد کہ این عادت نصارے ست انتہی اور فتاوی فیروز شاہی مین لکھا ہی عوام کورہا نبود سر بر مقابر می نہند وبر مقابر گذرند این جملہ حرام ست انتہی اور
قاضی ہانریل اپنے فتوی مین جسپر اسلمی وغیرہ کی مہرین ہوئے ہین لکھا ہی ہمچنین غلاف وچادر پوشانیدن بر قبر وسایبان بستن بر دی نیست انتہی اور نصاب الاحتساب
مین لکھا ہی وتجصیص القبر غیر مشروع اصلا فی حق الرجال وبعد تسویۃ اللبن فی حق النساء ومر علی علیہ السلام بقبر رجل قد سجی فصما
یعنے اور قبر پر چادر اڑانا مشروع ہی بالکل مردون کے حقمین اور انیٹیان درست کیے بعد عورتون کے حق مین اور گذر کیے علی علیہ السلام قبر پر ایک شخص کے
جو اسپر چادر اڑاے تھے سو اسکو منع کیے انتہی اور ایسا ہی فتاوی مطالب المومنین مین بھی لکھا ہی اور رسالہ تحفۃ الموحدین مین لکھا ہی

فرمود رسول آن شکار راہ من نیز بر ادم شما راہ ٭ ہرگز نہ عبادتم نمائید ٭ نی غوث ونہ قطب انبیا را ٭ من مشکل خود نمی کشایم ٭ بر غیر اگر کجا ست
یارا ٭ طاقت نبود سوا ایزد ٭ درویش وفقیر واولیا را ٭ کار صلحا دعاست لیکن ٭ تبدیل نمیکنند قضا را ٭ جز حق نبود کہ دست گیرد ٭
مسکین وغریب بی نوا را ٭ حیوانات خدا بیش دیگر ٭ ہرگز نہ برید اجیرا را ٭ تو بندہ بندگان چرائی ٭ بگذاشتہ در خدا را ٭
حاجت طلبی بغیر مولا ٭ عیب ست غلام با وفا را ٭ فرمود خدا کہ غیر کرا ٭ نشنید کسی زکس ندا را ٭ فریاد کنید آن خدا را ٭
کان میشنود زتو دعا را ٭ تابوت ونشان وقبر وغیرہ ٭ این جملہ مثل سنگ خارا ٭ در قبر بود سوال اعمال ٭ پرسند نہ حال کربلا را ٭
صد حیف کہ عالمان این دہر ٭ کردند شعار خود دعا را ٭ قرآن وحدیث را بپوشند ٭ تبدیل کنند دعا را ٭ مشرک شدہ زاہد ومشایخ ٭
گیرند برای نذر ریا را ٭ گویند کسی است مرشد حق ٭ باید کہ کنید سجدہ ما را ٭ ای مومن پاک دین مسلمان ٭ گر خواستہ رہ رضا را ٭

قرآن وحدیث را البرینگ بگذارد کلام ماسوا را ۱۲ انتہی اور شاہ عبد العزیز سورۂ بقرہ کی تفسیر کے ایک سو تیئیسوین صفحہ مین تفصیل مین اشتراک فی العبادت کے انواع
کے لکھے ہین چہارم پیر پرستان گویند چون مرد بزرگی کہ بسبب کمال ریاضت و مجاہدہ مستجاب الدعوات و مقبول الشفاعت عند اللہ شدہ بود ازین جہان میگذرد روح او را توتی
عظیم و وسعتی بس فخیم بہم میرسد ہر کہ صورت او را برزخ سازد یا در مکان نشست و برخاست او یا گور او سجود و تذلل تمام نماید روح او بسبب وسعت و اطلاق بر آن مطلع شود و در
دنیا و آخرت در حق او شفاعت نماید انتہی اور طریقہ محمدیہ کا دشمن ازلی یعنی فرقۂ وہابیہ کا مجتہد ثانی اسلمی العامی یعنی سفینۃ النجات کے تین سو چونتیسوین صفحہ مین لکھا ہے یا مہ
و الست کہ ہر فعلی یا قصدی آن بجزم کہ مشعر باشد با نکار دین و استہزای او و احکام شریعت و استخفاف ہر چیز کہ تعظیمش از راہ دین و شرع واجب باشد منافی ایمان ست و
لہذا امارت کفر شمردہ میشود و از جملۂ اوست سجدہ کردن غیر خدا تعالی را از مخلوقات اگرچہ پیغمبر باشد یا قبر شریف ایشان و ہر چند کہ از جہت تعظیم و تحیت بود بدلیل قول او تعالی
لا تسجدوا للشمس و لا للقمر و اسجدوا للہ الذی خلقہن ان کنتم ایاہ تعبدون یعنی منہید جبہہ خود را بر زمین از بہر آفتاب و نہ از برای ماہ بلکہ بنہید سر و جبہہ خود را
بر زمین از غایت خشوع و تذلل در نماز و در سجدہای شرعیہ در پیشگاہ پروردگار عالم از بہر تعظیم وی تعالی کہ اوست مستحق اینچنین تعظیم زیرا کہ آفریدگار ہمہ موجودات است
از آسمانہا و زمین و ہر چہ در آنہاست از مہر و ماہ و جملہ کواکب و سیارگان و ہمہ ارواح و عقول و نفوس و جواہر و اجسام و موالید ہمہ پیش آفریدۂ اوست و بدلیل این خبر من سجد لغیر
آدم فقد کفر ہر کہ سجدہ کند آدمیان پس تحقیق کافر گردد پس سجدہ کردن عوام بر مرشدان خود یا بہ بستر خویش یا بہر کسی کہ تعظیمش واجب باشد چون ملوک بدتر کفر بود ہر چند کہ
بر زمین نرسد انتہی ظاہر ہے کہ جب تعظیم یا تحیہ کے لئے اپنے مرشدونکو اور اپنے بستر ونکو سجدہ کرنیوالے کافر ہوئے تو سجدہ لینے والے اور بستر کے سجدہ کی تعظیم دینے والے اور اسکی
اثبات پر ادعا کرنے والے اور بے اصل باتان مخالف قرآن و حدیث کے بیان کرنیوالے اور اسپر جھگڑنے والے بطریق اولے کافر ہوئے معاذ اللہ پس ایسے لوگون کے لکھے اور کہے اور
نشانیونکا مسلمانونکے پاس کب اعتبار ہے اور تین سو تہترین صفحہ سے چہترین صفحہ تک لکھا ہے ۵ فی المثل گر جہانیان خواہند ۱۲ کہ سر موی از جہان کا
۱۲ ورنہ باشد چنان ارادت او ۱۲ نتوان کاستن سری یک مو ۱۲ و علاوہ برین آنکہ ارتکاب معاصی کبایر و مخالفت شرعیہ اور آن رسوم و عادات سہل دست
می انگارند و ہیچ پروای آن نمیکنند و ہیچ باکی و ترسے از آن نمیدارند و حال آنکہ استخفاف معاصی و استحلال آن کفر ست و مقتضای ایمان خوف و خشیت خداست فی الجملہ
کہ الایمان بین الخوف و الرجاء قولیست ماثور و دلیلے است مشہور و این کلیہ را فروع فاسدہ بسیار اند و بیشمار کہ استیعاب آنہمہ درین رسالہ گنجایش ندارد بنا بر تمثیل چند جزئیات
را درینجا ذکر میکنیم مثلا رسوم نکاح کہ در ہند نزد اقوام ہر بلاد از آن بزیادت و نقصان برخی از رسوم چون امور واجبہ نزد ایشان باشند کہ اگر چیزی از آن ترک شود احیانا
و گزندی و آن بجنب اتفاق با ایشان رسد نسبت کنند آن را بترک آن رسم و معتقد شوند بآن و بار دیگر احتراز کنند از ترک آن و این اعتقاد فاسد ست اجدا ماخوذ و لذا اعتقاد کفار
و مخالف کتاب و سنت و اجماع امت چنانکہ خدا تعالی درین آیہ کریمہ میفرماید کہ مومن موحد چنین اعتقاد داشتن واجبست قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا ہو مولٰنا
و علی اللہ فلیتوکل المومنون یعنی ہرگز نخواہد رسید ما را گزندی جز آنکہ خدا تعالی نصیب ما کردہ است و در لوح محفوظ در حق ما نوشتہ از آن ہرگز تفاوت و تغیر نخواہد شد
اوست متصرف و موثر در خلق و ایجاد و احوال ما و اوست مددگار و ناصر ما بر وی توکل بکنند مومنین کہ مقتضای ایمان ہمین ست و شان مومنین چنین باشد و این امر
لذا اسباب ہم ہم میدہیم پیش از آنکہ از اسباب ظنیہ و قطعیہ شوند تا رعایت آن فرو نہند و از جملہ آن رسوم فواتح بزرگان بوجہی عرس محرم و اعراس بزرگان دیگر کہ لذ
نوتش خوف ضرر ازند و بکردن آن امید نفع و حال آنکہ فاتحہ آن بزرگ اگر خالصا للہ کردہ باشد ثواب بر آن در آخرت مترتب خواہد شد و گرنہ ہیچ سود مند نمیگردد
نہ در دنیا و نہ در آخرت بلکہ زیان کار شود اگر بنیت قضای حاجات خود کند و حصول مراد از آن بزرگ بسبب آن معتقد دارد کہ خسارہ دنیا و ضرر در آخرت برای خود
اندوختہ باشد پس بدین تعقید لذ کردن آن نفع و در استن دلبستگی آن از گزند رسیدن پہوگی و بچری سست کہ اصلا آن مومن نیست و از آن جملہ رسوم محرم
ست کہ در تمامی عوام و خواص شایع و ذایع شدہ و از اہم امور در نظر ایشان گشتہ و حال آنکہ در شرع ہیچ اصلے ندارد و ملکہ دین و ایمان ہمہ را بر باد میدہد و فاتحہ حضرت
امام حسین رضی اللہ عنہ بصدقات مالیہ و بدنیہ بحیثیت دعای خالصا للہ تعالی غایت الامر آنکہ مستحسن بود و مستحب و چون بشناعۂ این منکرات و غلبۂ آن کہ نشفا عقش

بغایت رسید و قباحتش بنهایت کشید بوجوه چند اول آنکه نشانیدن چیزها چون توابیت و الصاق و نعول مشابهت بت پرستان و تعظیم و توقیر آن که کفر است
شنیع دوم اسراف کردن مال در مصارف بیجا از کثرت روشنی مشعلها و چراغها و دادن مال بفساقان بیحیا و بیمروت که سخت حرام باشد سیم پوشیدن لباسهای
سبز و سیاه و بستن ازار طویله به پشت و انداختن رشتهای سبز و سرخ در گلو و دست چهارم تشبه و تشکل بانواع و اقسام و انمودن و هزارها لهو و لعب و سخریت و استهزا
بدین و کتاب و سنت و مسلمین و ذم و دشنام اهل اصلاح و تعمق و فجور و فحش و شر در مرتکب شدن که از دین و ایمان بالکل دست شستن است و هیچ صاحب مروت
و حیا آنرا روا ندارد و گوارا نکند و این همه ضلالتیست مفرط و جهالتیست لاتحد در گذشته و کوشش بلیغ در تعزیه داری از سینه کوبی و مرثیه خوانی و بدگوئی
بزرگان که زیاده تر از عبادات و دران اهتمام میکنند علاوه بر آن ضلالت است آغشته نشود استجابتش کجا باقی ماند و باین کفریات بسیار و منکرات بیشمار
امریکه اصلش مستحب باشد مبتدل بکفر غلیظ گردد اری دین و ایمان بالکلیه از دست میرود و ارتکاب انواع کفر و فسوق بسبب آن لازم میگردد و همچنین دوستی بیهوده از
بزرگان دین داشتن و بر آن متوقع ثواب آخرت بودن بوجه گمراهی است بی نهایت اعاذنا الله من شرور النفس و من اغواء الشیطان و این حرکات و افعال
مذمومه افعال شنیعه فی الحقیقت باتباع هوای نفوس خبیثه ایشان است نه از راه محبت و دوستی آن بزرگان باشد انتهی دیکھیے کہ تابوتان وغیرہ بنانے اور کھڑے
کرنیکو مشابہت بت پرستی کے ساتھ تشبیہ دیا ہے اور شادی بیاہ اور فاتحہ عرسان وغیرہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے فاتحہ وغیرہ رسموں اور کاموں میں ایسا اعتقاد
فاسد رکھنے کو کافروں کے اعتقاد کے ساتھ برابر کر دیا ہے یعنی جو لوگ آدمی قدرت وغیرہ لوگ ایسے رسمان اور کام کرتے ہیں سو کافر اور بت پرست ہوتے
ہیں و الحمد وے ایسے بت پرستان خدا پرستوں کو کافر کہتے ہیں وہی مثل ہے کہ الٹے آپ لگائے اور کو اور اسی کتاب کے تین سو اسی پر پانچویں صفحہ سے چھٹوین
صفحہ تک لکھا ہے و از منکرات فعلیه اعراس بزرگان دهلی و دل است بوجهیکه درین زمانه شیوع دارد و از افروختن چراغهای بسیار و نواختن نوبت و استعمال
مزامیر و کوفتن دف و بذکر در قصیده نبلو ماالحید و صندل در بردن آن مع غلاف تبرک تمام و خواندن اشعار بنغمه ها و تسلیم و بجا آوردن بقبور و بوسیدن تش بلب و سجده
کردن بر جمعی عوام نادان و مانند آن از منکرات قبیحه و بدعات شنیعه که برخی ازان از کبایر و کفر باشد و در حدیث شریف بر سجده کننده قبر لعنت وارد شده
لعن الله الیهود و النصاری اتخذوا قبور انبیائهم مساجد و ازین سبب که آن حضرت صلی الله علیه و سلم مستور کردن قبر شریف خود وصیت
فرمودند هرگاه که سجده کردن بقبور انبیا موجب لعنت شود و از کفر باشد سجده کردن بقبور غیر آن حضرات بطریق اولی مقتضی کفر و سبب لعنت گردد و قطع نظر ازانکه خلاف
شرع است سجده بقبر معقول نیست چون کار پرستی زیراکه در ظاهر خاک توده بیش نیست و تعظیمش لذاته نباشد مگر آنکه مرقد فلان بزرگ است و خودش بعالم
حیات مستحق سجده ازجهت تعظیم نبود پس از رحلت همچنان است انتهی اور ایک سو ستائیسوین صفحہ مین لکھا ہے اما رسومات بدعیه در فواتح و زیارات قبور که عوام الناس
از جهل و نادانی بعمل میآرند در مذموم بودن آن از روی شرع شریف هیچ شکی نیست ترک آن بر مومن واجب است و زجر آن بر مسلم را لازم انتهی یارو کیا طرفہ بات
ہے کہ آپ ہی ایسا لکھے ہیں پھر آپ خود بے مرد مقطع بن کے نوابین مرحومین کے عرسوں کے روز جو یے سب بدعتان فعل واجب کے طور پر سرانجام پاتے ہیں
ان قبرون پر کی بدعتی مجلس مین جاہل و نادان کے سر یکا شریک رہکر ضلالت مین پڑتے ہین نائب مختار کو زجر کرنیکا تو کیا ذکر اور کیا منہ پھر جو بزرگ کہ ایسی
بدعتی مجلس اور کاموں مین موافق حکم خدا و رسول کے شریک نہووے اور اسکو منع کرے تو اُسکے دشمن بن جاکے اُسکو وہابی کہتے ہیں صاحبو ظاہر ہے کہ وہاب نام اللہ تعالی
کا ہے اور اللہ و رسول کے حکم پر چلنے والوں کو اللہ والے کہتے ہیں پس وہابی یعنے اللہ والے نام پایا تو کچھ بد نہیں ہوا اگر جو مولویان اور مشائخان کہ خلاف حکم خدا و رسول
نواب یا مختار کی تبعیت سے ان بدعتی کاموں اور خلاف شرع باتوں مین شریک ہوا کرتے ہیں سو نوابی مذہب والے ہوے اور محمدی دینوالون سے پرے ہیں لیکن
لوگ اتباع رسول پر جان دینے والوں کے حق مین کچھ کہیں تو کیا اعتبار جیسے رافضیان اہل سنت و جماعت کو دشمن اہل بیت کہتے ہیں اور تین سو نوے پر پانچوین
صفحہ مین لکھا ہے و از جمله منکرات فعلیه دشمنی کاملها است و جو بیها و انداختن طوق و مانند آن در گلو و بستن بها در سر و دو پای و پوشانیدن بنها بکودکان

آنہار بنام بزرگان و پیران نسبت دادن و مانند این رسوم جاہلیہ در ہند بسیار شایع و ذایع اند ہمہ اش از منکرات و بدعات محرمہ شد بلکہ بفعل آن نفع دنیوی و تبرکش ضرر آن
اعتقاد کردن شرک بود با وجود آنکہ ہمین اشخاص از مرد و زن فعل محرمات و ترک واجبات بجوی نمی خرند و صلایے ادائے آن نمیکنند و این دلالت صریحہ دارد بعدم تصدیق
قول خدا و رسول وی علیہ السلام و عدم خوف و رجا بعقاب و ثواب آخرت و این ہم کفر باشد و ہر کہ بخدا تعالی و رسول وی و بآخرت گرویدہ است و بعذاب آن میترسد و بثواب آن
امید دارد و احتراز از منہیات کند و امتثالش بقول و فعل و اعتقاد بر خود فرض و واجب کرداند انتہی اور چہیاسٹھ صفحہ مین لکھا ہے برخی ازین بدعتہا نظر بظاہر حال طاعت انگاشتہ
شود و فی الحقیقت معصیت بود و شیخ ابن حجر در شرح اربعین میگوید کہ از بدعتہای محرمہ تصوف زمان ما ست کہ مردم طریقہ پیران معرفت را بالکل مخالف اند بسیاری
از انہا اباحیہ اند کہ حرام شرع را حلال دانستہ استعمال کنند از آنکہ شیطان و نفس امارہ قبایح و شنایع ایشان را در نظار ایشان بمحاسن وا نمودہ در ضلالت انداختہ
است پس اینہا بنام فسق و کفر اولی تر اند از آنکہ بنام فقر و تصوف نامیدہ شوند و نیز میگویند کہ درین زمان بلوای عام در مردم عوام بہ تسویلات شیطانیہ ظاہر و باہر گشتہ کہ
عمودی را نصب کنند بنام بزرگے یا دیوار را حلقہ وار سازند و تعظیمش کنند و ہمچنان شجر و حجر و چشمہ را بامید حصول صحت و شفا یا قضای حاجت خود قرار دہند
و قبایح ایشان مذمومہ کور غنی تر از بیان است و ہمچنان است در ملک ہند جھنڈہ مولی علی و قادر ولی و نقشہ کربلا و مدینہ منورہ و کعبہ معظمہ و چشمہ بی بی و کوہ مرتضی علی و
قدم جعلی کہ منسوب بآن حضرت علیہ السلام میکنند کہ ہمہ اش از منکرات و بدعات دینیہ شمردہ شوند پس مومن را احتراز ازان لازم است انتہی اور بیالیسوین صفحہ مین لکھا
ہے بالجملہ ہر چہ ایمان بآن و تعظیمش واجب انکار و اہانت آن کفر بود و ازینجا ست کہ اہانت سنت نیز کفر باشد زیرا کہ ما ماموریم بتعظیم رسول و سنن وی و ہمچنین تعظیم
کعبہ معظمہ و قرآن مجید پس اہانت آن کفر است و آنچہ اہانت او مامور بہ است تعظیمش کفر بود چون بزرگ داشتن کفار و بتہا و طواغیت را و جملہ مومنین بتہا و نحو آن قرار داد
بتعال را کہ در ہر محرم نصب میکنند و لواہای متین بزرگ باشند یا خرد چون لوای مولی علی و قادر ولی و امثال آن کہ تعظیم ہمہ اش کفر است انتہی دیکھئے فقط تعظیم کعبہ معظمہ
و قرآن مجید لکھا ہے تعظیم مدینہ منورہ کا ذکر نہین کیا ہے شاید اسکا مصنف بھی منکر رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہے اور سوائے اسکے چوٹیان رکھنے اور طوق بیڑی
ہی وغیرہ بزرگون کے نام سے پہنانے اور ان باتون کے کرنے سے دنیا کا نفع اور چہرہ دینے لیئے اعتقاد نفع کہنے وغیرہ یا ہو شرک و کفر لکھا ہے اور کعبہ معظمہ اور مدینہ منورہ
اور کربلا کے نقشے کی اور چشمہ بی بی کی اور مولے کے پہاڑ کی اور قدم رسول کی اور مولی علی اور قادر ولی وغیرہ کے جھنڈے کی اور [illegible] اور گھوڑے اور حجر کے نعلونکی تعظیم کو
کفر کہا ہے اور بیچے وغیرہ کو بتون وغیرہ کے ساتھ تشبیہ دیا ہے پس یارو بیٹر عجب ہے کہ اس زمانے کے مشایخ ضالہ کہ جو حرام کو حلال جانکے چار ابرو کی صفائی وغیرہ حرام
کامالہ ہوئے سب شرک و کفر کے علان کرتے ہین اور انکے پیروان گمراہ وغیرہ ادنا اعلے کو جو یہ سب کامان برغبت تمام بجالاتے ہین للہ فی اللہ ذرا لکھی کو
کہ تم اپنے مجتہد کو جو یہان موجود بیٹھے ہوئے ایسا لکھا ہے منکر رسول خدا۔ اور مولی علی۔ اور بی بی فاطمہ اور امام حسین اور غوث اور قادر ولی وغیرہم اولیا
کا سمجھکر پہلے جاکے اسکو خوب سو تون کا غسل دے کلمہ پڑھا کو مسلم بنالین پھر بعد اسکے دور دور بزرگون کے حقین جو ویسا ہی لکھے ہین جاہین سو کھا کرین تو
سزاوار ہے یا نہین تو اسکے اخ و تف سے اپنے داڑھیان مچھیان نورانی بنائے ہوئے اسکے منہہ پر سے ٹل جاکے دو دفع کالا منہہ نیلے پاون ہوجاوین اور پھر کسی اور
کے حقین کچھ شکر نکھاوین ۔ اور دوسو تیسوین صفحہ مین لکھا ہے خدا تعالی بیفرماید فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ
رمی یعنی نکشتید کفار را شما بدر بلکہ خدا تعالے خود آنہا را کشتہ است و نہ انداختی ای محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مشت خاک بطمار ابر کفار وقتیکہ انداختی آنرا بسوی
ایشان بلکہ خدا تعالی انداختہ و در دیدہ ہای ایشان رسانیدہ کہ سلب نسبت از بندگان با وجود صدور فعل از ایشان و ایجاب آن بجناب خود از راہ ہمان قوت
و تمکین است و ترتب اثر بر آن فعل کہ اینہم فی الحقیقۃ فعل خدا است بندہ را دران ہیچ دخلی نیست انتہی اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ معجزہ دکھلانا محض اللہ
ہی کی طرف سے تھا پس اسکو معجزہ کی قدرت کا منکر کہا جائے معاذ اللہ اور شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ تحفہ مین لکھتے ہین ولو بنی فی مقبرۃ مسبلۃ تہدم
وجوبا لحرمتہ کما فی المجموع لما فیہ من التضییق مع ان البناء یتابد بعد انمحاق المیت فیحرم الناس تلک البقعۃ وفذا فی جمیع

كم ما بقرافة مصر من الابنية حتى قبة امامنا الشافعي التي بناها بعض الملوك وينبغي لكل احد هدم ذلك ما لم يخش منه مفسدة
فيتعين الدفع على الامام احدا من كلام ابن رفعة في الصلح یعنی اگر بنایا یعنی گھر بنایا یا نفس قبر کو یا دیوار بنایا یا قبہ بنایا اوپر کسی شئے چھوڑے ہوئے گورستان
میں ڈھایا جاوے واجب کی راہ سے یعنی توڑنا اسکا واجب ہے جیسا کہ مجموع کی کتاب میں ہے بسبب اسکے کہ اسمیں جگہہ کا گھٹنا ہے باوجود اسکے کہ میت گل گئی
پر بھی مکان باقی رہتا ہے پس اتنی جگہہ لوگوں کے کام نہیں آتی اور مقرر فتوی دیے ہیں ایک جماعت نے ڈھا دینے کا ان سب بناؤں کو جو مصر کے قرافہ میں تھے
یہاں تک کہ ہمارے امام شافعی کا قبہ بھی جسکو بنایا تھا کسی بادشاہ نے اور چاہئے ہر کسیکو کہ ڈھاوے اسکو جبتک کہ اسے اندیشہ فساد دینیکا نہو پھر تب اسکو دفع
کرنا امام پر واجب ہے یہہ حکم لیے گیا ہے ابن رفعہ کی کلام سے جو صلح میں لکھا ہے انتہی اور امام العلامہ ابن القیم زاد المعاد میں لکھتے ہیں حلق الراس ثلثة
انواع احدها نسك وقربة والثاني بدعة وشرك والثالث حاجة ودواء فالاول الحلق في احد النسكين الحج والعمرة والثاني
حلق الراس لغير الله كما يفعله المريدون لشيوخهم فيقول انا حلقت راسي لفلان وانت حلقته لفلان وهذا بمنزلة ان يقول
سجدت لفلان فان حلق الراس خضوع وعبودية وذل ولهذا كان من تمام الحج وانه عند الشافعي ركن من اركانه لا يتم
الا به فان وضع النواصي بين يدي ربها خضوعا لعظمته وتذللا لعزته وهو من ابلغ انواع العبودية ولهذا كانت العرب
اذا ارادت اذلال الاسير منهم وعتقه حلقوا راسه واطلقوه فجاء شيوخ الضلال والمزاحمون للربوبية الذين اساس مشيختهم
على الشرك والبدعة فارادوا من مريديهم ان يتعبدوا لهم فزينوا لهم حلق رؤسهم لهم كما زينوا لهم السجود لهم وزينوا
لهم ان ينذروا لهم ويحلفوا باسمائهم وهذا هو اتخاذهم اربابا والهة من دون الله واشرف العبودية عبودية الصلوة
وقد تقاسمها الشيوخ والمتشبهون بالعلماء والجبابرة فاخذ الشيوخ اشرف ما فيها وهو السجود واخذ المتشبهون بالعلماء منها الركوع
فاذا التقى بعضهم بعضا ركع له كما يركع المصلي لربه سواء واخذ الجبابرة منها القيام فيقوم الاحرار والعبيد على رؤسهم عبودية لهم
وهم جلوس وقد نهى صلى الله عليه وآله وسلم عن هذه الامور الثلثة على التفصيل فتعاطيها مخالفة صريحة فنهى عن السجود لغير الله
وقال لا ينبغي لاحد ان يسجد لاحد وانكر على معاذ لما سجد له وقال مه وتحريم هذا معلوم من دينه بالضرورة
وقد صح عنه انه قيل له الرجل يلقى اخاه ينحني له قال لا الحديث وايضا الانحناء عند التحية سجود ومنه قوله تعالى فادخلوا الباب سجدا اي
منحنين والا فلا يمكن الدخول على الجباه وصح عنه صلى الله عليه وآله وسلم النهي جالسا ان يصلوا جلوسا وهم اصحاء لعذر لهم
لئلا يقوموا على راسه وهو جالس مع ان قيامهم لله فكيف اذا كان القيام تعظيما وعبودية لغيره والمقصود ان النفوس الجاهلية
الضالة اسقطت عبودية الله سبحانه واشركت فيها من يعظمه من الخلق فسجدت لغير الله وركعت له وقامت بين يديه
قيام الصلوة وحلفت لغيره ونذرت لغيره وذبحت لغيره وطافت بغير بيته وعظمته بالحب والخوف والرجا والطاعة كما يعظم
الخالق وسوت من تعبده من المخلوقين برب العالمين وهؤلاء هم المضادون لدعوة الرسل وهم الذين بربهم يعدلون وهم
الذين قال تعالى فيهم ومن الناس من يتخذ من دون الله اندادا يحبونهم كحب الله وهذا كله من الشرك وان الله لا يغفر ان
یشرک بہ یعنی سر منڈھوانا تین قسم پر ہے ایک عبادت اور قربت دوسرا بدعت و شرک تیسرا ضرورت اور علاج پہلا سر منڈھوانا ہے سو حج
میں اور عمرہ میں اور دوسرا سر منڈھوانا ہے سو خدا کے سوائے کسی اور کے واسطے جیسا مریدان اپنے پیروں کے واسطے کیا کرتے ہیں پس بولتا ہے

منڈھوانا عاجزی اور بندگی اور غواری ہی اور اسی واسطے سر منڈھوانے پر حج کا تمام ہونا ٹھہرا ہی اور شافعی کے پاس سر منڈھوانا ایک رکن ہی رکنون سے حج کے
جو تمام نہین ہوتا حج بدون اُسکے پھر یہہ کہ رکھنا پیشانیون کے بال اپنے پروردگار کے سامنے عاجزی سے اُسکی عظمت کے لیئے اور اپنے کو ذلیل کرنا اُسکی عزت
کے سامنے سو یہہ بندگیون مین بڑی بندگی ہی اور اسی واسطے عرب کے لوگ جب کسی قیدی کو ذلت دیکے آزاد کرنا چاہتے تھے تو اسکا سر منڈھوا کے چھوڑ دیتے
پھر گمراہ مشایخ اور خدائی مین دھنسنے والے کہ بنیاد اُنکی مشیخت کی شرک و بدعت پر ہی سو آئے تو چاہئے کہ اپنے مریدن سے اپنا پوجا کرادین تو انھونکو اپنے واسطے سر منڈوانا
اچھا ہی کر کے بتلاے جیسا اپنے کو سجدہ کرنا اور اپنے واسطے نذر ماننا اور اپنے نامون پر قسم کھانا اچھا ہی کر کے بتلاے تھے یہی تو اللہ کے سوا کسیکو اپنا رب اور
معبود ٹھہرانا ہی اور خدا کے بہتر بندگی ہی سجدہ نماز ہی اُسکو تو مانتے لئے مشایخ اور عالمونکے بھیس والے اور متکبران یس مشایخان اُسمین کی بہتر چیز کو جو سجدہ ہی اپنی تعظیم
واسطے مقرر کئے اور جعلی عالمان رکوع کو اپنی تعظیم کا رکن ٹھہرائے چنانچہ جب ایک دوسرے سے ملے تو آپسمین رکوع کیا کرتے جیسا نمازی اپنے رب کے لئے رکوع کرتا ہی اور
متکبران اُسمین سے قیام کو لیلیئے سو غلام اور غیر غلام اُنکے حضور کھڑے رہا کرتے ہین اور آپ بیٹھے ہوئے رہتے اور رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تو انتینون کامون
سے تفصیل وار منع کئے ہین پھر ان کامونکو کیا کرنا صاف مخالفت ہی اُن حکمون سے جو منع فرماے ہین اللہ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے سے اور فرماے
ہین کہ نہین چاہئے کسیکو کہ سجدہ کرے کسیکو اور منع کئے حضرت معاذ کو جب اُنون حضرت کو سجدہ کئے اور فرماے مہ یعنے باز رہ اور اسکا حرام ہونا دین محمدی مین
بالضرورت معلوم ہی اور صحیح ہو چکا ہی کہ کسی نے حضرت سے عرض کیا کہ آدمی کسی سے ملاقات کرے تو کیا اسکے لئے خم ہو جائے تو فرماے کہ نہین اور بھی یہہ کہ خم
ہونا اسلام کے وقت سجدہ ہی کرنا ہی اور اسی باب مین ہی جو اللہ تعالی فرمایا فادخلوا الباب سجدا یعنے پھر داخل ہو دروازے مین سجدہ کرتے ہوئے یعنے جھکے ہوے
نہین تو پیشانی زمین پر رکھے ہوئے گھسنا ممکن نہین اور صحیح ہوا حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہ منع کئے ہین کھڑے رہنے سے جب آپ بیٹھے ہون جیسا عجم
والے ایک دوسرے کی بڑائی کے واسطے کیا کرتے ہین یہان تلک کہ نماز مین بھی منع کئے ہین اور جب آپ نماز بیٹھکے کئے تھے تب حکم کئے تھے اصحاب کو بھی
بیٹھکے ساتھ نماز پڑھین حالانکہ وے سب تندرست تھے کچہ عذر نہین رکھتے تھے یہہ اسواسطے تھا کہ آپ بیٹھے ہوے اور سب پاس کھڑے ہوئے نہین باوجود اسکے کہ
قیام انھونکا اللہ کے واسطے تھا پھر جب قیام اُسکے غیر کی تعظیم اور بندگی کے لئے ہوگا سو کیونکر ہوگا اور مقصود بات کا یہہ ہی کہ نفسان جاہلیت پھرے
ہوئے گمراہان اللہ سبحانہ کی بندگی کو چھوڑ دیکر خلق اللہ مین سے جنکی بڑائی مانتے تھے سو اُسکو اس بندگی مین شریک کر دئے تو غیر کو سجدہ کرنے اور رکوع
کرنے اور قیام کرنے لگے جیسا نماز مین قیام کرتے ہین اور قسم کھانے لگے غیر پر اور نذر کرنے لگے غیر کی اور ذبح کرنے لگے غیر کے واسطے اور اللہ کے گھر کے سوا دوسرے
مکانکے آس پاس پھرنے لگے اور بڑا ماننے لگے محبت اور ڈر اور امید اور فرمان برداری کے ساتھ غیر کو جیسا بڑا مانتے ہین خالق کو اور جن مخلوقونکو کہ آپ پوجتے
ہین سو انکو رب العالمین کے برابر ٹھہراے ہین اور وہی لوگ رسولون کی دعوت کے خلاف پر ہین اور وہی لوگ اپنے رب کے ساتھ دوسرے کو برابر کرتے ہین
اور وہی لوگ وے ہین جو فرمایا اللہ تعالی نے انکے حقمین ومن الناس من یتخذ من دون اللہ اندادا یحبونہم کحب اللہ یعنے اور بعضے لوگ ٹھہراتے ہین
اللہ کے غیر کو شریک اُسکے محبت رکھتے ہین انکی جیسی محبت اللہ کی اور یہہ سب شرک کی قسم سے ہی اور مقرر نہین بخشتا اللہ تعالی یہہ کہ شریک ٹھہرایا جاوے
اُسکا

فصل

ومنہا انہ لا یجوز ابقاء مواضع الشرك والطواغیت بعد القدرة علی ہدمہا وابطالہا یوما واحدا فانہا شعائر الكفر والشرك وھی اعظم المنكرات فلا یجوز الاقرار علیہا مع القدرة البتة وھكذا حكم المشاھد التی بنیت علی القبور التی اتخذت اوثانا وطواغیت یعبد من دون اللہ والاحجار التی تقصد للتعظیم والتبرك والنذر والتقبیل لا یجوز ابقاء شیء منہا علی وجہ الارض مع القدرة علی ازالتہ وكثیر منہا بمنزلة اللات والعزی ومناة الثالثة الاخری او اعظم شركا عندھا وبہا واللہ المستعان ولم یكن احد من ارباب ھذه الطواغیت یعتقد فیہا انہا تخلق وترزق وتمیت وتحیی وانما كانوا یفعلون بہا وعندھا ما یفعله

اخوانهم من المشركين اليوم عند طواغيتهم فاتبع هولاء سنن من كان قبلهم وسلكوا سبيلهم واخذوا ماخذهم شبرا بشبر وذ
راعا بذراع وغلب الشرك على اكثر النفوس لظهور الجهل وخفاء العلم فصار المعروف منكرا والمنكر معروفا والسنة بدعة والبدعة سنة ونشا
في ذلك الصغير وهرم عليه الكبير وطمست الاعلام واشتدت غربة الاسلام وقل العلماء وغلب السفهاء وتفاقم الامر واشتد الباس وظهر الفساد
في البر والبحر بما كسبت ايدي الناس ولكن لا تزال طائفة من العصابة المحمدية بالحق قائمين ولاهل الشرك والبدع مجاهدين الى
ان يرث الله سبحانه الارض ومن عليها وهو خير الوارثين يعنے ان سب باتوں سے یہ ہے کہ شرک کی جگہوں کو اور پوجنے کے چیزوں کے تھانوں کو
توڑنیکے قدرت اور موقوف کردینیکی طاقت ہوتے ہوئے ایک دن بھی باقی رکھنا جایز نہیں کیونکہ وے مکان کفر اور شرک کی نشانیاں ہیں اور وے بڑے
ہی خلاف شرع ہیں سو اسی واسطے انکا قائم رکھنا قدرت ہوتے پر البتہ جایز نہیں اور اسیطرح یہی حکم مشہدوں کا جو بنائے گئے ہیں ان قبروں
جو بتوں کے سرکے ٹھہرائے گئے ہیں اور پوجے جاتے ہیں اللہ کے سوائے اور اسیطرح یہی حکم ان پتھروں کا جنکی تعظیم کے لیے اور برکت پانے اور نذر کرنے ا
بوسہ دینے جاتے ہیں سو انکے دور کرنیکی قدرت ہوتے ہوئے انمیں سے کسی ایک کو بھی روی زمین پر باقی رکھنا جایز نہیں بہت انمیں کے لات
عزی اور تیسرے منات کے جگہہ پر ہیں بلکہ انکے پاس ان سے بھی زیادہ شرک اور سستی دین کی ہوا کرتی ہے واللہ المستعان اور ان بتوں کی پرستش کر
والوں سے کوئی یہہ اعتقاد نہیں رکھتا تھا کہ وے پیدا کرتے اور روزی دیتے اور مارتے اور جلاتے ہیں اور کچہہ نہیں کرتے تھے ان بتوں کے ساتھہ اور انکے پاس مگر وہی چیز
جو ان کے مشرک بھائیاں آج کے روز کرتے ہیں اپنے طواغیت یعنے قبروں وغیرہ کے پاس پس انھوں یعنے گور پرستاں اگلے لوگوں کی چالوں کی پیر
کئے اور انکا طریقہ چلنے لگے اور وے جیسا جیسا لئے سو یے بھی ویسا ویسا لیے اور علم چھپ جاکر جہل ظاہر ہونے سے بہت لوگوں پر شرک غالب ہو چکا جو شرع کی
تھی سو خلاف شرع ٹھہر گئی اور خلاف شرع کی بات شرع کی بات مقرر ہو گئی اور سنت تھی سو بدعت ہوئی اور بدعت تھی سو سنت اور انہی چالوں میں بچے تھے
سو بڑے ہو گئے اور بڑا تھا سو بوڑھا اور نشانیاں بزرگوں کی مٹ گئے اور مسلمانی نپٹ پردیسی ہو گئی اور عالم لوگ کم ہو گئے اور نادان بڑھے سر میں اور کام مشکل ت
اور مصیبت کٹھن ہو گئی اور لوگوں کے کرتب کے سبب سے زمین اور دریا میں فساد پھیلا لیکن ایک جماعت محمدی گروہ میں کی سدا حق پر قائم ہے اور شرک وا
لوں اور بدعتیوں سے جھگڑتی ہے اس وقت تک جو اللہ ہی وارث ہوگا زمین کا اور سب پر رہنے والوں کا یعنے روز قیامت تک اور وہی سب سے بہتر وارث ہے

فصل

هديه صلى الله عليه وسلم في زيارة القبور كان اذا زار قبور اصحابه يزورهم للدعاء لهم والترحم عليهم والاستغفار لهم وهذه هي الزيارة
التي سنها لامته وشرعها لهم وامرهم ان يقولوا اذا زاروها السلام عليكم اهل الديار من المومنين والمسلمين وانا ان شاء ا
لله بكم لاحقون نسأل الله لنا ولكم العافية وكان هديه صلى الله عليه وسلم ان يقول ويفعل عند زيارتها من جنس ما يقوله عند الصلوة عليه من الد
عاء والترحم والاستغفار فابى المشركون الا دعاء الميت والاشراك به والاقسام على الله به وسوال الحوائج والاستعانة به والتو
جه اليه بعكس هديه صلى الله عليه وسلم فان هديه هدى توحيد واحسان الى الميت وهدى هولاء هدى شرك واساءة الى نفو
سهم والى الميت وهم ثلثة اقسام اما ان يدعوا الميت او يدعوا به او عنده ويرون الدعاء اوجب واولى من الدعاء في المساجد ومن تا
مل هدى رسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه تبين له الفرق بين الامرين وبالله التوفيق یعنے قبروں کی زیارت کے باب میں حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی سیدھی راہ یہہ ہے کہ جب آپ اپنے اصحاب کے قبروں کی زیارت کرتے تو انکے واسطے دعا کرتے اور مغفرت چاہتے اور انپر رحمت بھیجا کر
تے اور یہی زیارت ہے جسکو اپنی امت کے لئے سنت ٹھہرائے اور مقرر فرمائے اور انکو حکم کئے ہیں کہ جب قبروں کی زیارت کریں تو یہہ کہیں السلام
علیکم اهل الدیار من المومنین والمسلمین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون نسأل اللہ لنا ولکم العافیه سلامتی تم پر اے مومنو اے مسلمو گھر کے

گھران والے ہم بھی اگر خدا چاہے تو تم سے ملنے والے ہین ہم اپنے اور تمھارے لئے اللہ سے عافیت مانگتے ہین اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہی سیدھا رستہ تھا کہ قبرون کی زیارت کے وقت جو کچھ دعا اور استغفار اور رحمت کہ نماز جنازے مین فرمایا کرتے تھے اسی قسم سے فرماتے پھر حضرت کی چال کے خلاف مشرکان میت ہی کو پکارنا اور اُسکو اللہ کا شریک ٹھہرانا اور اُس میت کی قسم اللہ کو دینا اور اُس سے مراد و مدد مانگنا اور متوجہ ہونا اُسکی طرف اپنے کامون کے لئے اختیار کر لئے برعکس طریق رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیونکہ حضرت کی راہ توحید ہی اور بھلائی چاہنا میت کے حق مین اور اُن لوگون کی راہ شرک کی راہ ہی اور برائی کرنا اپنے جانون کے ساتھ اور میت کے اور وے لوگ تین قسم کے ہین یا میت کو پکارتے یا اُسکی بدولت مانگتے یا اس سے قریب دعا مانگتے اور اعتقاد رکھتے ہین کہ یہہ دعا مانگنا مسجدون مین دعا مانگنے سے بھی زیادہ ضرور اور بہتر ہی پھر جو کوئی رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چال اور اُنکے اصحاب کے چلن پر چلیگا سو اُسکو اُن دونون کامون مین جو فرق ہی سو معلوم ہو جائیگا اللہ توفیق دیوے

فصل ولم یکن من ھدیہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلیۃ القبور ولا بناؤھا بآجر ولا بحجر ولبن ولا تشییدھا ولا تطیینھا ولا بناء القباب علیھا فکل ھذہ بدعۃ مکروھۃ مخالفۃ لھدیہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد بعث علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان لا یدع تمثالا الا طمسہ ولا قبرا مشرفا الا سواہ فسنتہ صلی اللہ علیہ وسلم تسویۃ ھذہ القبور المشرفۃ کلھا ونھی ان یجصص القبر وان یبنی علیہ وان یکتب علیہ وکانت قبور اصحابہ لا مشرفۃ ولا لاطئۃ وھکذا کان قبرہ الکریم وقبر صاحبیہ صلی اللہ علیہ وسلم مسنم مسطوح ببطحاء العرصۃ الحمراء لا مبنی ولا مطین ھکذا کان قبر صاحبیہ وکان یعلم من یرید تعرف قبرہ بصخرۃ

یعنی اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ قبر کو اونچی کرنیکا نتھا اور اسکو کچی یا پکّی اینٹ اور پتھر سے باندھنیکا نہ اسکو بلند بنوانے کا نہ اسکو گلابہ کرنیکا نہ اسپر گنبد بنانیکا پس یہ سب کردہ بدعتان اور حضرت کی راہ کے خلاف ہین اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم علی ابن طالب رضی اللہ عنہ کو بھیجے تھے کہ کسی تصویر اور پتلے کو مٹائے بن نچھوڑین اور کسی اونچی قبر کو برابر کئے بغیر چھوڑین پس حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت تو اُن سب اونچی قبرون کو برابر کر دینا ہی اور منع فرمائے ہین قبر کو گچ کرنے سے اور اُسپر مکان بنانے سے اور اُسپر لکھنے سے اور صحابہ کی قبران نہ اونچے تھے نہ زمین کے برابر اور اسیطرح حضرت کی قبر کریم اور اُنکے دونو یاران رضی اللہ عنہما کی قبران اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شتہ دار تھی صحن کی لال باریک بالو کنکر کی بنی ہوئی تھی پختہ بنائی ہوئی نہ گلابہ کی ہوئی اور اسیطرح حضرت کے دونو صحابیون کے قبران اور حضرت جسکی قبر کی پہچانت رہنا چاہتے تھے تو کوئی پتھر سے نشان رکھ دیتے

فصل ونھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن اتخاذ القبور مساجد وایقاد السرج علیھا واشتد نھیہ فی ذلک حتی لعن فاعلہ ونھی عن الصلوۃ الی القبور ونھی امتہ ان یتخذ وا قبرہ عیدا ولعن زوارات القبور وکان ھدیہ ان لا تھان القبور وتوطأ وان لا یجلس علیھا ویتکأ علیھا ولا تعظم حتی تتخذ مساجد فیصلے عندھا والیھا وتتخذ اعیادا

اور بت نا بنانا یعنی منع لئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قبرون کو مسجدان ٹھہرانیسے اور اُنپر چراغان لگانے سے اور اس بات مین آپکی تاکید بڑی ہی یہانتک کہ لعنت کئے ہین اسکے کرنیوالے پر اور منع فرمائے ہین قبرونکی طرف نماز کرنے سے اور اپنی امت کو منع کئے ہین اپنی قبر کو عید بنانے سے اور لعنت کئے قبرونکی زیارت کرنیوالی عورتون کو اور حضرت کی سیدھی راہ تھی کہ نہ قبرونکی اہانت ہونا اور نہ قبران کھند لے جانا اور نہ اُنپر بیٹھنا اور نہ اُنپر تکیہ کرنا اور نہ اُنکی بڑائی کرنا یہانتک کہ مسجدان ٹھہراکے نماز کئی جاوے اُنکے نزدیک یا اُنکی طرف یا عیدان اور تہبان ٹھہرائے جاوین انتھی دیکھئے کہ شیخ ابن حجر مکی کیا لکھے ہین اور امام العلام ابن قیم کیا کچھ بیان کئے ہین بلکہ مشہدان گنبدان کو جو بتون کے سریکھے ٹھہرائے گئے اور پوجے جاتے ہین اللہ کے سوائے اُنکو توڑ ڈالنیکے قدرت کسیکو رہتے ہوئے ایک دن بھی باقی رکھنا جائز نہین کر کے لکھے ہین ظاہری ہے بیچارہ مولانا اسمعیل شہید ایسا بھی نہین لکھا ہی پھر جب اس شہید کو کافر ٹھہرائے ہین تو اس امام اجل کو بطریق اولی کافر کہینگے معاذ اللہ اور اُسی کتاب مین لکھا ہی

من ظن ان له تعالی ولدا او شریکا او ان احدا یشفع عنده بدون اذنه او ان بینه و بین خلقه وسایط یرفعون حوائجهم الیه او انه

نصب لعباده اولیاء من دونه یتقربون بهم الیه ویتوسلون بهم الیه ویجعلونهم وسایط بینهم فیدعوهم ویخافونهم ویرجونهم

منهم فقد ظن به اقبح الظن واسواه یعنی جو شخص گمان کیا ہو کہ اللہ تعالی کو فرزند ہی یا شریک یا کوئی سفارش کرتا ہی اللہ کے پاس بے پروانگی

اسکے اور گمان کرے کہ تحقیق اسکے اور اسکے خلق کے درمیان واسطے ہین جو خلق اللہ کی حاجتونکو اسکے جناب مین پہنچاتے ہین یا یہہ کہ ٹھہرا لیا ہے

اپنے بندون کے لئے یاران اور مددگاران اپنے سوائے جو ان کے سبب سے اپنی نزدیکی طلب کرین اور انکو اپنے پاس وسیلہ کرین اور انکو خدا کے اور

اپنے درمیان واسطہ ٹھہرا کے پکارا کرین اور انکے ڈرا کرین اور امید رکھا کرین سو اس شخص نے برا بدگمان کیا اللہ پر اور اسی کتاب مین لکھا

ہے من ظن به تعالی انه اذا عصاه او اسخطه ثم اتخذ من دونه ولیا ودعا من دونه ملکا او بشرا او حیا او میتا یرجو بذلک ان ینفعه

عند ربه ویخلصه من عذابه فقد ظن به تعالی ظن السوء وذلک زیادة فی بعده من الله تعالی وفی عذابه یعنی جس نے

اللہ تعالی پر گمان رکھا کہ آپ جب اسکا کہا نہ کرے یا اسکو ناخوش کرے بعد از اللہ کے سوائے دوسرے کو مددگار ٹھہرایا اور پکارا اللہ کے سوائے

دوسرے کو فرشتہ ہو یا آدمی اس امید سے کہ اپنے کو فائدہ پہنچاوینگے اللہ کنے اور چھڑا دینگے اپنے کو اللہ کے عذاب سے پس مقرر وہ شخص بدگمانی

زیادہ دور کرتی ہی اللہ سے اور زیادہ کرتی ہی عذاب کو انتہی کیون یار و اس عبارت کے رو سے بھی شاید امام العلامہ ابن قیم کو بیتامل کافر

کافر کہہ دینگے کیونکہ اس زمانے کے جھوٹے دینداروں کا تو فخر یہی ہے کہ جو شخص موافق حکم خدا و رسول کے کچھ لکھا یا کہا تو اسکو کافر کہہ دیا اور

اسلمی سفینة النجات مین دو سو چھتیرین صفحے کے درمیان لکھا ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ میفرماید کہ کشیدہ شود جہنم بہفتاد ہزار زمام

و ہر زمام بدست ہفتاد ہزار فرشتہ باشد بجا ایکہ آواز خشمناکی بسیار از و شنیدہ شود و آواز ہولناک کہ ہیچ فرشتہ مقرب و ہیچ پیغمبر

مرسل و قتیکہ آن آواز از شنود باقی نماند مگر آنکہ بروی خود افتد از جہت تضرع و طلب سلامت و نجات از ان اور اسی صفحے کے آخر مین لکھا ہے یعنی

وقتیکہ بہ بیند دوزخ کفار را از جاے دور کہ مسافت یک صد سال یا پانصد سال باشد بشنوند اہل عرصات مراد آواز غلیان آتش از شدت غضب

چون خشمناکی کہ در سینہ اش خشم بجوشد و آوازی برہیبت کہ دل مقربان از ان بلرزد و بر روی خود خواہند افتاد از جہت التجا و تضرع و زاری و در

حدیث صحیح وارد است کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در یک مجلس ہفتاد بار اللہم اجرنی من النار میفرمودند و حال آنکہ امام المقربین و سید المعصومین بودند

مراد از ان یا تعلیم و تخویف امت است یا اظہار اہانت نفس خود از نظر بعظمت و جلال باری سبحانہ کہ ہر چہ کند پرسیدہ نشود و از آنکہ لا یسئل عما یفعل

شان او است پس معصوم و غیر او در نظر این شان یکسانند و از ین جہت است کہ مقربان پناہ از دوزخ ہمیشہ بجد ابتہالی می برند و از و سلامت میخواستند

این ست حال مقربان انتہی دیکھئے انبیا و مرسل جو قیامت کے دن سب کے شفیع ہونگے سو انکو دوزخ کے ڈر سے اوندھے منہہ گرینگے کر کے

لکھا ہے حالانکہ کسی بزرگ نے ایسا نہین لکھا اور سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین ؎ دران روز کز فعل پرسند و قول ٭ اولو العزم را تن بلرزد

ز ہول ٭ ؎ گر بمحشر خطاب قہر کند ٭ انبیا را چہ جای معذرت ست ٭ اور حضرت مولانا شاہ مراد اللہ سنبھلی قدس سرہ تفسیر میں غاشیہ

کے لکھے ہین کہ غاشیہ کو عربی مین کہتے ہین جو چیز ڈھانپنے والی ہے کسی چیز کا قیامت بھی اپنے ہول مین سب کو اول و آخر کے لوگون کو ڈھانپ

لیویگا اسکی ہیبت سب خلق کے اوپر پڑیگی چھوٹا بڑا اسکی ہیبت سے بچ رہیگا نہین سبکو بیہوش کر دیویگا اپنے ہول و ہیبت مین سب بے

ہوش ہو اسکو چھپا لیویگا اس سبب قیامت کا نام غاشیہ رکھا ہے انتہی پس معلوم نہین کہ ان بیانون سے تنقیص شان انبیا و مرسل سمجھکر

اسلمی وسعدی ... انکو کافر کہتے ہین یا فقط تنظیم شان حق سبحانہ جلشانہ کا جانتے ہین اللہ تعالی توفیق خیر نصیب فرماوے

اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث قدس سرہ سورۂ بقرہ کی تفسیر کے ایک سو چوالیسویں صفحہ میں لکھے ہیں دریں جا باید دانست کہ چنانچہ عبادت غیر
خدا مطلقا شرک و کفرست اطاعت غیر او تعالیٰ نیز بالاستقلال کفرست معنی اطاعت غیر بالاستقلال آنست کہ او را مبلغ احکام او ندانستہ ربقۂ طاعت
او در گردن اندازد و تقلید او لازم شمارد و باوجود ظہور مخالفت حکم او با حکم او تعالیٰ دست از اتباع او برندارد و این ہم نوعی ست از اتخاذ انداد
کہ در آیۂ اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم بگوش آن فرمودہ اند انتہی اور اسی کتاب کے پانسو انیاسی
صفحہ سے اسی تک مرقوم ہے بالجملہ محبت بندہ را با خدای خود از قبیل محبتہائیکہ مبنی بر غرضی و تصور نفعی و ضرری و توقع حصول مشتہیات باید فہمید و در تاویل
ظواہر آیات و احادیث قدم نباید نہاد و لہذا در معرض عتاب ارشاد شدہ کہ یحبونہم کحب اللہ زیرا کہ محبت مخلوقات رنگی دیگر دارد و محبت خالق رنگی دیگر بلکہ اگر
از حال محبت کسانیکہ مخلوقات را ہمتای خدا میسازند و در محبت با او برابر میکنند نیک لشکافتیم البتہ آن محبت ایشان را مبنی بر خیال انتفاعی و استمدادی در وقت
حاجت خواہیم یافت اگرچہ قابل این محبت ہم ذات پاک حضرت حی لا یموت است نہ مخلوقات لیکن این گروہ را غشاوہ حجابی بر بصر بصیرت مستحکم گشتہ در غیر او تعالیٰ
توقع امداد معتقد میشوند و او تعالیٰ را حلیم و بردبار می فہمند و از غیرت او و شدت عقوبت او نمی ترسند ولو یری یعنی و اگر ببینند الذین ظلموا یعنی کسانیکہ
ستم میکنند بگرفتن ہمتایان برای خدا و برابر ساختن آنہا با او در بندگی و قربانی و عبادت و طاعت و محبت اذ یرون العذاب یعنی وقتیکہ می بینند عذاب الہی
را در دنیا با آمدن مصیبتی یا حدوث مرضی یا غلبۂ فقری و در آنوقت متوقع امداد آن چیزہا می باشند کہ بکار نمی آیند و از این عذاب مارا خلاص کنند و بر حسب توقع ایشان
واقع نمیشود ان القوۃ للہ جمیعا یعنی این مضمون را کہ قدرت و قوت محض برای خدا است در جمیع امور ہیچ چیز از مال و فرزند و یار و دوست و بادشاہ و امیر
و پیغمبر و پیر و فرشتہ و پری بدون حکم او مدد نمی توانند کرد و اگر بالفرض آنہا را قوتی ہم می بود برابر ساختن آنہا با خدا ہرگز روا نبود زیرا کہ خدا تعالیٰ غیور
است از برابر کردن مخلوق او با او در غضب میآید و ان اللہ شدید العذاب یعنی و آنکہ خدا سخت است عقوبت او و البتہ از ہمتایان خود دست بردار
می شدند بلکہ بیزار میگشتند لیکن اینہا در آنوقت ہم این ہر دو مضمون را نمی بینند بلکہ عذاب الہی را بر ناخوشی ہمتایان و خشم نمائی آنہا بر قصوری کہ در ادای
نذر و قربانی و طاعت و عبادت و محبت آنہا کردہ اند حمل می نمایند و زیادہ تر در رضا و چاپلوسی آنہا میکوشند آری وقتی خواہند دانست کہ ایشان را فائدہ
نخواہد کرد اذ تبرأ الذین اتبعوا یعنی وقتیکہ بیزار خواہند گشت کسانیکہ متبوع شدہ بودند و بفرمودۂ آنہا مردم ہمتایان برای خدا گرفتہ مانند پیشوایان
گمراہی در ادیان و حکام بیدین و شیاطین دستور انداز زندہ من الذین اتبعوا یعنی از آن مردم کہ تابع ایشان شدند و بکفر افتادہ بودند و ایشان در دنیا برای
گرم بازاری خود وعدہای باطل بمردم میدادند و میگفتند کہ اگر در حضرت شما را ضرری رسد ذمہ ماست در آنوقت پہلوتہی خواہند کرد و خواہند گفت کہ ما از ایشان
واقف نیستیم و ایشان را باین کفر مشورہ ندادیم تا تحمل پارۂ از عذاب ایشان لازم نیاید لیکن این پہلوتہی کردن و تبرا خواندن آنہا را ہم فائدہ نخواہد کرد
زیرا کہ حق تعالیٰ علام الغیوب است بر ضلال و گمراہ کردن ایشان مطلع است ایشان را مہمل نخواہد گذاشت بلکہ سزای خود خواہند یافت و رأوا العذاب
یعنی و ببینند عذاب را از جہت اضلال و گمراہ کردن خلایق نیز و تقطعت بہم الاسباب یعنی و گسستہ شود در حق ایشان ہمہ اسباب خلاص چہ تابعیت
و متبوعیت و چہ قرابت و دوستی و چہ انکار و تبرا و گریز و چہ عہود و مواثیق بر تناصر و تعاون کہ در دنیا باہم بستہ بودند و چون تابعان و پیروان خواہند دید کہ
معبودان ما از مددگاری ما پہلوتہی کردند در آنوقت خواہند دانست کہ گرفتن ہمتایان محض خطا بود و قدرت و قوت محض برای خدا ست در ہر چیز و الا معبودان
ما آن ہمتایان مدد میکردند و اینہا از ما گریز نمیکردند و نیز خواہند دانست کہ حق تعالیٰ ہر چند حلیم و بردبار است اما غیور است از شدت غیرت او شدت عتاب
او است کہ معبودان ما این مرتبہ از آن ہراسان شدہ خود را از ما کنارہ میکشند لیکن دانستن این ہر دو مضمون در آن وقت ہیچ سود نخواہد داد ناچار در
تاسف خواہند گذرید انتہی ای یارو ان آیتوں اور تفسیر کے مضمون کو خوب سوچو اور کسیکے دھوکے میں مت پڑو اور دیکھو یہ حوال بعینہ اس زمانے

کے بدعتی مولویون اور مشایخون کا ہی کہ قطع نظر ولیسے اعتقاد ان رکھنے کے ظواہر آیات و احادیث مین تاویلات کرتے ہین اور سید واعظ کے
کے مریدون کو ترغیب فسخ بیعت کی دیکے کہتے ہین کہ اسکا عذاب کچھ ہو تو ہماری گردن پر ہی افسوس ایسے حمّال عصیان کے نیچے کیا بیجا نقطہ لگ گیا
سو یہ عکس شدہ سہت نام نکی کافور ہٗ اور اپنے مریدونکو شرک کفر کے کامونمین پھنسا کے کہتے ہین کہ ہم دنیا اور آخرت مین تمھارے
مددگار ہونگے اور بچاوینگے چنانچہ اسی سید وکھمنڈ پر اکثر جاہلان نافہم ان گمراہون کے فریب مین آ جاتے ہین لیکن آخر دے دونو گروہ بڑے عذاب مین
گرفتار ہو جاوینگے اور تبارک کے سیپارے کی تفسیر کے دوسو پہلے صفحہ مین لکھے ہین چنانچہ در حدیث شریف وارد است کہ لا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل
حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بی و بصرہ الذی یبصر بی و یدہ اللتی یبطش بہا و رجلہ اللتی یمشی بہا لیکن این
طریق تقرب خاص ذات او تعالی است اگر کسی خواہد کہ باین طریق بیکی از مخلوقات تقرب پیدا کند ممکن متصور نیست و سببش آنست کہ درین نوع تقرب
متقرب الیہ را دو چیز میباید اول احاطۂ علمی باذکار قلبیہ و لسانیہ ذاکر باشد باوصف تخالف الکنہ و ازمنہ و مدارک و السنہ تا ذکر قلبی و لسانی ہر ذاکر را
معلوم کند دوم قوت نزدیک شدن و در مدرک او در آمدن و آن را پر کردن و حکم صفت او پیدا کردن کہ در عرف شرع آن را نو قدلی و نزول و قرب
خوانند و این ہر دو صفت خاصۂ ذات پاک او تعالی است ہیچ مخلوق را حاصل نیست آری بعضے کفرہ در حق بعضے از معبودان خود و بعضے پیر پرستان
از زمرۂ مسلمین در حق پیران خود امر اول را ثابت میکنند و در وقت احتیاج ہمین اعتقاد با آنہا استعانت میجویند الا ماہر دو نمیباشد و در حقیقت در آنجا
واقع شدہ اند کہ بیان آن اشتباہ درین مقام اجنبی است انتہی کیون ایماندار واب تو تمھارے رو برو صاف کھلگیا اور دلونکا شبہ نکل گیا کہ ان رسالون
مین ہین سو تمام اگلے مجتہدونکے تفاسیر مین اور احادیث کے شروح اور کتب فقہ و صوفیہ کرام مین بھی مرقوم ہین تو گویا یہ رسالے انکے ترجمے ہوئے اسی لیے
ہندوستان کے عالمان جو کتب تفسیر اور احادیث اور فقہ وغیرہ سے خوب واقف تھے تقویۃ الایمان کی صحت پر فتوی اپنے مہرون اور دستخطون
سے لکھکر نکالے ہیں بھیجوائے اور حقیقت مین وہی عالم ہین کہ ان سب کتب دینی کو خوب جانتے ہین سو علم دین فقہ ہست تفسیر و حدیث ہر کہ
خواند غیر ازین گردد خبیث ہٗ کہ منطق و حکمت اور چند کتب فقہ پڑھکر بڑے عالم کہلا تاویلات کیا کرین اور منقولات مین معقولات کو دخل دین اور تصورات
و تصدیقات جانین آخر انکے صغرٰی کبرٰی کا نتیجہ بربادی عقیدت اور خرابی آخرت ہی ہے جیسے ناعاقبت اندیشان جو ان رسالون کو مردود اور
انکے مضمون اور معتقدونکو کافر ٹھہرا کر اپنے فعل سے آپ کفر مین پڑے بلکہ اشد کفر مین کیونکہ حقیقت مین گویا ان سب تفسیرونکو اور احادیث و فقہ
اور صوفیہ کی کتابونکو مردود کر گئے معاذ اللہ دے تمام ائمۂ ظاہر و باطن کو بھی کافر ٹھہرا چکے اور یقین ہی کہ اپنے کیے کی پاس سے ہر بات مین آیندہ بھی تاویلات
کرینگے پر آخر بجز وقوت انکی فضیحتی و رسوائی روز افزون ہو گی غرض یہ گرفتاری انکی دو حال سے خالی نہین یا تو ان سب کتابونکی باتون کو
جان بوجھکے بعضے ظاہر الفاظ کو ان رسالون کے جاہلوں کو فریب دینے کے لیے خاطر خواہ دام بنا کر اپنی عداوت و حسد دلی خوب ظاہر کر گئے ہین
اس صورت مین تو بڑے بیدین اور جھوٹے ہو گئے یا حقیقت مین بخت سے علم تفسیر حدیث اور فقہ و تصوف کے یا اسکی فہم کے بے نصیب تھے اس
حال مین تو وے سب جاہل اور کور سواد ہین ایسی دونون صورت سے انھونکا کہا اور لکھا ایماندارون اور شہر مندون کے پاس لوچ و مہمل ہے اور شرع مین
بیدین عالمون اور جاہلون کے قول و فعل کا اعتبار کرنا درست نہین بلکہ انکے شر سے ڈرنا چاہیے چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی کتاب زاد العباد آ الفصیحہ مین
لکھے ہین دوم تعظیم علما و تصدیق ایشان واجب است در آنچہ موافق دین نقل کنند و تمسک بکتاب و سنت نمایند نہ در آنچہ مخالف دین گویند و بہوای نفس محبت
دنیا حیلہ آموزی و فتنہ اندوزی نمایند در حدیث آمدہ است العلماء ورثۃ الانبیاء ما لم یمیلوا الی الدنیا و یدخلوا السلاطین فاذا مالوا الی الدنیا
و دخلوا السلاطین فاحذروہم فانہم لصوص الدین فرمود علما وارثان پیغمبر انند کہ علم دین باایشان بوراثت از پیغمبران رسیدہ است و خود دنیا را

جز این میراثی نبود تا دفتنیکه مین بدنیا نکنند در میان سلاطین نه درآیند و چون چنین کنند بتر سید از شر الشیان که ایشان دزدان دین اند نسال الله العافیه و مراد مبین د سبا و مداخلت سلاطین آنست که دین بدنیا بفروشند و مداهنت نمایند و فتوی ناحق دهند و اگر ترویج دین نمایند نمایند و باعث امداد و اعانت مسلمانان و تقویت دین حق شوند آن خودکاری سکرف و شانی بزرگ است و بالله التوفیق انتہی اور شیخ ابن حجر مکی خیرات الحسان مین مناقب نعمان کے لکھے ہین عن عباس اسمعوا کلام العلماء ولا تصدقوا بعضهم فی بعض فوالذی نفسی بیده انهم اشد تغایرا من التیوس فی زرابیها ومن ثم ذکر فی المبسوط من مذهب مالک انه لا یجوز شهادة القاری علی القاری یعنی العلماء لانهم اشد الناس حسدا و تباغضا یعنے روایت ہے ابن عباس سے کہ سنو عالمونکی بات کو اور باور مت کرو اسکو جو ایک دوسرے کے حقمین کہتے ہین قسم اسکی جو میری جان اسکے ہاتھ مین ہے تحقیق کہ وے رشک رکھتے ہین چھیلون سے زیادہ اپنے ہتی کی جگہہ مین اور پھر ذکر کیا مبسوط مین مالک کے مذہب سے نہین جایز ہے گواہی قاری کی قاری پر یعنے عالمونکی گواہی کیونکہ وے بڑے سخت ہین حسد مین اور بغض مین انتہی اور اس فرقہ نوابیہ کے اشتہار نامہ مذکور پر مہران اور دستخط کئے سو لوگونمین سے چھ سات نام کے عالمان ہین سو انمین بھی بعضے تو فتنہ کی جڑ اور بانی فساد ہین اور بعضے تو نوکری کے ڈر سے اور بعضے تو بڑے جوڑ دعوت کی موقوفی کے خوف سے اور بعضے اپنی تکفیر کے اندیشے سے مہر کر دئیے ہین اور باقی سب مہران بعضے نامو جاہل اور بدعتی مشایخ کے ہین کہ جنکو ہندی کتابون تک پڑھنے اور سمجھنے کا پورا حوصلہ نہین اور ایک مدت سے رات دن اسی گھات مین اور اسی بات کی تدبیر مین لگ رہے تھے اور اس بات کو اپنا بڑا فخر جانتے کہ ہم بھی جھوٹ مولویون مین مفت داخل ہو گئے اور از عناد و حسد کا بڑا بھید یا ئے طرفہ یہ ہی کہ ایک وہ زمانہ تھا کہ سلطنت پناہ دھیریا حضرت بادشاہ سید احمد صاحب کو خواب مین دیکھ کے ایک قصیدہ بڑی دھوم دھام کا انکی شان مین لکھکر پڑھتا پھرتا تھا اب ایک روز یہہ ہوا کہ سید واعظ کی بیعت شرعی کے باغ کو سرسبز و بار آور دیکھنے سے اور اپنی بدعتی پیری مریدی کی کھیتی شادی یعنے خشک ہو جانیکے سبب سے اپنی سیادت کی مہر جو نظام الدین احمد خان ناظم صوبہ ارکات کی بدیانتی تر و اگئی تھی سو اسکو سید احمد صاحب اور سید واعظ وغیرہ کی تکفیر پر ثبت کر کے اپنی سیادت مشہور کر لیا اگر اسکو حسرت بادشاہ پکارے تو کیا گناہ بھلا ایسے مجموعہ کینہ و پیمانہ دینیہ کو سوا نادانون کے کون دانا جمہور کہیگا اے یاروان مولویون کے شیوہ اطوار مذکورہ کے سوا آپ فرقہ انھون کے دوسرے کچھ اعمال حسنہ اور اوصاف حمیدہ بھی کان لگا کر سن لیجئے کہ فرقہ نوابیہ کے مجتہد اول قاضی ہزہا کے جہنڈے کھڑے ہو محرم مین لنگر کھینچے جاتی گویا ہو ی خاندان مین کہین بڑی جنگہہ ہو تو پر لگا جاتا اور بانگ دیگر اپنا میراثی رسوم لیتا اور پگڑی بندھائی مین بھی شاید کچھ حصہ پاتا اور شادی بیاہ مین تورن باندھنا موز کے چھاتہ کھڑ کرنا مالن درزی آگے ریت رسم کرنا دھلیز گھر کو کنگن باندھنا ڈھول دھرانا وغیرہ تمام رسمان ہنود کے اسکے گھر تو یہان تک کہ اپنے دست مبارک سے سہرا باندھتا اگرچہ دولھا مولوی ہو چنانچہ حسن علی مفتی صدر کوٹ طوعا و کرہا سہرا باندھنے راضی تھے تو اسنے با صرار تمام اپنے دست قضا دا نے سہرا باندھا اور خاندانیان اپنی شادی بیاہ کے ہندی رسمون کے مسئلون مین کچھ شک و شبہ لا کر پاچھول جا کر اس سے فتوا چاہے تو ان رسمونکی پوتی پڑھمن سر یکا کھولکر فتوی لکھ دیتا لیکن دو نگول کے مسلمانان اللہ تعالی کی توفیق سے بدعتی رسمونکو ترک کر شادی شرعی کرنے اور بیوونکو نکاح کر دینے لئے آپسمین عہد و پیمان کرو کے اس سے استفتا کئے تو اس استفتا کو خلاف شرع جانکر پھینک دیا اور بولا لوگون کے نسب لگا رہا جاتے ہین یارو غور کیجئے یہانتک کہان سے کہان تک پہنچتی ہے نعوذ باللہ منہا سبحان اللہ قاضی کو ایسا ہی لازم ہی ؎ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ؛ غرض وے شرفا قاضی ہانیل کو ثانی ابو جہل جانکے جو اپنے کام کر نیکے تھے کر گذرے یعنے بیوونکو نکاح اور شادی بیاہ ترک رسوم بدعت کے ساتھ کر رہے اور از روے اس حدیث شریف کے عن علی رفعہ من احیی سنة من سنتی امیتت بعدی فقد احبنی ومن احبنی کان معی یعنے علی کرم اللہ وجہہ روایت کئے کہ فرمائے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جو شخص میرے بعد میری موئی ہوئی سنتون مین سے کسی سنت کو جلایا سو مجھے دوست رکھا اور جو مجھے دوست رکھا سو میرے ساتھ

۴۲ نواب کے اشتہار نامہ پر مہر و دستخط کئے سو علما سے ... فرقہ نوابیہ کا مجتہد اور قاضی ہزہا کے اعمال حسنہ اور اوصاف حمیدہ کا بیان

ہی معمول رسول الثقلین ہوے اور قاضی جی سنت رسول کو مردود کرنیکا فتوی دیکے مردود الدارین بنگئے اور سوائے اسکے کالج کے امتحان مین یا خدمت افتا ملنیکے زمان
مین اپنی برادری والون اور آشنا اُن کے پاس سے نمبر کی تقدیم و تاخیر کر دیتا اور مستحق کو غیر مستحق بنا دیتا اور سابق مین مولوی محمد میر صاحب قراتی مولوی
شجاع الدین صاحب کے ساجے کے طور پر تریا تور دانم باڑی طرف جا نکلے تھے تو وہان نصیحت المسلمین کا وعظ بولنے لگے اللہ تعالے کے فضل سے بہت سے لوگ انکے
ہاتھ پر بیعت کرکے اپنی قدیم شرک بدعت کی چالونکو چھوڑنے لگے یہہ خواجہ بادشاہ حق نما حقیقت مین باطل نما اپنی شیخی کی بیرونقی دیکھ مارے حسد کے کچھ تہمتین مولوی
محمد میر صاحب پر لگا ایک خط خاطر خواہ مضمون کا لکھا ہے کسی قرابت دار کی معرفت سے اسلی کے یہان مدراس کو بھیجا تو یہہ جاہل بے تامل ایک فتوی مولوی
محمد میر کی تکفیر پر لکھا قاضی ہا زبل اُسپر اپنا مُہر کر دیا اور اپنے دونون مفتیون کے بھی مُہران کروا دیا اور وہ فتوی خواجہ حمید کے ہاتھ سے ویلور کو
بھیجا گیا مولوی محمد میر صاحب اس بلا نا گہانی سے بچنے اپنے تئین مدراس کو پہنچائے تو پھر قاضی ہازبل اور اُسکے تابعین اُن سے ملاقات کر عذر و معذرت
کئے معاذ اللہ عذر گناہ بتر از گناہ غرض نصیحت المسلمین چھاپی کی منگوا مطالعہ کر اسکی صحت پر مُہر کر دیا اور رقعہ بھی لکھ بھیجا بدستور اُسکے دونو
تابعین چنانچہ یہہ حوال آگے مذکور ہو چکا ہی سبحان اللہ پہلے تو اُنکی تکفیر پر مہربان کر دئیے پھر بعد اُنکے ساتھ عذر و معذرت سے پیش آئے
اور جس کتاب کی بدولت انکی تکفیر ہوئی تھی پھر اُسی کتاب کی صحت پر مُہران ہو چکے اور رقعے لکھے گئے اور حال مین مولوی حافظ رشید محی الدین صاحب
قادری کہ جنکے آبا و اجداد ایک سے ایک بڑھکے صاحب شریعت و طریقت ہوتے آئے ایک رسالہ سنت و بدعت کے بیان مین مسمّی بہ احیاء السنۃ معتبر کتابونکی
سندان لائے بڑے استحکام سے لکھکر ویلور سے قاضی ہازبل کے یہان بھیجوائے اور لکھ بھیجے کہ نظر غور سے دیکھکے کہین کچھ غلطی پاوین تو بے تامل بتا دین
اور اگر مناسب جانین تو اسپر مُہر بھی کر دین تا سدباب فتنے کا ہو جاوے تب قاضی ہازبل کئی روز تک دیکھکے آخر اسکی صحت و وصف پر ۔۔ اُسکے ادرد
خاص سے کچھ عبارت لکھ دیا بدستور دونو مفتیان بھی عبارت لکھ دئیے جب فرنگی محلی اور قاضی ہازبل مین کچھ باتین ہوئے اور نایب مختار نے کہا کہ مولوی سید شاہ
محی الدین صاحب ہمارے اشتہار نامہ پر مُہر نہین کئے پھر اُنکی کتاب پر کیونکر مُہران کیا چاہئے قاضی ہازبل اتنی بات کے سنتے ہی جھٹ اپنی دستخط اُس کتاب سے
پھاڑ لیا اور دونو مفتیان قاضی ہازبل کی سنت پر چلنے والے بھی اپنے اپنی دستخطان پھاڑ لئے اور حق سے روگردان ہوئے حدیث شریف مین آیا ہے
کہ من سکت عن الحق فھو الشیطان الاخرس یعنے جو شخص چپ ہوا حق بات سے تو وہ شیطان گونگا ہی ٹہرا اور فرنگی محلی اس رسالہ مین دستخطونکی
پھاڑ لینے کے نشان رہ جاتے ہین کرکے اُن ورقون کے تئین نکال دوسرے ورق ویسے ہی کاغذ و خط کے مانند طیار کروا اُس رسالہ مین لگا دیا دیکھئے یا
کیسا جعلی کام ہاتھ کاٹنے کے کیا ہی اور اُس رسالہ کی نقل بھی کروا لیا ہی معلوم نہین کہ آیندہ یہہ دغاباز اُسمین کیا کیا بد باتان لکھکے اُس مجدد کب
کو بدنام کرنا چاہتا ہی سبحان اللہ یہ تو عالمان ہوئے اور ہی کوئی ہو پایے آدھے تیتر آدھے بٹیر ہین اور قاضی ہازبل نے عبد الجبار ساکن قندہار کے
ساتھ تلویث مسجد کے مسئلہ مین جو جو بیان کیا تھا اور داوان کھیلا تھا سو عالم پر مشہور ہی چنانچہ فرنگی محلی بھی اُس وقت وعظ مین علانیہ اُس
بت پرستی تشنیع کیا کرتا تھا اور ہو رہتے اُسکی دغابازیان اُسپر قیاس کر لیجئے کہ اپنی خیر از دین علانیہ کلکٹے کے فتوی کو اشتہار نامہ کر
لکھا ہی کہ واقف لوگو یہ باتین جھوٹھ ہین یا سچ باوجود ایسے اعمال حسنہ کے اب تو دلی بن بیٹھا ہی آیندہ محمد حسین لوگڑی مفتی جتور کے
سر کیا ولایت نامہ سے کامیاب ہوگا تو بے شک لایتی ولی بن جائیگا اور قاضی ہازبل کے دونون تابعین یعنے عبد الودود اور حسن علی صدر کورٹ
کے مفتیونکی تبعیت تو معلوم ہو چکی کہ جہان اُسکا مُہر ہوا تو یہ دونو بھی اُسکے اجتہاد خیر و شر پر گواہی دیتے ہین پھر ویسے ہی اور با تونمین بھی
اُسکی سنت پر چلتے ہین یعنے وہی سب رسوم ہنود کے کرتے اور گھر دینمین ڈھول دھراتے عیدین کو گاتے بجاتے بچونکے سرون پر چوٹیان رکھتے
اور چوٹیان اُتارتے زن مریدی بنکر جودوان جہان ملاتے تہان جلاتے اکر در منشی مستان علیہا عبد الودود اول نمبر مفتی صدر کورٹ کے

گھر اُنکی بیٹی کی شادی کی تہنیت کے لئے گئے تھے باتون باتون مین وہ مرد دیندار پوچھے مفتی صاحب یہہ رسوم کیا اسلام مین درست ہین مفتی نے
جواب دیا کہ مین جو ہاتھون باندھا ہون اور مُونہہ کے جھاڑ ہندوؤن کے طور پر کھڑا کیا ہون اسواسطے ہے کہ ہند کے لوگ ایسے رسمان نہین کرینگے تو انکو
اشراف نہین گنتے پس اپنی عزت بچانا فرض ہے تب منشی موصوف اس تازے فرض کے سننے سے بہت محظوظ و متحیر ہوا پنے گھر آئے واہ واہ مفتی جی
کی شرافت و عزلت تو مونہہ کے جھاڑ اور تورن پر لٹکی ہے یارو اس فرض کو نہ جناب علی نہ امام حسن نہ امام حسین وغیرہم ائمہ اطہار رضی اللہ عنہم پائے
تھے نہ ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم باوجود دین کے رواج مین کئی طرح کی مصیبتان اور ذلتیان اٹھانے اور مسائل کے بہت سی تحقیقات کرنیکے جانتے تھے مگر
الحمد للہ اب ہمارے مفتی جی کو معلوم ہو گیا ظاہر ہے کہ ایسے فرض ایجاد کرنیوالیکو کسیکی تکفیر فرض کر دینا کونسی بڑی بات ہے افسوس کہ یہ قاضی اور
مفتیان باوجود از روے شرع کے شرک و بدعت کے رسمونکو چھڑوانیکے لئے اپنی جورؤن پر حاکم جابر ہونیکے ان بیدینی رسمون سے باز آنیکے واسطے
تعدی نکرسکے اور خلاف شرع جانے طلاق دینیکا تو کیا ذکر لیکن اہل بیت اور اکابران دین کی تکفیر ٹھہران کر دینا اور کفر کے رسمان
کرنا اور اُن رسمونکا فتوی دینا اور اُسکو فرض مقرر کرنا اور شرع کے خلاف فتوی لکھنا اور اُسپر ٹھہران کر دیکے اُسکی اثبات پر جھوٹھے تاویلان
کرنا حکم اللہ جانے یہہ حدیث شریف حقیقتہ قرآن ہی ہے اذا ظھر البدع وسکت العالم فعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین
یعنے جسوقت ظاہر ہووے بدعت یعنے نئی رسم اور چپ رہے عالم تو اُسپر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتونکی اور آدمیونکی اور سب کی انتہی ظاہر ہے کہ چپ
رہنے والے عالم کا یہہ حال ہو تو پھر بدعت کے فتوے دینے والے اور فرض جاننے والے کیسے لعون ہوینگے اور یہہ قاضی اور دو نو مفتیان اور نا اہل کافرونکو بُرا بات
مین جناب جناب کہتے پھر منہہ پر ناک لیکر دو مردونکی عیب جینی کرتے خود فضیحت و دیگران را نصیحت اور فرقہ نوابیہ کے مجتہد ثانی اسلمی ملعاجی کے اوصاف
پسندیدہ یہہ ہین کہ وہ مکہ معظمہ مین رہنیکے دنونمین اُسکا درماہہ حافظ یار جنگ عرف اولیا طاغوت کی معرفت سے مکہ معظمہ مین اُسکو پہنچتا تھا
جب وہ مدراس کو آیا تو طاغوت مذکور پر اپنے دو ہزار روپئے کے قریب باقی ہے کرکے فریاد کیا لیکن دریافت کے وقت آخر اُسی کے خطوط سے اُسکی
دغابازی ثابت ہوئی اور جھوٹا ہوگیا اور یہان اور بعضے حاجیان کہتے ہین کہ یہہ ملعاجی مکہ مین رہنیکے ایام مین دس بارہ ہزار دینار صمد کی بابت کے
محمد اکرم تاجر کو چھپا کے تجارت کو دیا تھا وہ حبشی اُسکا بھی ستا دکھلا یعنے سب پیسے داب لیا اور حقوق دونونکے آگے تبین جا ایسی کتابان بیچنے نکالا تھا
تو اتفاقاً اُن کتابونمین سے ایک کتاب شرح قصیدہ ہمزیہ کی جسپر مہر نواب امیر الامرا بہادر مرحوم کی تھی مولوی جلال الدین حسین خان داروغہ کتبخانہ
کی نظر پڑی تو کیا دیکھتے ہین کہ اُس مہر کو سفیدہ یا اور کسی چیز سے مٹا دئے ہین لیکن نام صاف معلوم ہوجاتا ہے تب داروغہ مذکور اسلمی کو پیام کہلا
بھیجا کہ حضرت سلامت یہہ کتاب سرکار کی ہے شاید غلطی سے بیچنیکی کتابونمین داخل ہوگئی ہوگی اسلمی یہہ بات سنتے ہی تیتین مین آکے نایب مختار
کو کہلا بھیجا کہ آپکا داروغہ مجھپر کتاب کی چوری لگایا ہے مین اس کتاب کو حرم مین خرید کیا ہون اسکو حد افترا پہنچایا جائے نایب مختار جواب دیے
کہ داروغہ کو ایسی بات کی دریافت لازم ہے یہہ کچھ بد بات نہین غرض دریافت وقت جو رسید آگے سرکار مین دیکے کتاب عاریتاً لیا تھا سو دفتر سے
نکلی اور نمبر اور مہر وغیرہ علامات کے رو سے بھی سرکار کی کتاب ثابت ہوئی تب اسلمی امانت دار و دیانت شعار حرم کی خریدی عجل جاکر نایب مختار کو بول
بھیجا کہ مین سمجھا نہین میری کتاب ہے اگر سرکار کی ہو تو لیلیجئے الحاصل وہ کتاب سرکار کے کتبخانہ مین داخل ہوگئی سبحان اللہ داروغہ کو حد افترا پہنچانے
کے بدلے آپ خود حد سرقت کے لائق ہوگیا یارو اب کوتون کے دغابازون پر ہنسنا بہت بیجا ہے کہ نوابیہ فرقیکے بڑے جیسے اور داڑھی والے ایسے بات
کئے۔ اور اُسکی جہالت کی صفت مت پوچھو کہ جاہلان وہان تعلیم پایا ہے جب اُسکی ما اُسکو عاق کئی تو آپ بھی غصہ مین آکے فرمائے کہ مین بھی تمکو
عاق کیا یہہ بات کچھ چھپی ہوئی نہین لوگون پر مشہور ہے کیا خوب بیٹا بھی ماکو عاق کرتا ہے ۵ طرفہ یہہ ماجرا ہے دنیا کا دیکھئے

ماکو بتیا عاق کیا * اور حدیث مین آیا ہی اور مسلمان دیندار دل ہی دستور ہی کہ دو مسلمانون مین خلاف ہو جاوے تو صلح کردا دینا اسلیے حافظ مولوی سید شاہ
محی الدین قادری جو اسلمی کے بزرگون کے مرشدزادے ہوتے ہین مصالحت کی تدبیر کر مولوی سید محمد علی صاحب واعظ کو اسلمی کے گھر لیجا کر ملوائے تو ہنسی خوشی سے
گفتگو کیا اور نیت اخلاق سے گاڑی تک ساتھ آکے رخصت کیا پھر ایک دو روز کے بعد بعضے عزیزون کے اغوا سے سید واعظ اور مولوی سید شاہ محی الدین صاحب
کے حق مین انواع و اقسام کے گالیان دینے لگا صاحبزادگی اور سیدی کا بھی پاس نکیا ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین لکھے ہین من قال العلوی علیو یا قصد الاست
خفاف فقد کفر یعنی جو کوئی کسی سید کو حقارت سے چھوٹا سید کہیگا تو کافر ہی انتہی طرفہ یہہ ہی کہ اسلمی اپنے سفینۃ النجات کے تین سو بتیالیسوین صفحہ مین
مودر لکھا ہی ہر کہ گوید عالم عویلم یا علوی علیوی بتصغیر و استحقاق او را کافر گردد انتہی لیس ان صحیح النسب سیدونکو جو عالمان با عمل بھی
ہین اسنے گالیان دیا سو اپنے قول سے آپ کافر ہو گیا غرض باوجود ان گالیون کے مولوی سید شاہ محی الدین صاحب اپنے وطن ویلور کو جانیکے روز رخصت
کے لئے اسکے گھر کو جاکر ایک پہر کامل بیٹھے رہے تو وہ بدکیش ہرگز نملا آفرین اسکی دینداری پر مسلمانی کی چال اور خلق محمدی ایسی ہی ہوتی ہے
خوی بد در طبیعتی که نشست ٭ نرود جز بوقت مرگ از دست ٭ اور مشہور ہی کہ مکہ مین کوئی سیدانی جوان برقعہ پوش صدقہ کے پیسے لینے اسکے پاس
گئی تو بوا کرم تو جہر پر سے نکالا ہی تب وہ بی بی یہہ بات خلاف شرع جانکر پیسون سے ہاتھ دھو چلا گئی اور یہہ بدگمان کیا سمجھا معلوم نہین کہ اس بی بی کو کیونکر
منگوایا پھر اس بات کی خبر عربون کو ہوئی تو یہہ مردود بنی ہاشمی کو بے پردہ کرنیوالا ہو اسکیلئے دو تین کر اسکی خوب سی خدمت بجا لاوے آہ کیون نہ ہو نوابیہ کے
مجتہد ثانی مکہ کو جاکے اور تو کچھ اخلاق نسیکھے مگر دکھے کھائے اور چھیالیسوین سنہ مین عشرہ محرم کے اندر ایک روز نائب مختار کے دربار مین کہا کہ کسی
زندہ سے کٹ کے جدا ہوئے ہاتھ پاؤن پر جنازہ کی نماز پڑھنا فرض ہی تب مفتی بدرالدولہ نے اس سے پوچھا کہ گرے ہوئے دانتون پر اور ختنہ کئے ہوئے
چمڑے پر بھی کیا جنازہ کی نماز ضرور ہی اسلمی نے کہا کہ ہان انپر بھی نماز پڑھنا چاہئے تو مفتی بدرالدولہ نے ہنسا اور کتب فقہ دکھلا اسکو الزام دیکر شرمندہ کیا
اور ایک بار قاضی القضات غلام نبی خان مرحوم کے فرزند محی الدین خان صاحب کو دھوبیونکی مزدوری تلف کرنیکا فتوی دیا اور اسپر قولہ تعالی حبطت اعمالہم دلیل لایا اگر کسیکو
تامل ہو تو صاحب موصوف کو خدا کی قسم دیکے پوچھلو اور اسکا شاگرد امتیاز الدولہ بھی اس کی روایت اسی سے کیا ہی اب اگر انکار کر جاوے تو عالم الغیب
تو جانتا ہی اور اپنی کتاب سفینہ کے ایک سو انتیسوین صفحہ مین لکھا ہی کہ فعل حق تعالی درین عالم جز بتوسط اسباب نباشد انتہی ظاہری کہ صانع بے آلہ
جلت قدرتہ نے ایک کن کے کہنے سے کروڑون خلقت کو پیدا کر ڈالا اور کرتا ہی اور کریگا اور قیامت تک اسی کن کا ظہور سمجھ لیجئے افسوس پھر تھا
سو تھا عقل کا بھی اندھا ہی کہ نص صریح وھو علی کل شئی قدیر کو بھی نہ سمجھا ٥ قادری گویا فرید سبب ٭ بے سبب آفرینش چہ
عجب ٭ اور یہہ کینہ کیسا مفتری و پر کینہ ہی سو غور کیجئے کہ اپنے سفینہ کا حاشیہ جو زینہ لکھا ہی اسمین طریقہ محمدیہ والونکی طرف نسبت کرکے ذکر
کیا ہی کہ گذارش روایت و سنن و استنجا بکلوخ نیز حرام میدانند انتہی معلوم ہوا کہ سید واعظ پہلے تشریف لانیکے وقت مین دو ہنڈی کلوخ جنتی پور
سے بنے بنائے سید واعظ کے یہان بھجوا گئے تھے سو شاید وہ سب کلوخ استنجے کے بدلے اسی مفتری کے حلق مین غڑپ ہو گئے * اور سید واعظ کے
مریدان جو شب و روز سنت و نفل نماز پڑھتے ہین اور علانیہ کلوخ لیتے ہین سو اسکو بھی نہین دیکھ سکا نجانین اسکی آنکھون مین کیا پھر گیا ہی
یا اس جویبل افزا کے کاسہ چشم مین وے کلوخ اپنے مصرف سمیت ہضم ہو گئے اور ایسے ہی افترون کا رد بہ تفصیل کسی نے رسالہ مین تازیانہ نعلی بر
پشت اسلمی کے لکھا ہی دیکھلو اب ایماندارون اور شعور مندونکو ان مفسدون اور مفتریونکی ہر بات کی تاویلات اور بناوت اور جھٹائی سمجھ لینیکے
لئے دوسری کسی دلیل کی احتیاج نہین رہی اور فرنگی محلی جمال کا کمال یہہ ہی کہ اپنے باپ کے عرس مین صندل کی مٹکی سر پر دھرکے ننگے پاؤن جلو
وحشم کے ساتھ گھر سے قبر کو لیجاتا اور وہان کے سب رسوم ادا کرتا اور وردالدین صاحب کے عرس مین جہان کسبیان ناچتیان ہین جاتا اور وہان

شربت کی گھڑی لیجانے وغیرہ رسموں میں ان بدعتی مشائخوں کے ساتھ شریک رہتا اور قرآن سننے معروف صاحب مشائخ اور متولی کے گھر جاتا اور قرآن خوانوں کو اپنے گھر بھی بلاتا یہہ حدیث
شریف کتاب ابن ماجہ میں ہے نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن المراثی یعنی منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرثیوں سے انتہی اور کہتا ہے کہ جناب
فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے بی بی مریم رضی اللہ عنہا افضل ہیں چنانچہ کسی بزرگ دیندار نے اسکے رد میں ایک رسالہ بھی لکھا ہے اور وہ رسالہ سرکار نائب مختار میں آج
موجود ہے دیکھ لیجئے واہ واہ جمال خوش خصال کا کیا عقیدہ پاک ہے شاید عیسی کی امت میں داخل ہوا چاہتا ہے اور ایک روز بولا اگر عیسی امام حسن اور امام حسین کے زمانے
میں ہوتے تو باوجود نبوت کے حسنین کی جوتیاں بغل میں دابتے انکی ہر کتاب میں ورق تیار وہیلے تو حضرت مریم کی ویسی فضیلت بڑھاتا تھا بعد اسکے عیسی علیہ السلام کی ایسی اہانت
وحقارت کیا اسکا تو یہی مثل ہے دھوبی کا گدھا گھر کا نہ گھاٹ کا اور وعظ بولنے کے وقت نائب مختار کا بلاوا آجاوے تو اسکو حکم معراج سمجھ حاکم حقیقی کے احکام کو بیان کرنا موقوف
کر اٹھ کھڑے ہوتا اور کہتا کہ صاحبو نواب صاحب نے بلایا ہے اب جاتا ہوں پھر بعد بولا ہونگا سبحان اللہ واعظ ہو تو ایسا ہو یارو فرنگی محلی کے منبر کے بیٹھنے پر ایک خوش مصرع
یاد آیا ہے سنگ شکستہ بجای گیا پی بنا اور اسکی مشورت سے سید الواعظ کے بعض مریدوں نے جو ملازم سرکار تھے تو بنابرہ اس مضمون کا لکھوا لیا کہ اگر اپنے مرشد کا معتقد نہ ہوں
تو اپنی جورو پر طلاق ہے حالانکہ بیچارے ہر چند اللہ کی قسم کھاتے تھے پر وہ مالک تو لغو قسموں کو مانا ابن حجر مکی لکھتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالی کی قسم کو نمانا تو وہ کافر ہے غرض انمیں
سے ایک نے سید قاسم نامی کہا کہ میں تو جب تم نہیں کھاتا ہوں پھر کسکی جورو کو طلاق دیوں فرنگی محلی بولا اپنی ماں پر طلاق دے اس سید نے کہا کہ ماں کو طلاق سے کچھ نسبت نہیں اور میں ماں بھی
نہیں رکھتا ہوں اپنے باپ کی ماں کو طلاق دیوں پھر تو اس سید کے سبب سے وہ بات موقوف ہوگئی دیکھئے دیندار وکیسا ان لوگونکی بے دینی اور جہالت ہے کہ ماں اور جورو دونوں
کے مابین برابر ہیں اور ماں کے ساتھ انھی نسبت لگادے کیوں نہ ہو ایسے بیوں جاہلوں کے بھی کان کاٹتے یارو انہوں سے تو اسباب میں قرآن بھلے ہیں ماں اور جورو کو برابر نہیں جانتے اور رسالہ
حقیقۃ الصلوۃ جو بنایا ہوا مولانا عبد الحی قدس سرہ کا ہے سوا اسکے چوبیسویں صفحہ میں یہہ لکھا ہے کہ مالک یوم الدین مالک ہے جزا کے دن کا جزا کا دن قیامت ہے اور اللہ کی
مالکیت ہمیشہ ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی مگر اندنوں میں اتنا فرق ہے کہ دنیا میں بظاہر اور بھی مالک کہلاتے ہیں گو وہ مالکیت عاریت و ناپایدار ہے کیونکہ اصل مالک اللہ ہی
ہے لیکن قیامت میں یہہ ریت کی مالکیت بھی و تھہ جاوینگی انتہی فرنگی محلی اس رسالے کو ہاتھ میں لے منبر پر بیٹھ کے ابلہ فریبی سے پڑھنا شروع کرا اندنوں میں کے لفظ کو اندنوں میں پڑھا
اور کہا بعد اسکے بابت سید احمد مغفور لیاہی صاحب جو فرقہ کیو کہ بھلا سید احمد صاحب سے مقتولوں میں کچھ بھی ہو سکتا ہے اولیا اندنوں میں بھی کہاں ہے بلے تیری
راستگوئی جھوٹوں کے پیر اور اسی رسالے کے آخر میں چھاپنے والا لکھا ہے کہ جناب مولوی محمد علی صاحب کی تصحیح سے چھاپا ہوا ہے اور رسالہ نصیحۃ المسلمین وغیرہ رسالوں کے ساتھ
جلد بندھا ہوا تھا یہہ قاعدہ ہوا کر یہہ کچھ نصیحۃ المسلمین کی بد بختی سے دلخواہ بیان کر اسکے ثبوت وقار ن لوتا کے بولا اعجو محمد علی نصیحۃ المسلمین کا معتقد تھا دیکھ لو کر اسمیں
لکھا ہے کہ مولوی محمد علی کی تصحیح سے چھاپا ہوا ہے دیکھو تو یارو یہہ چھاپنے والے کی بات کہاں لگا کے لوگونکو دھوکا دیتا ہے سبحان اللہ عالم دیندار ایسا ہے تو کہ جیسا وقت
دیکھتا ویسی بولی بولتا اور یہ کچھ تو نقل تا کچھ لیس عالم نہوا گا تو رہی ہو آو عید اضحی کے روز قربانی کے وقت بکرے کا سر شمال طرف اور پاؤں جنوب کی طرف کر کے مرد کو جیسا
قبر میں سلاتے ہیں ذبح کیا اور لوگوں کو بھی ایسا ہی فتوی دیا اور آپ جگہ جگہ کے بتلا کر ایسا ذبح کرتا تو دانا لوگ یہہ تو دیکھ کے ہنستے تھے اور نادان شک میں گرفتار ہوگئے کہ
ایسا کتا تو مولوی ہر نکو اسطرح سے سمجھا رہا ہے غلط ہوگا اور دو سال کے بیشتر ازیں کہا کہ ست شوال کے روزے حرام ہیں و بعضوں کے روزے بھی تڑوایا اور مستوجب لعبولبیا [illegible]
مولوی شہاب الدین کے رو برو بھی ایسا ہی کہا حالانکہ ست شوال کے بابت حدیث شریف وارد ہے چنانچہ کسی بزرگ نے اس دونوں بوڑھی میں رسالہ لکھا ہے سرکار
نائب مختار میں آج دھرا ہے دیکھ لو اور حال شرف الامرا کے فرزند کی کتخدائی کے روز فرنگی محلی نے تقی الدین خان کے چوتیکے ساتھ شرف الامرا مرحوم کی لڑکی بے گواہ نکاح پڑھا
نائب مختار سنکر فرنگی محلی کو خوب سا جھڑک کر پھر دوبارہ نکاح موافق شرع کے پڑھوا اے عیاش لوگو خوشیاں مناؤ اور فرنگی محلی کے قدم چوم لو کہ تمہارے واسطے اچھی فتوی
دیا ہے اور انکو بھی یہہ بشارت سنا دیں کہ تمہارے خاطر خواہ اچھا قاضی پیدا ہوا ہے اب تمہاری وہ تی ہملیتہ چلکی چرپی ہیگی اور یہہ فرنگی محلی ایسا خیر گیر نکاح خواں ہوگیا
ہے کہ مردوں کو بھی نہیں چھوڑتا ہے چنانچہ ایک روز ربیع الاول کی اکیسویں ۱۲۵۲ ہجری میں عبد القادر خان مرحوم کے فرزند اکبر بادشاہ کے گھر فاتحہ کی تقریب کے سبب سے

سید محمد خان نواب حلیم خان مرحوم کے نواسے اور سید نظام الدین بانکے اور عزیز النسا بیگم کے فرزند اور حشمت جنگ بہادر غرہ محرم جمع آئے تھے تب ان باتون مین فرنگی محلی نواب والا جاہ اور نواب
نظام الدولہ بہادر فردوس مکان مالک دکن کی تکفیر کر بیٹھا سید نظام الدین بانکے نے یہہ سنتے ہی ایسا گھرکا اور دانٹ کے کہا کہ نواب نظام الدولہ رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم مین انکی تکفیر کیا سو وہ کافر ہو گیا فرنگی محلی بیچارے کا برقعہ لے اپنا منہہ بنا کے ہو کے دم کھایا اور ایسی سال کہ ربیع الثانی کی دوسری تب مین امیر الہند نواب محمد غوث خان بہادر
دامت حشمتہ و سلطنتہ اپنے دار الامارہ مین جلوس فرمائے ہوئے تھے اور حکیم احسن الدین خان حال اور امین علیخان اور حاجی فہیم اللہ خان فرزند مولوی وحید اللہ مرحوم کے اور کئی عمدگان
بھی حاضر حضور تھے اتنے مین جمال الفرودی فرنگی محلی کی ہوئی تب حاجی موصوف کو ایسی خواب اپنا نواب معزی الیہ کے جا مین عرض کرنے لگے بعد تمام ہونے کے فرنگی محلی بولا کہ علی تقی
کے خواب کا تو اعتبار نہین تمھارے خواب کا کون اعتبار کرتا حاجی موصوف بولے کہ امیر المومنین کے خواب کو جب تم معتبر نجانین تو تمھاری بکا کیا اعتبار پھر تو بڑھتے بڑھتے دونون
بیچ گفتگو ہونے لگی آخر بایک دیگر تو کافر تو کافر کی دھوم مچگئی تب نواب معزی الیہ خفا ہو کر اٹھ گئے ہو قضیہ کو تمام اور ایسے ہی ایک روز سید حسین جنگ چھانپ کے ساتھ گفتگو کرکے گالی
گلوج کی نوبت پہنچا اسکے ہاتھ سے نواب بیگم کی ڈیوڑھی ایسی اپنی فضیحتی کر لیا کہ آنکھوں مین آنسو بھر لا رونیکی صورت بنا کے چپکا ٹل گیا اور ایک روز اسکی مجلس مین نجوم
کی ذکر نکلی تو مولوی میر علی نے کہا کہ نجوم پر اعتقاد رکھنا شرک ہی پھر اس پر ملا علی قاری کی سند بھی بیان کیا تو وہ کفر مجسم یعنے فرنگی محلی بولا ملا علی جھک مار کے کھایا وہ کافر ہی
پھر تو دونون مین گفتگو بڑھی فرنگی محلی آستینان چڑھانے لگا کہ اب دیکھ تجھے کیا کرتا ہون تب میر علی کہنے لگے خبردار تجھکو مستر ملیت کے یہان بھیجوا کے بیٹھ پھروا دونگا
سبحان اللہ فرنگی محلی کیا ایماندار شخص ہی کہ اپنی بات کے خلاف کسی عالم کے قول کو پایا تو اسکو کافر کہہ بیٹھتا ہی اور کیا حیادار مرد ہی کہ ہر کہین دنیا اعلا سے فضیحت و رسوا ہو
کرتا ہی یہہ تو عالم نہین بلکہ بیحیا ہی بلکہ بیحیائی کے عالم کا مولانا کہا چاہیئے کیون نہو خدا نے فرنگی محلی کو عزت بخشا او مولانا او مولوی علاؤ الدین کی نام کو روشن کیا سپوت ہوے
کپوت ہوے اور کئی بار سید حسین جنگ چھانپ سے بطور مسخری کے کہا ہی کہ اگر یزید حسین کو قتل نکرتا تو تم لوگ یہہ سر و پیڑ کہان سے پاتے اس بات کو نواب کرناٹک غلام
غوث خان بہادر کی ڈیوڑھی کے بھلے آدمی اور شاگرد وغیرہ سب نے مین بیٹھ تو نہ سمجھ زادہ ہی کہ یزید کو اہلبیت کا محسن جانتا ہی اور جب کلکتہ سے تقویۃ الایمان کی صحت پر فتوی
بیالیس عالمونکی دستخط و مہر سے چھاپا ہوا آیا تو اسنے قانون جی ایما ایک جمعہ کو منبر پر بیٹھ کر وہ فتوی ہاتھ مین لیا اور اسکا باطل کرنا مکما مولوی شہاب الدین حقیقت مین حجاب الدین
منبر کے نیچے تفسیر کبیر اور تفسیر مولانا شاہ عبد العزیز کھولے ہوے ہاتھ مین لئے کھڑا ہا بعد از فرنگی محلی خاطر خواہ جو بکنا تھا سو بک کر کہنے لگا اس فتوے مین سندان لکھکر جو عمدہ
عمدہ کتابونکا حوالہ دیا ہی سو غلط ہی دیکھئے تفسیر کبیر اور تفسیر شاہ عبد العزیز کا حوالہ دیا سو اسمین ایسا لکھا نہین ہی فقط بہتان و افترا کیا ہی اور ورقان لوٹ لوٹ کے صفحون پر
انگلیان رکھ رکھکے دکھلاتا اور اسکا چیلا حجاب الدین بڈ کو بھی حق کو چھپا کر وجہ موافق ہان ملا کرتا یار و حالانکہ وہ تمام سندان حوالہ موافق انھین کتابون مین موجود
ہین جاہلان جو اسکے چیلے چپاٹی مین انکو تو حقیقت حال کچھ معلوم نہین پھر کیا تو چھپا نہایت خفتی و فخر سے کہنے لگے کہ ہمارے گروجی نے ایسے بڑے فتوے کو ایک باتمین رد کر ڈالا اور سندان
جو ان سندونکو جانے والے تھے اس ہجو سے انکے بڑے انکار صریح حیرت ناک ہو کہنے لگے سبحان اللہ دزدے دلاور است کہ بکف چراغ دارد بعد اسکے اس جلسے جو تھے کے تسنیمند طرفدار
بھی ان سندونکو جوانے کے مطابق انھین کتابونمین پاکر طرفداری سے باز آئے لیکن بانی محبانے جو کہا تھا کہ کلکتے کے علما سے دوچار بھی تقویۃ الایمان کی صحت پر گواہی دین تو مین اسکی طرف
ہو جاؤنگا سو با وجود اتنے عالمونکی گواہی کے اپنا عہد وفا نکیے حالانکہ وفا بعہد شرط ایمان کی ہی اور ایک روز وہ دشمن سادات یعنے فرنگی محلی دسترخوان پر غلام مرتضی خان
بہادر عضد الملک کے بیٹھے جو کھانا کھاتا تھا اسوقت غلام جیلانی خان و شرف الامرا بہادر اور کئی لوگ بھی موجود تھے اتفاقاً کسی حاضرین مجلس سے فرنگی محلی سے پوچھا کہ سید محی
الدین بادشاہ صاحب شیخ حیدر آبادی کون مین سو آپ جانتے ہو فرنگی محلی نے کہا ہان جانتا ہون سید صاحب نامی ایک زن کے ہزل مین تھے سو نکالے بالک ہیں غوث
الاعظم کی اولاد نہین ہی جب یہہ خبر اس زن کو پہنچی تو فرنگی محلی سے وہ پوچھے کہ آپ کو میرے نسب کی تحقیق کہان سے ہوئی جو ایسا کہتے تب فرنگی محلی جھوٹ سوگند کھا کے کہا
کہ مین نے نہین کہا اور جب تک وہ سید اعظم کی و دوسرے علما دیندار اسکی اور سادات کبار کی گرد جھکا او توبہ لینے کی خدمت مین بسر و چشم اہتمام کلی بکار الایات ع ما نعلم سمجھے کہ بدر الدولہ
مفتی محکمہ کو واسطے سے نامختار رو عرض سلام کیا کہ میرا تقاضہ عنایت فرماو پر یہہ توبہ طرف مجلسکی خصوصیت پر بانی مختار نے برخلاف فرنگی محلے کے مقصود کے کہا کہ بسم اللہ رخصت

ہے فرنگی محلی نہایت مایوس ہو گیا پھر یہہ خبر نواب بیگم نے سنی تو فرنگی محلی سے تعرض کی کہ بے اطلاع میرے تم رخصت کیون چاہتے ہو فرنگی محلی جہت انکار کر گیا کہ مین نے ایسا پیام نہین دیا تھا
مفتی بدر الدولہ نے اپنی طرف سے لگا دیا ہے اور ادھر مفتی بدر الدولہ کو پیام بھیجا کہ مین نواب بیگم سے ایسا بولا ہون سو آپ بھی مجھے بچالین بلے تیری جرأت میان فرنگی محلی
سچے اور سچی قسم کھانیوالے ایسا ہی کرتے ہین اور چند روز کے آگے یہہ فرنگی محلی بعد نماز جمعہ کے جو ہنوز بعضے لوگ سنت و نفل نماز مین مشغول تھے ابو المعالی بازاری کی تحریک سے
بہت سے لوگون کو جمع کر کے منہہ برسنے کے لئے نماز استسقا کے عوض مین بطور اجتہاد کے مرغ بے ہنگام کے سر بکا سات بار بانگ دیا تب متولی مسجد کا ان دونونکو خوب دانتا بلکہ تکفیر
کی نوبت پہنچی اور وے دونو متولی کو لعنت ملامت کرنے لگے غرض بالکدیگر تکفیر کی دھوم مچگئی اوس تکفیر کے بازار مین متولی اپنے پیر کی بھی تکفیر خرید کر بیٹھا کیونکہ وہ بھی ابو
المعالی بازاری کی شراکت کا سودا رکھتا تھا غرض حسب الحکم نایب مختار کے حسب موافق حکم شرع کے فتوی لکھا گیا تب مجتہد اول و ثانی و قاضی بلدہ و غیرہم سے اپنے مہران کر دئے
کچھ عبارت بھی اپنے ہاتھ سے لکھہ دئیے کہ یہہ کام ضلالت کا ہے مگر فرنگی محلی مہر نکر کے کہا کہ اگرچہ یہہ فتوی جو منع اذان پر ہی سو صحیح ہے لیکن مہر کر دینے سے میری بڑی
رسوائی و بدنامی ہے کیونکہ یہہ بدعت مجھہ سے ہوئی ہے پر وہ عالم دیندار کا تو یہہ کام نہین کہ حق بات کو چھپاوے اور اپنے کئے کی پاس سے فتوی صحیح پر مہر نکر دیوے ابھی دلی
دور ہے اس کفر اہل بیت اور مومن کو دینداری سے کیا نسبت دیکھئے ایک روز نایب مختار کے حضور مین کہا کہ دو بزرگ ایک طرف بیٹھے تھے ایک کی تو عادت یہہ تھی کہ ہمیشہ تمامی اولیاء
اللہ کو بیان بزرگ جناب علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو گالیان دیتے تھے اور دوسرے بزرگ بڑے مودب تھے اتفاقا خشک سالی ہوئی تو لوگ منہہ برسنیکے لئے بزرگ مودب سے التجا کر کے
اپنا مقصد نہین پایا بعد گالیان دینے والے بزرگ سے التجا کئے تو آسمان پر ابر خوب ظاہر ہو گیا لیکن برسا نہین پھر وہ بزرگ اپنی جوتیان آسمان کی طرف پھینکنے لگے تو دیر کے وقت کے بعد
منہہ برسنے لگا نایب مختار نے پوچھے کیا جوتیان ابر کو مارے تھے فرنگی محلی بولا ابر کو نہین خدا کو اور کہا دیکھئے بزرگون کو خدا کے ساتھہ ایسا ناز ہوتا ہی نایب مختار اس بات کو
باور کئے یا نکئے سو خدا کو معلوم ہے پر لعنت کرو ایسے عقیدہ پر اور ایسا کہنے والے پر اور اسکو باور کرنیوالے پر اب کہو ایماندارو تو کوئیے سب باتان جھوٹھہ مین یا سچ بھلا طرفہ
محمدیہ والے غریبان ایسے بد عقیدہ والے سے کیا مقابلہ کر سکینگے کہ انہو کا عقیدہ تو موافق قرآن و حدیث اور کتب عقاید کے ہی اور وہ بدبخت اپنی خاطر خواہ نقش جوڑی عقیدہ
بکرا ہی اب اسکو منانا تو کفش ہی سے منایا چاہئے وہ تو قدرت غریبون کو نہین لیس اللہ ہی کو سونپ دیا چاہئے کہ وہ سب بھلی بری کا جاننے والا ہی سو آن بانو لیکے
و غلط مین جو جہالات جھوٹھے قصے کہانیان وہیان لکہا ہی سو لکھون تو ایک دفتر عظیم ہو جاویگا روشن ضمیرون پر اجمال خوب روشن ہے کچہہ احتیاج بیان کی نہین
جب علمائے نامدار کے اوصاف ایسے ہون تو بے نام عالمون کی صفتان کیسے ہونگے سو قیاس کر لیجئے چنانچہ ایک خط کا ابو المعالی بازاری نے ان کے مقدمہ مین ایک جہل خط
نایب مختار کو لکھا تھا اور وہ خط متولی کے پاس تھا سو اسکی عبارت بجنسہ یہہ ہی بسبب گرانی نرخ غلہ و کشش باران غریبان و مسکینان بحال ابتر ہنوز این حالت آینده
چگونہ باشد مرسان گشتہ آل نبی صاحب انتقام نبی صاحب قرار داده التجا کرد لہذا حکم نمود کہ ہمہ مردم جماعت صف کشیدہ بعد نماز جمعہ و بعد فرض وقتی اذان بابداد
در صورت متولی اعظم نواز خان مانع التجا گشت و گفت کہ نواب صاحب در غضب می آیند و منع میفرمایند و میگویند کہ در مسجد چراغ علی خان میکنند و اذانہا در وقت
بابداد کرده میان جانوران بمیرند الخ دیکھئے کہ اسنے اپنے کو سید بنایا ہی حالانکہ اسکے وطن کے لوگ یعنے جالنے کے باشندے کہتے ہین کہ اسکا باپ شیخ تھا اور انگریز کا نشتر باز
لعنۃ اللہ علی خارج النسب و لعنۃ اللہ علی داخل النسب اور اس عبارت جہلہ سے کیسی اسکی جہالت و حماقت پائی جاتی ہی اور اپنے کو تو نبی بھی ٹھہرایا ہی ... اور کہتا ہی
کہ نبی تو کیا بلکہ ولی کو بھی ہم سجدہ کرینگے ایسی ہی باتون سے جاہلون و گانجہ کشون مین بڑا صوفی بن گیا ہی اور نکھیان چولیان کے سودے کے دور مین تا نیا او سو بکتا ہی آیتون
اور حدیثونکی بھی جو باتین آتے ہین سر بکا کر کے لوگون کو گمراہ کر دیتا ہی چنانچہ قل انما انا بشر مثلکم کے معنی جو لکھا ہی سو بجنسہ یہہ ہے کہ اللہ نے کہا مین بھی انسان
سر بکا ہون تب یون کہا محمد رسول اللہ کو ان نبی نعوذ باللہ منہا یہہ توصیح کفر ہی قال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اذکرکم اللہ فی عترتی اس حدیث شریف کا معنے
اپنی کتاب ہندی مین یہہ لکھا ہی یعنے فرماتے نبی صاحب نے کہ معلوم کراتا ہون تمکو کہ اللہ میرے فرزند و مین ہی نہتے حالانکہ صحیح معنا اس حدیث شریف کا یہہ ہی کہ فرمائے
رسول صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم یاد دلاتا ہون تمھین اللہ تعالی کو میرے اولاد کے باب مین یعنے میری آل کی حق ادا کرنے مین اللہ تعالی سے ڈرو دیکھئے اس معنی کو کس طور سے بدل کے

مصارف سے بھی بڑھ گیا نعوذ باللہ کی پناہ افسوس ہے ایسے کی مہر بھی قابل اعتبار ہو گئی تھی تو یہی ہے کہ ویسے بے دینی اشتہار نامہ پر ایسے ہی مرتد فرقے کی مہران چاہئیے ہے کہ در تعمیر این ویرانہ
معمار چنین باید اور بے دغا بازان بالکل دیگر ایک کی ایک پاسداری ایسی کرتے ہیں کہ اپنا ایمان جانے سے بھی خبر نہیں رکھتے چنانچہ محمد نامی طالب العلم نے آیت موصوف
کی معنی کا کاغذ جو ابو المعالی نے لکھ دیا تھا بجنسہ فرنگی محلی کو دکھلا کے پوچھا ایسی معنی لکھنے والے کو کیا کہینگے فرنگی محلی دیکھتے ہی شور مچایا کہ وہ بے شک کافر ہے پھر وہ
طالب العلم بولے بھلا غور کر کے فرمائیے تو پھر کہا بیشک کافر ہے تب طالب العلم بولے ابو المعالی نے لکھ دیا ہے فرنگی محلی بولا ہاں ابو المعالی نے لکھ دیا ہے شاید کچھ سمجھ کے لکھ دیا
ہو گا اور جب اسلمی اور ارتضا علیخان کے درمیان نماز جمعہ متعدد مسجد میں جایز ہونیکے مسئلہ میں جھگڑا پڑا تھا اور ایک دوسرے کے رد میں رسالہ لکھا کرتا تھا تب ارتضا علیخان نے عدم
جواز پر فتوی لکھا تو مدراس کے علما باوجود وہ فتوی غلط ہونیکے اسپر اپنے مہران کر دئے تھے اور ارتضا علیخان نے لوگوں کو تلبیس و مغالطہ کیا تھا سو یہ حقیقت اسلمی نے خود
اس رد و قدح کے ایک رسالے میں لکھ چکا ہے چنانچہ وہ عبارت یہ ہے خصوصا درین بلدہ کہ علماء آنسوی نفسانی بدماغ بسیار پیچیدہ است و ادراک حق ازان خیلی عسیر شدہ
چنانچہ اخبار الشہادت میکنند و بخبر مشہور یہ میکردانند و فتوی بلا تامل دادہ مردم را در چاہ ہلاک میکنند و تغافل و تساہل را در امور مہمہ دین شعار خود ساختہ اند و مراعات
خواطر بحدیکہ بر ایشان است کہ از کتمان حق و نقصان دین ہیچ باک نمی دارند و نادیدہ و نادانستہ دستخط و خواتم بطریق شہادت ثبت میکنند و الی غیر ذلک چنانچہ اینہمہ نقد حال
است و آئندہ انکشاف احوال و مآل آنکہ علماء معصوب بدین در حزم و احتیاط در آئین عوام بیشتر میباید قضات و مفتیان را نیز لازم است کہ از علماء بلد مشاورہ کنند و بعد تصویب در
امضای فتوی گستاخ انصفون حدیث اجرأکم علی الفتوی اجرأکم علی النار کہ وعید شدید است در رعد باشند بحکم انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء لان العلم ہو
الخشیۃ لا کثرۃ الروایات انتہی اور دوسرے مقام میں اسی رسالے کے لکھا ہے و قول قید روایات احتراز است از قول شافعیہ عجیب و غریب است زیرا کہ شافعیہ خود
قایل بمفہوم اند این قسم تخصیص را نگاہ کند خطابات شرعیہ قبول میکنند چرا در روایات انکار ازان خواہند ورنہ بالجملہ دین قول از سر تلبیس و مغالطہ بود و ہیچ مساس بمدعا
سایل ندارد کما لا یخفی علی العالم المتدبر انتہی دیکھئیے تو اسیہ فرقہ والے خود آپس میں ایک دوسرے کی بیدینی اور حق تلفی و تلبیس و مکر و مغالطہ ثابت کرتا ہے حالانکہ خود بھی
وہی صفتان رکھتا ہے چنانچہ اسلمی خود ایک بدعتی مرزا دہ کے لکھنے سے اخبار کو دیکھے سرکا سمجھ کے بلا تامل مولوی محمود صاحب کی تکفیر پر فتوی لکھ کے اپنے ساتھیوں کے بھی مہران
کروایا اور ارتضا علیخان کے فتوی پر تمام صحیح ہی کر کے مہر و دستخط کر بعد اسکے اپنے سفینہ میں پھر آیۂ وما اہل بہ لغیر اللہ کی معنی میں تحریف کر اسی فتوی کے خلاف
فتوی دیا اور اسی کتاب سفینہ میں شفاعت بالاذن لکھا تھا سو اسکو اندنوں میں طریقہ محمدیہ والونکی ضد سے بطور تلبیس و مغالطہ کے دو ورقی رسالہ شفاعت کے باب میں لکھکے
فضیحت ہوا ہے چنانچہ یہ مقدمہ آگے مذکور ہو گا سبحان اللہ جمہور اور اجماع کے لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں مثل مشہور اسی طبل بلند بانگ و در باطن ہیچ ؛
۱۲ اور بہت سے ناسمجھ جاہلان جو اشتہار نامہ مذکور پر مہران کئے سو انکا حال یہ ہے کہ قبروں پر سر پر تلوار رکھ کر اپنے علاقہ دارونکو حکم کرتے ہیں کہ قبر کے پاس پگڑی باندھکر جانا اور ادب بجا لانا
ظاہر ہے کہ شرع میں تو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے روضۂ مطہر و مقدس پر آداب بجا لانیکا بلکہ رکوع کا حکم نہیں لیکن معاذ اللہ یہ کونسے نبی کے امتی ہیں سو معلوم نہیں ہوتا،
اور چھلہ یا چھٹی کے رسم کے روز ادھر سے بہن یا چچی ہوتی ہے تو ادھر بھائی رتھ بنا کے ہو سامنے جاتے اور چھٹی کے دن جو لکھتے ہیں اور اعتقاد کرتے کہ چھٹی اس دن بچے کی تقدیر
لکھتی ہے اسلئے اسکا پاس بھر اونڈے پھوڑتے ہیں تاکہ تقدیر نیک لکھے اور شادی بیاہ و تولد وغیرہ کے کاموں میں ہندونکی رسمان کرتے اور کوئی کام یا رسم شروع کرتے ہیں جو یہ سمجھ
کو عالم الغیب جانکر ان سے حکم لئے بغیر نہیں شروع کرتے اور شگون لیکے وقتیں ایسے جو ہیں بتاتے ہیں حالانکہ یہ کام کفر اجماعی ہیں اور عرسوں میں روشنی کی کثرت اور مشکل علاقہ وغیرہ کی بد
بدعتان بے شمار ہوتے اور قبر جو عبرت لینیکی جگہ ہے سو ایک عالم کا تماشہ گاہ بن جاتا اور وہاں بندیاں و مردان بیٹھے اپنے دلونکے اور مقصدونکو پا کے عرس کرنے والوں کے حق میں دعا
خیر کرتے یار و اگر پوچھو تو عرس کرنیوالونکو یہی بڑا فایدہ ہے اور محرم وغیرہ کسی قسم کی بدعت منکرہ نہیں چھوٹتی بلکہ بدعتوں کو سب وقت پیلے و ھوئے لوگ تیوں اور
اور دشمن ایک دشمن سے مدد کرتے حتی کہ کافرونکی عید و ہمین بھی اپنے علاقہ دار کا منتر برہمن وغیرہ کے ان سب جو ہیں ایسے کمک فرماتے ادھر یہ برہمن ہیں وان سے سرفراز کرتے میوہ
تحفہ ہدیہ بھیجواتے انکی سرکی تعظیم و توقیر بجالاتے اگر سید زنانے حضرت حوا رسول مقبول ہیں ان یا توہمن دموا جسے جگہ آتے تو معمل مسلمانوں میں شمار کئے جاتے فقط القصہ وغیرہ

رکھکر کفر و بدعت لے کا مان لیں لے محبت رسول الہی اوین تو کیونکر ہو سکے چہ نسبت خاک را با عالم پاک سبحان اللہ یہہ منہہ اور یہہ دعویٰ مان بات یہہ ہے کہ ہمنے نے تنبیہ یا مے مدینے بھیجے ہو
ویے لوگ تیجہ راکے مریدان اور جوسی ہمنونکے پیروان اور کافرون کیمہ خادمان مین حقیقۃ القرآن مین لکھا ہے کفر کی مدد کرنا یا اسکی تزئین کرنا یا مشابہت پکڑنا کفر ہے اور یہہ حدیث
شریف مشکوۃ کے باب البکاء علی المیت مین ہے عن ابن عباس قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم زائرات القبور والمتخذین علیہا المساجد
والسرج یعنے کہا ابن عباس نے لعنت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عورتون پر جو زیارت کرنیوالی قبرون کی ہین اور لعنت کی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان دونون
کو جو لیتے مین قبرون پر سجدہ اور لیتے مین قبرون پر چراغون کو اور یہہ حدیث اسی کتاب کے باب الکہانت کے پہلے باب مین لکھی ہے عن حفصۃ رضی اللہ عنہا قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اتی عرافا فسالہ عن شیٔ لم یقبل لہ صلوٰۃ اربعین لیلۃ یعنے ذکر کئے بی بی حفصہ نے نقل کیے کہ فرمائے
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جو کوئی کہ جاوے کسی فال بولنے والے پاس پھر اس سے کچھ پوچھے تو نہین قبول ہوتی اسکی نماز چالیس دن اور رات کی روایت کئے اسکو
مسلم انتہیٰ اور احادیث و کتب عقاید مین لکھا ہے ان تصدیق الکاہن فیما یقولہ من الغیب کفر یعنے کاہن جو غیب کی بات کہتا ہے سو اسکو باور کرلے تو کفر ہے انتہیٰ اور
مسایل الاربعین مین خلاصہ سے لکھا ہے من اھدی بیضۃ الی المجوسی یوم النیروز کفر یعنے جو شخص کہ ہدیہ دیوے ایک انڈا مجوسی کو نوروز کے روز کافر ہے انتہیٰ اور شیخ عبد الحق
دہلوی محدث مشکوۃ کے ترجمہ مین باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ مین لکھے ہین قال قال رسول اللہ گفت ابراہیم ابن میسرہ از تابعین است کہ گفت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم من وقر صاحب بدعۃ کسیکہ تعظیم و تبجیل کند خداوند بدعت را فقد اعان علی ھدم الاسلام پس تحقیق مدد میکند بر ویران کردن دین اسلام چہ در
توقیر وی استخفاف و استہانت سنت است و این منجر میشود بویران کردن بنای اسلام بہمین قیاس در توقیر و تبجیل سنن یا داعی بنای اسلام خواہد بود بسبب تعظیم و ترویج
سنت رواہ البیہقی فی شعب الایمان انتہیٰ جب بدعتی کی تعظیم کرنیوالا اسلام کی بنا کو ویران کرنیوالا ہو تو پھر خود بدعتی و بدعتیون کا مددگار کیسا ہوگا سو ظاہر ہے اور
باب الصید والذبایح مین لکھے ہین لعن اللہ من اوی محدثا لعنت کند خدا کسی را کہ جا دہد و پناہ دہد و حمایت کند مبتدع را کہ در دین چیزے پیدا کند کہ در اصل نبودہ و نہ سنت
و خلاف سنت و مغیر آن سنت انتہیٰ علاوہ یہہ جن مسلمانون نے سبب نادانی علانیہ جمیع ہین سو کسقدر بے تمیز مرتکب ہوتے معاذ اللہ یہہ حدیث صحیح مسلم وغیرہ مین ہے عن
ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان
لم یستطع فبقلبہ و ذلک اضعف الایمان یعنے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمایا جو شخص تم مین سے
کسیکو بدی کرتے دیکھے تو چاہیئے کہ اسکو ہاتھ سے تغیر کرے یعنے منع کرے پھر اگر ہاتھ سے منع نکر سکے تو زبان سے منع کرے پھر اگر زبان سے بھی منع نکر سکے تو اسکو دلمین
دشمن جانے اور معلوم کرے کہ دلمین دشمن جاننا یہہ چھوٹا مرتبہ ایمان کا ہے انتہیٰ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ہاتھ اور زبان سے منع کرنیسے عاجز ہووے اور دلمین بھی دشمنی نرکھے
تو اس شخص کو ایمان سے ذرا بھی حصہ نہین ملا باوجود اسکے کسی نے انھون کی تغیر کرنے اور انھون کو دشمن جاننے کی تو کیا ذکر تو یہہ بھی نہین کیا بلکہ کمال رسوم سے بری تعظیم بجا
اور انھون کو پیر دستگیر اور محب رسول جانتے خوشامد کی باتین کرکے شادی بیاہ اور ماتم و غم مین انھون کے شریک ہوتے اور مٹھائیان خوب چکتے نفس کے کتے کو خوب چھکا مگر
آل رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو نہایت حقیر و ہیچ جانکے اپنے جہل و بھول اور فساد کی باتون سے بے تامل انکی تکفیر کرتے ہیں آفرین ایسی محبت رسول اور مسلمانی پر جب ایسے ہو
تب ایسے ہو و استہزا یا مذکور پر دھیان کئے سو شاید ان بدعت شعار و ایمان نزد کا حال تو اظہر من الشمس ہے کہ کہتے مین کہ معرفت کی ایک بات ہے جلدی ہے جب سے یا کر
تو سمجھ دلمین جس سے جاہین اپنی چاہتین مانگ لین بے سبب منع کرنا شرع کا حد کے ہین معاذ اللہ لیے تو صاف کافر ہو جاتے ہین کیونکہ قرآن و احادیث کی باتون کو بے اصل
جانتے ہین سنتے ہیں مانند اس کے قرآن و حدیث مین جو مروی وارد ہین سو اسکے مطابق سب آئمہ ظاہر و باطن کچھ اپنی بیتی لیتا ہو تو نہین بلکہ مروی ہے تو ہمارے عمل کے لئے لکھ چکے
اور اسی کے مطابق آپ بھی عمل کرتے اور اولیاء کمل اور اقطاب ابدال اور اوتاد و افراد ہو گئے کچھ باتون و کتابون سے ان نعمتون کو نہہ پایا اولیاؤنکے تذکرون
کی کتابین اور فتوح الغیب وغیرہ دیکھین تو معلوم ہو جاویگا کسقدر احکام شرع پر مستقیم و چلنے والے تھے نہین تو وے بزرگان ان مرتبون کو ہرگز نہین پہنچتے اور

ارشاد الطالبین مین مرقوم ہی کہ گفت ابو القاسم نصرآبادی اصل التصوف ملازمت کتاب و سنت و ترک ہوا و بدعت و ترک رخصتہا و ویلا سنت انتہی بعد کے
علیہ الرحمہ فرماتے ہین سب خلاف پیغمبر کسی رہ گزید کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید مگر بدعتیان گمراہ جو شرع کو ہیچ سمجھتے ہین سو قرآن و احادیث اور ظاہر و باطن کے اماموں
اور مرشدوں کے قول و فعل کے منکر ہو کر خسر الدنیا و الآخرہ ہوئے انہوں کو توحید و معرفت سے کیا نسبت تمامی صوفیہ کرام و اولیائے عظام رضی اللہ عنہم بھی یہی لکھتے ہین کہ محمد
علیہ الصلوۃ والسلام مخلوق بلا واسطہ اور مظہر تمام ہین باقی سب بواسطہ آپکے مخلوق اور مظہر ہین اور قصص مین انا من نور اللہ و کل شئ من نوری اور لولاک لما
خلقت الافلاک کے یہی معنی ہین مگر کوئی یہہ نہین لکھتا کہ عالم الغیب اور عالم کے مالک متصرف ہین اور خاص صفات مخصوصہ مین شریک ہین خدا کے ساتھ اور اپنا ذکر کر
بلکہ ضد آپکے ساتھ کچھ مناسبت نہین کرکے کہتے ہین چنانچہ امام شعرانی کتاب مختصر فتوحات مین سلیس العارفین شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کے ایک حصے کلام کی سند تمامی وحدت
الوجود والے لاتے ہین اور انکو اپنا امام جانکے سب طرح جیسے انکے تابع ہین لکھے ہین اذا کان مبدع الاول الذی ہو الحقیقۃ المحمدیۃ عندنا و العقل الاول
عند غیرنا لا مناسبۃ بینہ و بین ربہ فکیف بما بینہ و بینہ وسائط فافہم یعنے جب مبدع اول جسکو ہم حقیقت محمدیہ کہتے ہین اور فلاسفہ عقل
اول بولتے ہین نہین کچھ مناسبت ہی درمیان اسکے اور درمیان رب کے پس کیونکر مناسبت ہوگی اسکو جو درمیان اسکے اور درمیان اللہ کے واسطے ہووین انتہی اور اسی کتاب
کے دوسرے باب مین لکھے ہین قد ثبت عندنا انہ لا مناسبۃ بین الحق تعالی و بین خلقہ بجنس و لا نوع و لا شخص یعنے تحقیق ثابت ہوا ہمارے پاس
نہین کچھ مناسبت درمیان حق تعالے کے اور درمیان مخلوق اسکے جنس مین اور نوع مین اور شخص مین انتہی حاصل اسکا یہہ کسی جہت سے مخلوق کو خالق کے ساتھ کسی چیز مین مناسبت
نہین ہی سوائے اسکے کہ گمراہ اپنے مریدون سے سجدہ لیتے اور اگر کوئی مومن بطریق کلمہ طیبہ السلام علیکم جو سنت ہی کہتا تو ناخوش ہو کے کہتے دیکھو کیا بے ادب ہی تسلیم نہین
کرتا شاید مولوی محمد علی کا مرید ہی و الحمد للہ السلام علیکم کہنا علامت طریقہ محمدیہ والونکی ہوئی اور تسلیم کرنا جو شعار رندوں کا ہی علامت انکے مخالفونکی ٹھہری
اور اگر کوئی مومن شرک و بدعت کے کام چھوڑ دیوے تو فریب شیطانی دیتے کہ تمہارے بزرگان جو مسلمان تھے وے تو یہ کام کرتے تھے اب تم بڑے مسلمان ہوئے کہ انکاموں کو شرک کہتے ہو شاید
انکو کافر جانتے ہو اور معاذ اللہ یہہ کیا بات ہی شاید انکو معلوم نہوگا اس لئے کئے ہونگے اللہ تعالی غفور رحیم ہی بخش دیگا یا بیشتر مرنیکے توبہ کیے ہونگے اور مسائل مین امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
علیہ کے خلاف ابو یوسف وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم کئی مقام مین فتوی دئے ہین اور اسی پر فتوی ہی پس ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو عاصی کہینگے معلوم ہوا کہ یہ مردود ان اماموں کو
بھی یہی قیاس کرینگے انکا تو وہی مثل ہی کہ باندر آپ خراب سو خراب بن کو بھی خراب کیا اور ذکر کے بدلے دم اپنے باپ دادون کے نسب و حسب کی جھوٹی بزرگیون کی لاف مارنے
اور دوسرونکی اہانت و تکفیر اور غیبت کرنے مین صرف کرتے سو بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی که درین راه فلان ابن فلان چیزی نیست اور فکر کے عوض مین آر
ایک دوسرے کا حق تلف کرنے اور جبہ نکال لینے چھینٹا مارنے تسمہ کاٹنے فقیری اڑا دینے خلافت چھیننے کسیکے مرید کو پھیر لینے کسی پیر کو کھوٹ گھات کے ایمان پیا لینے
یا اپنے مین سے کوئی ہوا فق ترجیح اگلے اولیاء اللہ کے پیر کا چلا تو ایسے انواع و اقسام کے بہتان کرنیکی فکر مین رہتے اور نجوم و رمل اور فال کے وسیلہ سے جاہلوں اور نادان عورتون کے
مال ہضم کیے چہانتے کہ غیب دان اور سانچے پیر ہین جا کے اپنی بزرگی جتاتے اور انہوں سے اپنے نام کے نذران مانگنے کو مرتبہ ولایت سمجھتے اور آتش بغض و حسد مین جل بل خاک
سیاہ ہونیکو عشق الہی جان لیتے اور گانجے کے دم لے دھکوں کو دو عشق حقیقی سوجھتے اور پند و وعظ کے بدلے لوگونکو ہنسی کھیل مین اور رنگ گت مین لگا اور تجنیس نماید کے
اپنے افعال نفسانی اور اعمال شیطانی پر ادھر ادھر جھوٹے کہانیاں قصے لا کے دینداروں سے جھگڑتا اور شرک بدعت کے کامون کو منع کرنیوالون کے دامنگیر ہوتے تون
کے پیر کا عرف کرتے اور گنجفہ کی تصویر کو پیر کا برزخ تصور فرماتے اور چوپڑ کی نرد دغا کھیلنے کو طی منازل و مقامات گنتے اور شطرنج کی چال کو سلوک الی اللہ سمجھتے اور اپنے
آباؤ اجداد کی قبرون پر روشنی و رفعلی سعی و شن کرنے اور کچنیان نچوانے اور طرح طرح کے شرک و بدعت کے کام بجالاتے اپنے مریدون اور جاہلون کو قبرون پر جھکا بوسہ دلوانے
تسلیم و سجدہ کروانے اور قبرون پر عود دان کھنیے عود کی راگ کو مرتبہ چشتیہ بیان جانتے اور مرید نیون پر گوشت حرام سمجھنے کو اتباع رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بوجھتے اور چار ابرو کی
صفائی کرکر ملحد کی صورت بنا فقیر بنا نکو عین توحید جانتے اور اس ملحد کو موحد کہتے اور رسول نما فقیر کی حقارت کرکے برت کے وقت متھا دیتے ساقی سے نہ دیتے اور اپنے ملحد

فقیر کے برابر نہیں سمجھتے واہ کیا پاک عقیدہ اور طریقہ ہے کہ جنکے امتی کہلاتے ہیں انکے فقیر کی ایسی حقارت کرتے ہیں طرفہ یہ ہے کہ آپ ایسا بد طریقہ رکھتے ہوئے طریقۂ محمدیہ
والوں کہتے ہیں کہ جنکا عقیدہ و بیعت لینا اور فقیر بنانا وغیرہ کام موافق حکم رسول مقبول کے اور مطابق اگلے اولیاء اللہ کے سررشتے کے ہیں کہتے ہیں کہ یہ بے طریقہ
ہیں واہ کیا غضب کی بات ہے کہ طریقہ محمدیہ والے بے طریقہ ہوں اور طریقہ شیخ نجدیہ والے طریقہ والے ہو گئے سبحان اللہ پیران حق نما ہوں تو ایسے ہوں اور مریدان خوش
عقیدہ ہوں تو ایسے ہوں ظاہر ہے کہ صوفیہ کرام کا تو ایسا بدعتی طریقہ نہ تھا پھر معلوم نہیں یہ طریقہ مگر شیخ کا ارشاد ہے شاید شیخ نجدی کا ہی کہ لو ہی جگہ و السلوک
لیے سبب بنا راست ہیں یا دروغ حدیث شریف ہے عن ابی مالک الاشعری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربع فی امتی من امر الجاہلیۃ
لا یترکونہن الفخر فی الاحساب والطعن فی الانساب والاستسقاء بالنجوم والنیاحۃ یعنے ابی مالک الاشعری سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم چار خصلت ہیں میری امت میں کام جاہلیت سے کہ نہیں چھوڑتے ہیں انکو ایک اپنا زور مدح کرنا باپ دادے وغیرہ کے حسب میں دوسرا طعن کرنا اور عیب پکڑنا لوگوں کے نسبوں
تیسرا طلب کرنا مینہ کا ستاروں سے چوتھا نوحہ کرنا دکھ میں انتہی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں من تصوف ولم یتفقہ فقد تزندق ومن تفقہ ولم یتصوف فقد
تفسق ومن جمع بینہما فقد تحقق یعنے جو کہ صوفی ہوا اور علم فقہ نجانا پس تحقیق وہ زندیق ہوا اور جو فقہ جانا پر تصوف نجانا تو تحقیق بے معنی یا گمراہ ہوا اور
جو کہ دونو کا جامع ہوا پس محقق ہوا انتہی پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ تصوف نجانے تو کمال ایمان کا جاتا ہے لیکن جب علم شریعت نجانے تو اصل ایمان جاتا ہے
اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ملفوظات میں فرماتے ہیں تفقہ ثم اعتزل یعنے اول علم شریعت کا سیکھ لے بعد از گوشہ اختیار کر اور اسی میں فرماتے ہیں
کل حقیقۃ ردتہ الشریعۃ فہو زندقۃ یعنے جو حقیقت کہ شریعت اسکو رد کرے پس وہ زندقہ ہے انتہی اور شیخ عبد الکریم جیلی قدس سرہ کتاب انسان
کامل کے مقدمہ میں فرماتے ہیں شریعت اصل ہے اور حقیقت اسکی فرع ہے اور مولوی باقر آگاہ ارشاد الطالبین میں لکھتے ہیں کہ بحضور سید الطایفہ جنید بغدادی نقل
کردند کہ اینجا جماعتی ہست کہ میگویند بالحق واصل شدیم مارا العبادت حاجت نیست فرمود راست میگویند واصل شدہ اند لیکن بدوزخ و نیز سید الطایفہ جنید بغدادی فرمودہ
ہر کہ حفظ قرآن نکند وحدیث ننویسد اقتدا کردہ نشود بوی درین امر زیراکہ علم ما مقید است بکتاب و سنت و صدیق ما زدوکوں آزاد ابو حفص حداد فرمود ہر کہ وزن
نکند افعال و احوال خود را در ہر وقت بمیزان کتاب و سنت پس شمار مکن ورا در دفتر رجال انتہی حدیث شریف رواہ الدارمی عن ابی الدرداء قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من شر الناس عند اللہ منزلۃ یوم القیامۃ عالم لا ینتفع بعلمہ یعنے روایت کیا دارمی ابی درداء سے کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم تحقیق کہ سب سے بدتر آدمیوں میں سے نزدیک اللہ تعالی کے از روئے قدر و مرتبے کے قیامت کے دن وہ عالم ہے جو فایدہ نہیں دیتا اپنے علم سے یعنی عمل نہیں کرتا اسپر انتہی اور
جاہل لوگوں کو بے سبب بے گوارا وعظ و نصیحت سے تنبیہ کریگا تو کیا ذکر بلکہ وعظوں پر ہنستے اور طعن و تشنیع کرتے چنانچہ بہت ورثے اگلے مولوی علی احمد صاحب قدس سرہ
وعظ تو کہتے تھے کہ دیکھو صاحبو انکی طرف سے کہتے بے اختیار قصابان وغیرہ السلام علیکم کہکر ہمارے اثر ابر کہنے لگے اور بعد اسکے مولوی […] صاحب رحمۃ اللہ علیہ جامع مسجد
میں وعظ کیا کرتے تھے سو وقت میں قاضی نازبل کے پدر بزرگوار مصطفی علیخان قاضی صدر کوٹ نے کہا تھا کہ یہ کیا گر گر لگایا ہے اور ویسے ہی انکے ڈھونگ مچایا ہے چنانچہ
یہ بات لوگوں میں مشہور ہے حال میں تو قاضی نازبل بھی بحکم الولد سر لابیہ وہی صفت لائے بلکہ از پدر ہو گئے کہ سید واعظ جلیل القدر […] ملان کہ جنسے ہزار ہا
مسلمان ہدایت پائے اور کفار اسلام سے مشرف ہوئے سوانکی تکفیر کر چکے اور یہ حدیث حذیفہ سے کتاب ابن ماجہ میں لکھا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقبل
اللہ لصاحب بدعۃ صوما ولا صلوۃ ولا صدقۃ ولا حجا ولا عمرۃ ولا جہادا ولا صرفا ولا عدلا یخرج من الاسلام کما یخرج الشعرۃ من
العجین یعنے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبول نہیں کرتا خدا بدعتی کا روزہ نہ نماز اور نہ صدقہ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد نہ توبہ نہ فدیہ وہ خارج ہوتا ہے اسلام
سے جیسے خارج ہوتا ہے بال گوندھے آٹے سے انتہی اور تفسیر فتح العزیز میں سورۂ بقرہ کے بیچ بیان میں اقسام نفاق کے نودو پانچویں صفحہ کے درمیان فرماتے ہیں قسم سوم آنکہ بسبب کثرت
گناہاں و رسیدن آثار ظلمات او لطافت دنیا و اجتماع خلاق بد ایمان ایشان مغمور شود و نہایت ضعیف گردد بحدیکہ اتباع حضرت پیغمبر مضرت حرت نتواند کرد و منفعت

آنرا برمنفعت دنیا ترجیح تواند داد پس حقیقت این فرقہ ہم ایمان ندارند زیرا کہ مقصود از ایمان علو ہمت از پستی دنیا ولذائذ نفسانیہ بند و رو بہ کسب مرضیات الٰہیہ
عالیہ حادث است و این قسم چند تصدیقی دارند اما تصدیق بغایت ضعیف کہ در علو ہمت تاثیری ندارد و قاعدہ مقررہ عقلیہ است کہ الشئی اذا خلا عن مقصودہ لغا
تصدیق اتیان لغو محض گردید بود و نبود نش برابر شد و بر ہمین مراتب سہ گانہ اتفاق آیات و احادیث مختلفہ را منطبق باید ساخت مثلاً ان المنافقین فی
الدرک الاسفل من النار و ان المنافقین یخادعون اللہ وھو خادعھم و اذا قاموا الی الصلوٰۃ قاموا کسالیٰ مذبذبین بین ذلک
بیان حال مرتبہ اولی و دوم است و من لم یحکم بما انزل اللہ الی آخرہ بیان حال مرتبہ سوم آنچہ در حدیث صحیح وارد است کہ آیۃ المنافقین ثلث وان صام وصلی وزعم
انہ مسلم اذا حدث کذب و اذا عاھد غدر و اذا اؤتمن خان نیز بر ہمین مرتبہ محمول است انتہی کیون یارو یہ علما اور مشایخ وغیرہم جو اوصاف معلوم ہوئے پیرزادے
بدنفسان نے ان اعمال و افعال سے بھی سب آیات و احادیث مذکورہ کے روسے اسلام سے خارج ہو بھلا یوں تو اپنے خیر الزاد کی شرح میں جو لکھا ہے کہ اما العدوحون دین ملی عباس
واولاد کان سند و قت ظہور علمائے دجالین و صین بروز فقرائی بطالین است انتہی سو اب وہ لوگ کون ہیں سو سمجھ بوجھ لیجئے اور جمہور تو وہ نید اور ان کا اعتبار رکھتا ہے
سو یہ جمہور ضلالت معمود ہی نہیں ہوا بلکہ یزید ہی کے عہد میں جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی ٹھہرا کر انکے قتل کا فتویٰ دیئے تھے جب جمہور حق ہی نہیں سکتا ہی تو پھر اسکو اجماع
کہتے ہیں سو اسکا کہاں ٹھکان کیونکہ اجماع کو بہت شروط چاہیئے انمیں سے ایک یہ ہے جو توضیح شرح تنقیح الاصول میں لکھا ہے واما الثانی ففی اھلیۃ من ینعقد بہ
الاجماع وھی بکل مجتھد لیس فیہ فسق ولابدعۃ فان الفسق یورث التھمۃ ویسقط العدالۃ وصاحب البدعۃ یدعو الناس الیھا
لیس من الامۃ علی الاطلاق وسقطت العدالۃ بالتعصب و کذا المجون یعنے لیکن دوسری بات اجماع جن لوگوں سے ٹھہرتا ہے سو انکی لیاقت
کے بابمیں ہے سو وہ یہ ہے کہ اجماع ٹھہرتا ہی اس مجتہد سے جسمیں بدکاری نہو اور بدعت نہو کیونکہ تحقیق بدکاری تہمت کو پیدا کرتی ہی اور عدالت کو گرا دیتی ہی اور بدعت کرنیوالا
لوگون کو بدعت کی طرف بلایا کرتا ہی وہ امت مطلق میں داخل نہیں اور عدالت گر پڑتی ہی تعصب سے اور ملکے پن سے اور اسیطرح حیلے سکھایا کرنے سے اور اسی کتاب میں
لکھا ہے والمراد بالامۃ المطلقۃ اھل السنۃ والجماعۃ وھم الذین طریقتھم طریقۃ الرسول علیہ السلام واصحابہ رضی اللہ عنھم دون
اھل البدع یعنے مراد امت سے وہ لوگ جو اہل سنت و جماعت ہیں کیونکہ انکا طریقہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور انکے اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین
کا ہی سوا اہل بدعت کے انتہی بھلا اب قطع نظر فسق و بدعت کے مجتہد کون ہے جو مبتلا ہے بالفرض اگر ایسے ہی بلیس بلکہ بدذات و بدعتیون کو جمہور اور اجماع ٹھہراتے ہیں
اور اس جمہور و اتباع کی تبعیت واجب جانتے ہیں تو کلکتہ کا فتویٰ مذکور جو بالیس عالموں کی مہر و دستخط سے آیا ہی سو بڑا جمہور اور بڑا اجماع ہوا لیس اسکی تبعیت
زیادہ تر واجب ہی یار و توضیح کی عبارت سے اور بھی ایک بڑا فائدہ صحیح ہمکو معلوم ہو گیا ہی کہ جنکا طریقہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے اصحاب کا ہی سو تری امت
میں داخل ہیں پس جو شخص کہ ان طریقوں پر چلنے والے اور ایسا چلنے کی نصیحت کرنیوالے پر اعتراض کیا سو امت محمدی سے خارج ہوگا ای ایماندار و یہ گمراہ عالمان اور مشایخان
متفق ہو جاہلوں اور پاجیوں کے سرکا ایک بزرگ سید اور عالم جلیل القدر کو کچھ بد لکھکے اپنی عزت اور فخر بڑھانے چاہیں اور عالم کو اپنے معتقد کرنیکے لئے بہتیر امر گر بین بانو
گھنسیں چلو بھلا انہیں جہاتی کو تالین اور لاکھ طوطیا بنا ہیں تمہیدین گا تحصیل افسون پڑھیں لوگوں سے کھر پھر کر یں بجولہ و قوتہ کچھ انکی عزت و منزلت نہ
بڑھیگی اور عقلمندان انکی مریدی میں گرفتار نہیں ہونگے اب انکی قطعی خوب کھل گئی افسوس تھی سو بزرگی بھلی اس حسد و فتور کی بدولت ہاتھ سے کھوکے فضیحت ہے سوا
جو حدیث شریف ہی من حفر بیرا لاخیہ فقد وقع فیہ یعنے بیرا کھودے کنوا آپ ہی ڈوب موا اور دنیا میں اپنا نام نیک چھوڑ کے جیسا کہ مکی میں جو چاہ زمزم میں
پیشاب کیا تھا تو لوگ پوچھے کیوں تو نے ایسا بد کام کیا تو وہ بولا کہ مجھ کو نام کا نام کسی صورت سے دنیا میں باقی رہنا منظور تھا اسلئے یہہ کام کیا ہوں کہ قیامت تک
میرا نام رہیگا حق تو یہہ ہی کہ خدا نے جسکو عزت و مرتبہ دیا سو وہی بزرگ بنیگا اور اسکا بدخواہ و نوچا نہیں ہوا ہوگا سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں چراغی راکہ
ایزد بر فروزد ❊ کسی کش تف زند ریشش بسوزد ❊ بھلا اس تابع شریعت و صاحب طریقت یعنے سید و اعظم کی وہ عزت خداداد ان بدنفسوں کو ملنے کی کیا صورت

کیونکہ اسکے لئے تو اللہ و رسول کی محبت کامل چاہئے حقکو نہ چھپاوے ہر عمل خالص اللہ کے لئے ہووے حسد و بغض سے سینہ پاک رکھے اتباع رسول مین کسی بلا او ننگ ... مین دنیا کا لحاظ
نکرے دیکھئے انھین نعمتون کی برکت سے باوجود ایسے فقر اور بہتانون کے سید واعظ جہان گئے تہان اللہ تعالی انکو معزز رکھا اور مدد دیتا رہا چنانچہ ہندوستان و دکھن اور
کرناٹک کے ہزار ہا بیکار نسا اور سیکاکول اور راجبندری وغیرہ مین بھی ہزارون مسلمان انکے ہاتھ پر شرک و بدعت و افعال بد سے توبہ کئے اور بیعت سے مشرف ہوا اور ان
بزرگونکا حال تو ظاہر ہی کہ اللہ تعالی کا نام عظمت و شان کے ساتھ سنین تو دلونمین کچاتے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اتباع سے جو عین ایمانداری ہی پیچھے ہٹا کرتے
بلکہ اس بات پر اعتراض کرتے تا ہم کے مسلمان کا کام شیطان لیکن ظاہر مین ہی نہ محبت رسول کے پر کا عوام کو بہکانیکے لئے ایک بات ابلیسی فریب کی نکالی کہ یہ طریقہ محمدیہ والے
منکر محمد ہین تا سنتے ہی لوگ ادھر سے پھر جاوین اور اپنے دام مین پھنسین یارو اس بات کو سوائے نادان ازلی کے کوئی نمانیگا اور نہ باور کریگا کیونکہ طریقہ محمدیہ والے منکر
محمد کے ہین کرکے کوئی ذی شعور ہند بھی گمان نہین کر سکتا ہی کہ جنکے طریقہ کا نام خود محبت رسول سے دم مار رہا ہو اور خود پایا ہی و ایسا ہی طریقہ محمدیہ والے تو اتباع سنت کے
رواج کے لئے یہہ کچھ بلا سر پر اٹھا رہے ہین تا کہ موافق مقدور پھر کام بھی کرین تا حقیقت مین طریقہ محمدیہ کے دشمنان منکر محمد کے ہین کیونکہ اتباع سنت سے بھاگتے اور اسکی نفی پر
جھوٹھے قصے کہانیون کو اور اپنے باپ دادون کی سنتون کو سند گردانتے ہین خوب جاننا چاہئے کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا امتی مخالف طریقہ محمدیہ کا ہرگز نہوگا کیونکہ
اسمین تو کتاب و سنت کی کمال پیروی و ترویج مقدم و ملزوم ہی ظاہر ہی کہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین و کل اولیاء اللہ کا یہی طریقہ تھا اور اب بھی ہزارون علماء ہند و سند
اور کابل و قندھار کا اجماع اسی بات پر ہی حدیث شریف ہی کہ لا یجتمع امتی علی ضلالۃ یعنے نہین جمع ہوتی ہی میری امت گمراہی پر انتہی روایت کئے اسکو امام
احمد رحمۃ اللہ علیہ مسند مین او طبرانی کبیر مین اور دوسری حدیث شریف یہہ ہی ان اللہ لا یجمع ھذہ الامۃ علی ضلالۃ ابدا یعنے تحقیق اللہ تعالی نہین
جمع کرتا ہی اس امت کو گمراہی پر کبھی انتہی روایت کئے اسکو ابو نعیم کتاب حلیہ مین و حاکم کتاب مستدرک مین اور جب پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اصحاب پوچھے کہ
تہتر فرقون مین سے کونسا فرقہ ناجی ہی تو یہہ حدیث مشہور فرمائے من سلک علی طریقی و اصحابی یعنے جو چلے میری اور میرے اصحاب کی چال پر انتہی پس جو کہ اس طریقہ
کا منکر ہوگا ضال و مضل ہوگا اور فرقہ ناجیہ سے نہوگا الہی تیری پناہ اور سوائے اسکے طریقہ محمدیہ والا اور کوئی تحقیق کسی بات پر آیات و احادیث سند لاتا تو کہتے کہ
اسکے معنے علیحدہ ہین پھر کہے بھلا تم اسکے راست معنے کیا ہی سو لکھدین تو وہ بھی نہین لکھ دیتے یا کہتے کہ آیات و احادیث سے معارضہ مت کرو اماموں کی سند
لاو دیکھئے یارو انکے پاس آیات و احادیث اماموں کے اقوال سے کم رتبہ ہین حالانکہ امامان بھی تو انہین آیتون اور حدیثون ہی سے لکھے ہین غرض جب اماموں کے اقوال بھی بیان
کرین تو اسمین کچھ عقلی تاویلات بکیکہ و بے اصل کرتے اگر وہ مقابلے والا کسی بات مین دلیل صحیح و معقول کہے تو اسکو نہین مانتے ہین مگر بسبب غرض نفسانیت
اور حسد و بغض کے غلو سے اور شرک و بدعت کی شامت سے ہر صحیح بات کو طریقہ محمدیہ والونکی باطل کرنا واجب جانتے کہ وہ بات انکی بنائی ہوئی کتاب مین بھی
لکھی موجود ہو چنانچہ یہ باتان آگے مذکور ہو چکی ہین اور یہ فتنہ انگیز اب تا نے فتنے طریقہ محمدیہ والون پر اٹھانا شروع کئے ہین ایک تو یہہ کہتے ہین کہ سید واعظ
کی مریدی مین تم کیا فائدہ تھا اچھے اور انکے پاس کیا تھا صاحب شرح دیتے ہین جو امام سیوطی کی جامع الصغیر کی ہی کہ پیغمبر فرمائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
الشیخ فی اھلہ و فی روایۃ قومہ کالنبی فی امتہ یعنے شیخ اپنے لوگون مین اور ایک روایت مین ہی اپنے قوم مین نبی ہر کا ہی اپنی امت مین اسی کیطرف التوقیر
مثل ما للنبی فی امتہ یعنے واجب ہو توقیر اسکی جیسا توقیر نبی کی ہوتی ہی اسکی امت مین پھر کہا قال ابن العربی الشیوخ نواب الحق کالرسل فی زمانہم
یعنے کہا ابن عربی کہ مرشدان اور استادان بیان مین حق تعالی کے جیسے مرسلان تھے اپنے اپنے زمانون مین بعد اسکے فرماتے ہین فالشیخ طبیب الدین فمہما نقص
فیما یحتاج المریض فی تربیتہ فلا یحل لہ القعود علی منصب المشیخۃ فانہ یفسد اکثر مما یصلح یعنے پس مرشد دین کا طبیب ہی پس جس وقت کہ مرشد
ناقص ہے ان چیزون مین جو بیمار کو لئے احتیاج تھا ہی اپنی تربیت پانے مین سو اس مرشد کو مشیخت کے سجادے پر بیٹھنا حلال نہین ہی کیونکہ مشیخت کے سجادہ پر ایسے مرشد
کے بیٹھنے کا بگاڑ زیادہ ہی اسکے سدھار سے انتہی اس سے صاف معلوم ہوگیا کہ جو شخص پیغمبرونکی نیابت کے لائق نہو تو اسکو شیخی حلال نہین اب ہر زمانیکے بدعتی

بزرگون کے اعمال و اقوال انکو دیکہتے اور مولوی سید محمد علی صاحب بیعت برکات [illegible] اعمال و اخلاق محمدیہ کو اپنا اتباع [illegible] لوانہ
مین تو لکر دیکہنا چاہئیے اور خدا کو حاضر و ناظر جان اور اپنے نفس اعتقاد [illegible] جانب رکہکر او [illegible] کہا جاتا ہے کہ [illegible]
حکم خدا اور رسول کے ہین اور پیغمبر خدا کی نیابت [illegible] اعمال و اقوال خلاف حکم خدا و رسول کے [illegible] نیابت رسول [illegible]
ظاہری کہ نیابت پیغمبری کی صفتون [illegible] شیخی انہی کا حال ہے لیکن انکو نہی اوپر [illegible] سید موصوف [illegible]
اور انکی بیعت کا طریقہ موافق اولیا کے بدعت سے پاک تہا اور لوگون کو بہی شرک و بدعت وغیرہ منہیات سے [illegible] توحید [illegible]
لئے اور رمضان کے روزہ اور نماز پنجگانہ جو معراج المؤمنین ہے انپر لوگون کو مقید کرتے تہی انکی ذات سے مروجہ [illegible] جمعہ کی جماعت [illegible] کی عیدین
کی جماعت کے برابر ہوتی ہی سو سمجہو روشن ہی اور [illegible] سلسلہ کے [illegible] ذکر و فکر بہی بتلاتے اگر کوئی [illegible] کی بدولت ان منہیات سے کچہ اختیار
کرے اور ذکر و فکر ترک کردے تو سید واعظ کے ارشاد و تلقین اور انکی بزرگی مین کیا نقصان آیا ہر کوئی کام اونکا یہی بتلا دینا ہی اور تاثیر کرنا اللہ ہی کی طرف سے ہی
دیکہئے سب بزرگونکے بزرگ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کلمہ پڑہکر امتی کہلا باوجود انکی شرع شریف موجود ہونیکے پہر جو لوگ گمراہی سے اسکے خلاف رات دن
انواع و اقسام کے شرک و بدعت و فسق و فجور [illegible] افترے بہتان مکر و فریب کرتے اور شرع کو ہیچ جانتے ہین تو کیا اس سے ذات پاک مین اور انکی شرع شریف مین نقصان
آتا ہی بخلاف اسکے یہ پیران جاہل اور شیخان گمراہ کے اقوال و اعمال شرک بدعت وغیرہ منہیات سے بہرے ہوے ہین اور اپنے مریدون کو بہی خلاف سنت و توحید کے ایسی باتان
ارشاد فرماتے ہین کہ سبہی کو نیک کہا کرتے حلال و حرام ایک ہی سمجہیے اور اپنے مرشد کی چال پر نماز روزہ ترک کردیتے یہ حدیث شریف مشکوۃ کے باب الصلوۃ مین ہی عن
جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین العبد و بین الکفر ترک الصلوۃ یعنے روایت ہی جابر رضی اللہ عنہ سے
کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جو حد کہ واقع ہی درمیان بندہ کے اور درمیان کفر کے یہی ترک کرنا نماز کا ہی انتہی اور یہ حدیث مشکوۃ کے باب الصلوۃ مین ہی عن
ابی بریدہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العہد الذی بیننا و بینہم الصلوۃ فمن ترکہا فقد کفر بریدہ رضی اللہ عنہ
سے روایت ہی کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جو عہد ہی اور انکے درمیان ہمارے اور درمیان منافقون کے یہی نماز ہی پس جو کوئی انمین سے ترک کیا نماز کو پس تحقیق معلوم
ہوا کفر اسکا انتہی و سید ہی شرک کو شراب طہور جانا اور جو چاہا سو کفر کلمے بکا کرتے اور نماز و شرع کو ہیچ و پوچ جانکے کمال حقارت فرماتے اور نماز ہی جو سرا تہا سو الا ئیے
اور کوئی شرک و بدعت کے کام نہ چہوڑتے توحید کی تو حقیقت معلوم ہوچکی پہر انکے مریدون اور معتقدون نے تو فقیر ولکا وہی مثل ہی کہ گہر سے نہ تیرتہ گئے منہ دہر منہ دہا فضیحت
بنے دوسری بات یہہ کہتے ہین کہ سید واعظ جو اسقدر کثرت سے بیعت لیتے تہے اور اکثرونکو خرقہ بہی دیتے سو طریق خلاف ہی یا روا اس بات سے ان بدنفسون کو فقط فتنہ انگیزی مقصود
ہی حقیقت میں اس اعتراض کو کچہ اصل نہین خواجہ ضیاء الدین برنی صاحب تاریخ فیروز شاہی لکہتے ہین کہ وقتی بخدمت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا حاضر بودم
دران روز بیشتری از خلایق ارادت آوردند و بیعت نمودند درینحال بخاطرم گذشت کہ شیوخ سلف در گرفتن مرید احتیاط کردہ اند سلطان المشائخ بکرم
عام خود دستگیری میکنند و دست بیعت میدہند درین اندیشہ بودم کہ آنحضرت مشرف آن خطرہ شدند فرمود ای فلان ہر چیزی از من سوال میکنی این نمیپرسی
کہ من بے تفتیش اینہمہ مردم را چرا دست بیعت میدہم ازین سخن بلرزیدم و سر بپای آنحضرت نہادم و التماس نمودم کہ اندکی این مشکل در خاطر داشتم و این لحظہ نیز
در ہمین وسوسہ بودم کہ باطن مخدوم مکاشف آن شد فرمود کہ من در گرفتن مرید چندان احتیاط نمیکنم سببش آنست کہ از شیخی کامل مکمل وردادن دست بیعت
مجازم و چون مسلمانی بعجز و مسکنت پیش می آید و میگوید کہ از جملہ معاصی توبہ میکنم بہ نیت آنکہ سخنش راست باشد دست بیعت میدہم و بہ تخصیص از ثقات
می شنوم کہ ارادت من اہل بیعت را از گناہان باز میدارد و نمازہا بجماعت میگزارند و باوراد و نوافل مشغول میباشند پس اگر من در اول خاص شرایط و حقیقت ارادت
با اینہا بگویم و خرقہ توبہ تبرک ندہم اینقدر خیر کہ از ایشان در وجود می آید محروم شوند انتہی اور اسیطرح سید عبد اللہ حسینی بیجاپوری قدس سرہ اور ہمارے زمانہ کے

جنکی شرح کامل بیان کی رفیع الدین نقشبندی خلیفہ خواجہ حمد اللہ کے رحمۃ اللہ علیہما فرماتے تھے اور شیخ عبد القادر بن عبد الرزاق بن عبد اللہ المشرع اپنے رسالے میں لکھتے ہیں

اعلم ایدنا اللہ وایاکم ایہا الناظر ان الطریقۃ لبس الخرقۃ الصوفیۃ علی ثلثۃ انواع فمنہم من البسہا بعد تمام التربیۃ وظہور التقوی والورع

وطہارۃ القلب فہذہ الخرقۃ ... یعنی جاننا چاہئے کہ طریقہ صوفیہ کے خرقہ پہننے کا تین نوع پر ہے بعضے تو ایسے ہیں کہ پہنا خرقہ بعد پوری ہو

تربیت اور ظاہر ہونے تقوی اور ... اور جمعیت کے اور ... طریقہ یہ ہے ومنہم من البسہا فی اول القدم لتکون لہ قید او نہیا

عن الافعال الذمیمۃ ... الصالحین ... فیہ فعلا لا یلیق باحوالہم اور بعضے تو ایسے ہیں کہ پہنا تے

ہیں خرقہ پہلے قدم ہی میں ... تاکہ پہننا اسکو قید ہو واسطے ... کیونکہ جب نظر کریگا طرف لباس کے تو شرمائیگا اور ڈریگا ایسے کام کرنے

سے جو انکے احوال کے لائق نہوں ومنہم من البسہا لقصد التبرک والتزیی بزی اھل الخیر لتشملہ السعادۃ الابدیۃ ویصیر فی سلک

اہل ہذہ الطریقۃ المحمدیۃ اور بعضے ایسے ہیں کہ وہ لوگ ہیں جو پہنتے ہیں خرقہ قصد برکت کے اور مشابہت نیک لوگوں سے تاکہ شامل ہو اسکو ہمیشہ کی سعادت اور وہ

گنا جاوے گروہ میں اس طریقہ محمدیہ کے ... اور سب کے خرقہ ... پر ہیں انتہی الہی مفسدان گمراہ کو نیک توفیق دے اور تیسری بات یہہ ہے کہ آیہ حسبی اللہ نعم الوکیل

کو اور اللہ بس ... کو اکثر مسلمان کہا کرتے ہیں اتفاقا اگر کسی طریقہ محمدیہ والے کی زبان سے یہ کلام نکلے تو ترک کی جہت کہہ بیٹھتے یا اسمیں ایما و اشارہ کرتے کہ دیکھو

یہہ شخص رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہے یارو ذرہ غور کرکے دیکھو تو حقیقت میں یہ بدنفسان منکر خدا اور رسول کے ہو جاتے ہیں کیونکہ محمد ہی کی ہدایت اور انکی پیروی سے

تو ایسا کہنا مومنوں کے نصیب ہوا ہے نہیں تو بتوں کو اور قبروں کو پکارتے اور جو حسبے اللہ تعالی فرماتا ہے اذا ذکر اللہ وحدہ اشمازت قلوب الذین لا

یومنون بالاخرۃ واذا ذکر الذین من دونہ اذا ہم یستبشرون یعنی اور جب نام لیجئے اللہ کا نرا اکیلا رک جاوین دل انکے جو یقین نہیں رکھتے پچھلے گھر کا

اور جب نام لیجئے اسکے سوا اوروں کا تبہی وے لگیں خوشیاں کرنے اور صحیح بخاری میں یہہ حدیث شریف ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصدق کلمۃ قالہا

لشاعر کلمۃ لبید الا کل شیء ما خلا اللہ باطل یعنی سچی بات جو شاعر نے کہی ہے سو لبید کی بات ہے کہ سن رکھو کہ ہر چیز اللہ سوا ہے باطل انتہی سبحان

اللہ صوفیہ کرام کے یہاں تو ہر دم اللہ ہی اللہ کہنا ہے لیکن ان بدنفسوں کے پاس وہ بھی تیرہ منکر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہو معاذ اللہ یہہ ایک غضب کی بات ہے کہ

اس طوفان بے تمیزی میں بعضے بعقول کہ جنکو سیاہ و سپید کی تمیز نہیں خوب نہیں سو اپنے کو بڑا فاضل جانتے تھے مولانا اسمعیل شہید محدث کے حق میں کہتے ہیں

کہ وہ جاہل تھا اور اسمیں ایمان کی بو بھی نہ تھی اور اس شورش میں بدعتیوں کی بعضے لنگڑے جو کچہ بہ نہ سکے جاہلان کہ جنکو نہ کسی سے پوچھنے جانیکی قوت نہ تحریر

کی قدرت نہ سمع و ادراک کی سکت نہ بولنیکی طاقت نہ نوشت و خواند کی لیاقت ہے اب بھی ان مقدموں میں بے اختیار تھر آیا یوں جھاڑتے کان لگاتے غور غور کرکے

ناحق بغرض خراشی کرنے منہہ کو آیا سو بکتے ہیں اور کفر میں پڑے ہیں چنانچہ ایک جا میں جو نکہہ بیٹھے کا بھائی تقویۃ الایمان وغیرہ پر اسطرح سے ایراد کرتا ہے کہ خراب خراب آیتیں اور

منسوخ حدیثیں چن چن کے لائے ہیں چنانچہ مولوی اسمعیل دہلوی نے لکھی کیسی حدیث لایا ہے کہ اللہ تعالی کو چمار بنایا ہے یارو تعجب ہے انکا ہر کہ گدھے بھی قرآن

حدیث کے سمجھنے میں دم مارنے لگے اور وہ حدیث جو تقویۃ الایمان کے صفحہ ... میں مرقوم ہے سو یہہ ہے اخرج الترمذی عن انس رضی اللہ عنہ قال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیسئل احدکم ربہ حاجتہ کلہا حتی یسئل الملح وحتی یسئل شسع نعلہ اذا انقطع مشکوۃ کے باب الدعوات میں

لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ انس نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ ہر کسیکو چاہئے کہ اپنی سب حاجت کی چیزیں اپنے رب سے مانگے یہانتک کہ نون بھی اسی سے مانگے اور جوتی کا تسمہ

جب ٹوٹ جاوے تو وہ بھی اسی سے مانگے انتہی واہ کیا طرفہ اتفاق ہے میاں ہو تو ایسی سو کہ شیخی اور فضیلت کا دم مارنیوالے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معاذ اللہ چمار کے ساتھ

تشبیہ دیا کر کے تسکر کھاتے ہیں تو انکے مالکے جاہلان اللہ تعالی کو چمار بنایا کرکے جھک مارتے ہیں ایسے عالمان ضلالت آثار وایسی شیخان بدعت شعار وایسے جاہلان طرفدار

ظاہر ہے کہ جس انسان میں صفت انصاف و قوت منفعلہ نہیں وہ انسان نہیں بلکہ شیطان سے ہے امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیمیائے سعادت مے رکن چہارم اصل اول

کے شروع مین لکھے مین کہ یا کبھو دل زنگناہ از اول آفرینش تا آخر کار فرشکالست و مستغرق بودن بمعصیت و مخالفت ہمہ عمر پیشہ شیطانیست و بازگشتن از معصیت بارادہ طاعت بحکم توبہ وندامت کار آدمیانست پس بتوبہ تقصیر گذشتہ را تدارک کرد نسبت خویش با آدم درست کرد انتہی اب خدا کو حاضر وناظر جانکر اپنے دلوں مین انصاف سے خوب سوچئے اور اپنے کئے ہوئے سے اور عقائد فاسدہ اور اعمال باطلہ اور طریقہ بدعتیہ اور رسم رشتۂ زندقیہ اور تخیلات شیطانیہ اور تصورات نفسانیہ سے توبہ کیجئے اور سیدھی راہ یعنے اتباع سنت اختیار کر کے نبی رحمت مین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داخل ہوجائیے حدیث شریف قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ترک سنتی فلیس منی یعنے جس کسینے چھوڑا میری سنت کو پس نہین وہ مجھ سے انتہی اور اپنا نسب آدم سے درست کر لیجئے نہین تو نسب آدم سے نکل شیاطین بن جائیے اللہ تعالی فرماتا ہی ومن یضلل اللہ فلا ہادی لہ ویذرہم فی طغیانہم یعمہون یعنے جسکو اللہ بھٹکادے اسے کوئی راہ دینے والا اور انکو چھوڑ رکھتا ہی انکی شرارت مین بہکتے انتہی ای مومن بھائیو ای محمدی ہندارو اب تم پر حقیقت خوب کھل چکی کہ نواسیہ فرقے کے اقوال و افعال موافق قرآن و حدیث و ائمہ ظاہر و باطن کے نہین ہین بلکہ قرآن و حدیث و صحابہ و تابعین و تبع تابعین کی پیروی کرنے والون اور اسکو سکھلانے والون پر حکم تکفیر کیا کرتے ہین شاید کسی حاکم زبردست کو کچھ سمجھ الٹا ایک کتاب بدعت کی بنا کے تازہ دین نکالا چاہتے ہین پس ہمکو اور تمکو لازم ہی کہ السیعر قے کے آدمی کی کتاب کا کچھ اعتبار کرکے گمراہی مین نہ پڑین مگر جو بات کہ اگلے مفسرین و محدثین اور فقہائے سلف نے لکھی ہے برابر ہو سو اسکو مان لین اگر خلاف ہو تو جھل و پوچ جانین اور اگر کسی باتمین کچھ شک و شبہ آجاوے تو اس بات کو عمدہ تفسیرون سے اور احادیث و عقاید کی کتابون سے و فقہائے معتبر کے قولون سے تحقیق کر لین یا اسقدر علم نہین تو کسی تابع سول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کر لین صحیح ہو تو اسپر عمل کرین نہین تو چھوڑ دین اور بچتے رہین تو اپنے مکر و فریب شیطانی سے بچے رہین اللہ تعالی فرماتا ہی یا ایہا الذین امنوا لا تتبعوا الشیطان انہ لکم عدو مبین یعنے ای آدمیو ایمان لائے ہو تابعداری کرو تم شیطان کی تحقیق کہ وہ واسطے تمہارے دشمن زبردست ہی اور سوا اسکے فرماتا ہی قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنے کہہ ای محمد اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو کہ اللہ تمکو چاہے اور فرماتا ہی فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما یعنے قسم ہی تیرے رب کی انھونکو ایمان نہوگا جبتک تجھی کو منصف نجانین جو جھگڑا اٹھے آپسمین پھر نپاوین اپنے جی مین خفگی تیرے فیصلے سے اور قبول رکھے مان کر انتہی حاصل اسکا یہہ ہی کہ جو شخص کہ حضرت کے حکم سے راضی نہین ایمان اسکا منظور نہین اور فرماتا ہی فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبہم فتنۃ او یصیبہم عذاب الیم یعنے ڈرتے رہین جو لوگ خلاف کرتے ہین اسکے حکم کا کہ پڑے ان پر کچھ خرابی یا پہنچی انکو دکھ کی مار حاصل کلام یہہ کہ بدعت کرنیوالا فتنہ اور عذاب سخت مین گرفتار ہونیسے ڈرتا رہے اور سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہین ؎ توانند رع کوش و صدق و صفا ؛ ولیکن میفزای بر مصطفی ؛ اور یہہ حدیث شریف مشہور ہی من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شہید یعنے جو شخص زندہ کریگا میری چال کو فساد کے ایام مین میری امت کے سو اسکے لئے ثواب سو شہید کا ہی انتہی اور یہہ حدیث شریف بھی مشہور ہی اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم یعنے اصحاب میرے ستارونکی طرح ہین کسی صحابی کی پیروی کرو گے تو سیدھی راہ پاوگے انتہی پس اللہ تعالی کی خوشنودی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت منظور ہو تو پہلے توحید ٹھیک کر لین یعنے شرک کے کامونسے بچین پھر بعد اسکے جسقدر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کی چال پر چلین تو اسقدر اللہ تعالی کی خوشنودی زیادہ جانین اور شادی و غمی اور فاتحہ وا عراس کے رسمون مین بدعتیون کا خوف نکرے سنت رسول کے موافق بجالاوے سو شہید کا ثواب پاوے الہی ہمکو اور سب مسلمانون کو ہمیشہ اپنی رضا و تسلیم مین اور اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق و محبت مین رہنیکی توفیق دے یعنے اتباع سنت پر قائم رکھ اور سنی پاک بنا آمین یارب العالمین بحرمت سید المرسلین وآلہ الطاہرین وصحبہ الطیبین واولیائہ الصدیقین ؎

یہہ نقل ہی نوابی اشتہار نامۂ مذکور کی جسپر مہران ہو مدراس کی مسجد مین لگا گیا تھا اور اسکی اطراف کی بستیونکو بھی بھجوایا گیا تھا حامداً و مصلیاً و مسلماً و مستعیناً بشریعت نبویہ و شرائع دین مصطفویہ محفوظ و محتجب نماند کہ چون کتاب تقویۃ الایمان مولوی اسمعیل دہلوی و مسایل ولایت علی اعظم آبادی و خرم علی و غیرہ

خلفای سید احمد بزبان سندی مشتمل بر تنقیص شان سرور عالم و انکار توسل و شفاعت وی صلی اللہ علیہ وسلم و انکار بودن عزتی بآنحضرت سوای آن رسالت و اہانت دیگر
انبیا و اولیا از چند عرصہ درین ملک رواج یافتہ و خلفا و مریدان و مددگاران مولوی محمد علی رامپوری خلیفہ سید مذکور کہ بظاہر حال شان صلاح مینمود
بمقدمہ مطروده بذریعہ الوثقی و استدلال استغفار ورزیدند و کلمات شنیعہ از نقل بر مجلس میساختند و با ہر کس و ناکس مباحثہ و گرمی میداشتند لہذا علمای مدراس
بر بطلان محتویات این کتاب اتفاق کرده به تکفیر معتقدین آن فتوی دادند و بحضور فیض معمور جناب مستطاب عالی درین متین رسالت مآب نواب سراج الامرا اعظم جاه
بہادر دام اقبالہ و نوالہ و زاد عمرہ و جلالہ حاضر شده از خلیفہ مسطور مستدعی شدند کہ بآیات و وثیقہ در تقبیح تقویۃ الایمان و امثال آن نوشتہ مہر خود و خلفای خود بر آن
ثبت کرده در جماعت مسلمین علانیہ خوانند تا زبان خاص و عام از تفوه بامثال این کلمات ناشایستہ و مضامین ناشایستہ بربستہ گردد و ہمت تعلیم و ترغیب از شمار نفع
شود ایشان باجابت آن رضا و رغبت پرداختہ بتاریخ ہفتم شہر ذیقعده ۱۲۵۰ ہجری روز پنجشنبہ بحضور نواب معلی القاب و جماعت علما و وثیقہ متضمن باینکہ ہر کس
بر مضامین کتاب تقویۃ الایمان و امثال آن کہ متضمن تنقیص انبیا و اولیا و مخالف عقاید اہل سنت و جماعت است معتقد شود بیشک کافر گردد و از دائره اسلام
بیرون رود و کسیکہ توقع رستگاری از عذاب الہی دارد او را لازم است کہ کتاب مذکور و امثال آن را از خود دور اندازد و از متابعت ائمہ اربعہ در عقاید و فقہ بیرون نرود
نوشتہ مہر خود ثبت کرده بمواہیر خلفای خود و مواہیر گواہی علما آن را ثبت کنانیدند و چون بحسب معہود فردای آن بعد نماز جمعہ در مسجد جامع والاجاہی بر منبر
قرطاس مذکور را در دست گرفتہ بحضور عامہ مسلمین کلماتی گفتند کہ بمضمون وثیقہ مطابقت نداشتند بلکہ بسبب استماع کلمات موحشہ کہ منجملہ آن تعریف
و توصیف مولوی اسمعیل دہلوی و تمثیل خود با امام حسن رضی اللہ عنہ کہ با والی شام صلح برای مصلحتی کرده بود اعتراض بر علما کہ چرا تاویل در افراط و تفریط تقویۃ الایمان
نکرده حکم بتکفیر معتقدش نموده بودند رسوخ عقیده شان بر مضامین این کتاب دانستہ شد لہذا بکافہ مومنین اعلام داده میشود کہ ایمان خود را از دست برد این
فرقہ نگاه دارند و باز در دام ارادت ایشان در نیایند و عاقبت خود را تباه نسازند و ما علینا الا البلاغ نص

بعد از اس فتوی بیرونیہ یعنی اشتہار نامہ مذکور کے ساتھ دونو وثیقہ مہری سید اعظم کتین جنکی نقل اس کے موقع پر آگے مرقوم ہو چکے ہیں حق کرکے پھر بحکم عبارت
بطور وقایع اپنی خاطر خواه لکھ کے بنابر اعتبار ایک سرکاری کاغذ پر چھپوا کے دور دست ملکوں کو بھجوا دیا گیا تھا سو وه عبارت وقایع یہ ہی معلوم باد کہ چون پیش از ہشت
سال محمد علی رامپوری خلیفہ سید احمد بریلوی وارد مدراس گردید عقیده فاسد خویش مضمر داشتہ بچرب زبانی و طلاقت لسانی طریقہ وعظ آغاز نمود اکثر عوام و بعضی
خواص کہ از عقاید فاسده طریقہ اش ناواقف بودند نظر بمواعظ و لطایف ملمعہ در دام ارادتش واقع گشتند و بعد از آن کہ چند اعتقادات باطلہ این فرقہ شیوع
رسید علمای مدراس بر اعتقاد بنیاب گردیده اجوبہ آن رقم نمودند تا از رامپوری مسطور بمہر و دستخط بگیرند درین اثنا و انگی نامبرده ازینجا صورت بست چونکہ دائره کلام
وسیع بود در اجوبہ مرقومہ مناقشات لفظیہ بین العلما واقع گشت و رد و قدح بجانبین تحریر پذیرفت الغرض بعد چندی کتب عقاید فاسده این فرقہ کہ بر تنقیص
شان سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و دیگر انبیای کرام و اولیای عظام دلالت میدارد مطبوع شده در رسید ہمہ علمای نامدار و فضلای عالی مقدار آن کتب را ملاحظہ کرده
حکم بطلان این عقیده و فساد چنین طریقہ می نمودند ہرگاه بار ثانی رامپوری مسطور در اواخر ماه رمضان ۱۲۵۱ ہجری مقدسہ بمدراس رسید بعض اہل ارادت و جمہور
تائیدش این عقیده باطلہ را آشکار کردند و با ہر کس و ناکس گفتگو آغاز نمودند و زبان بتوصیف و حقیت آن کتب دراز ساختند آخر شبیکہ ہشتم ماه شوال از
سنہ الیہ مولوی جلال الدین احمد صاحب کہ یکی از علمای نامدار مدراس اند اتفاق مباحثہ رامپوری مسطور بخانہ اش اتفاق افتاد کہ از آن میل و بران کتب باطلہ شنفتہ شد پس
علمای مدراس رامپوری مذکور را برای مباحثہ و مناظره طلبیدند تا فساد کتب مرقومہ بر مریدانش واضح و لایح گردد مولوی الیہ طاقت مباحثہ در خود نیافتہ لیت و لعل میکرد آخر
الامر مولوی صاحب موصوف بغره ذیقعده از سال صدر بعد نماز جمعہ در مسجد جامع والاجاہی قرآن شریف بدست گرفتہ بر سر منبر علی رؤس الاشہاد حقیقت بطلان
مطالب کتب مرقوم و صورت مباحثہ مذکوره اعلان فرمودند بعض مریدان رامپوری کہ از عقیده باطلہ اش ناواقف بودند باستماع این ماجری بی معتقد

میرے اپنی ہوش کھو کے گالیاں بولنے لگے تھے یعنی لب بلا سکتے تھے چنانچہ ان باتوں کا بیان آگے مفصل ہو چکا ہے اور جو انکے پھر مباحثہ کے لیے لیت و لعل کرتا تھا اور
سچے جوانمردوں کا کام اور بے حیاؤں کا شیوہ ہے اور لکھا ہے بغرہ ذیقعدہ قرآن شریف بدست گرفتہ بر سر منبر علی رؤس الاشہاد حقیقت بطلان مطالب
کتب مزبور و صورت مباحثہ مذکورہ اعلان فرمودند انتہی اور یہہ ہی بیان ہے جو فرنگی محلی منبر پر تقویۃ الایمان و نصیحت المسلمین وغیرہ کے باب میں اور بحث شفاعت
کی صحبت حاضر خواہ کا تھا چنانچہ آگے اسکو بخوبی سن چکے ہو اور قرآن کا خوف کھینا الا اس شخص کو سمجھا جاتا ہے جو قرآن کی تعظیم و توقیر ظاہری و باطنی کیا کرتا ہے
وہ تو شفاعت بالاذن [illegible] کا انکار کرتا ہے اور آیات و احادیث کی کتابوں کو پھاڑ پھاڑ ڈالتا ہی میں لوا لکھا ہوا جیسے نصاریٰ اپنی انجیل کے مصحح کمو کا
تحریفات انکار کر جاتے ہیں اور انجیل کو [illegible] لیے نہیں بھی بھینک دیتے بھلا ایسے سفاک بیباک کو قرآن کا کیا خاک پاک معاذ اللہ اسنے تو منبر کیتین کو ٹ تختہ
ٹھہرا چھو پھر نکالکے کھو تھی قسم کھانیوالوں کے کان کاٹتا اور جلسا عاصی والے شام کی خوشنودی کے لیے قرآن مجید کو درمیان اسکو نیزہ پر چڑھا کے پوا جناب علی
مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے حقانی لشکر کی فتح میں خلل ڈالا تھا ویسا ہی فرنگی محلی بھی کر گذرا اور لکھا ہے کہ بعضے مریدان بعیشش انحراف ورزیدند انتہی یہہ بھی بیہودہ
ماجرا ہے کہ وہی جو پہلے بار بمشافہ الاولیاء نیکر اپنے وجا تنفا [illegible] دسے بجبر توبہ کروایا تھا لیکن اب بات کو دوسرا لباس پہنایا گیا ہے اور لکھا ہے کہ برات
نامہ ہو کہ بحلف نوشتہ بحضور علماء [illegible] الخ یہہ وہی کاغذ ہے جو قاضی زبیر کی طرف سے حکیم احسن الدین خان کا سالا سید واعظ کے پاس لایا تھا اور سید واعظ پر
مہر کرکے بھیجو اسکے بعد پھر قاضی زبیر نے ناپسند تھا اور الٹا بھیجا تھا چنانچہ اسکا بیان آگے آچکا ہی اور لکھا ہے کہ آخر دو امر بے اختیار بنوشن سید الخ اس بات
سے کنایہ وہی ہے جو سید واعظ منبر پر اتر اہم کہو بیان فرماتے تھے چنانچہ آگے مفصل سن چکے ہو پھر [illegible] بد تمیز کر لیجئے اور لکھا ہے برات نامہ رابخدمت علماء خواہم
سپرد لیکن ارزاں سانید یہ ہمراہ خود برد الخ سبحان اللہ ہو وہ دوسرا کاغذ لکھوا لیا کہ ناپسند تھا اور الٹا ہو اگلے نکمے کاغذ کو پھر وہ لوگ مانگنا اور سید
واعظ اسکے دینے کا اقرار کرنا صریح خلاف عقل اور لغو باتیں ہیں پایا جاتا ہے اور یہاں بھی انکا قلم اقرار رقم چلگیا ہے اور لکھا ہے کہ اگرچہ او سیر دستخطہای دیگران دراں ثبت
باشند از اں علماء براں بنا ید شناخت الخ سبحان ہے کہ علماء از من عبارت لیتے اعتقادات فاسدہ اور صفات مذکورہ رکھنے والوں سے ہیں تو لیتے ہی ہیں مگر عالم حقانی
اور علوم دین میں لاثانی صاحب شریعت و طریقت جامع شرک و بدعت کی بیخ کنی میں ایسے فساد عظیم و شورش عمیان لئیم میں اپنی ایسی نہیں چاہیے اور
اس عاصی [illegible] کو جو بفضلہ تعالیٰ [illegible] معلومات کہتا ہے ان بزرگوں کی نسبت کرتے ایک ذرہ کے برابر سمجھیے افسوس صد افسوس مکفران اہل بیت اپنی
فتوی ہر یہہ کو مہر بے طنطنہ فرعونیت کالے کو سوں دکھو کہ حق و باطل سمجھنے والے اور کھو نکا اقرار لینے والے علماء تھے اور عجب ہے کہ اوراق ولف سے سیاہ کردے اور اپنا نامہ اعمال
بھی سیاہ کیئے شاید اس مصرع پر عمل فرمایا ہے من سیہ روہو کا کالا ہے نام تو روشن ہوا الٰہی توبہ نصیب کرے اللّٰہم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ
والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین شفیع المذنبین سید الاولین والآخرین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اللہ جل شانہ کے ہو اور قوت سے
اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت سے ذیقعدہ کی پندرھوین سنہ یکہزار و سو باون ہجری قدسی کے درمیان جب یہہ کتاب تنبیہ منکران اتباع
کتاب و سنت کی لکھی گئی تو نام اسکا تنبیہ الضالین وہدایۃ الصالحین طریق سید المرسلین رکھا گیا اور تقویۃ الایمان کی عبارت صفحوں کے جو آگے ساتھہ لکھی گئی ہے سو سنہ
بارہ سو بیالیس ہجری مقدس میں چھاپے گئی ہوئی کتاب سے ہے اور رسالہ خیر الزاد یوسف شاہ کے اقوال اس رسالہ سے لکھا ہوں جو بخط مختار کی نذر گذرانا گیا تھا
اور اسکے آخر میں بید المولف یعنے مصنف کے ہاتھہ کا لکھا ہوا مرقوم تھا پھر جانا جاتا ہے کہ دشمنان طریقہ محمدیہ یعنے فرقہ نوابیہ نے رسالوں میں طریقہ محمدیہ والوں
کو ناحق بالسفہ و اشرار الناس او دجالین و بطالین و مردودان و زندقہ و ہابیہ و لعیان از دست داوہ وغیرہ کرکے لکھے ہیں اگرچہ ہم انکے حق میں نقل کلمے لکھنا
باوجود حقیقت کے ہمارے حال کے مناسب و شایان نہین تھا لیکن بحکم سزاے گندہ بار ان گندہ باز نیست بعضے بعضے مقام میں الفاظ نقل انکے حق میں لکھے گئے
اب خلاصہ خادم آل نبی عبد الحق ترستی سب مسلمان بھائیوں سے یہہ امید رکھتا ہے کہ تقاضاے بشریت سے عربی عبارات کے ترجمہ میں یا ربط عبارت میں کہیں خطا ہو گئی ہو

اور بعضے سخندان جو چھاپے کی تکمیل سے بو صفحہ کے حوالے کی ساتھ مرقوم ہوتے ہین سو اس ہوالے مین کچھ غلطی پائی گئی ہو تو معاف کرینگے اور اس کتاب کے فایدون سے اپنے
اپنے بھائیون کو محروم نرکھینگے یعنے متعدد بھر سکے پڑھیں اور سمجھیں اور زمانے مین مقصود کو حاصل روا نجانینگے و عاصی کو اور عاصی کے سارے خویش و
اقارب کو بھی دعاے خیر سے یاد فرماوینگے اب ختم کلام اس دعا پر ہی کی ای پروردگار ہمارے اپنے حبیب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل تمام امت
کا اور سارے محمدی بھائیون کا بخیر کر اور ہم گنہگارون کو عفو مطلق نصیب فرما آمین یا رب العالمین بحرمۃ سید المرسلین شفیع المذنبین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مدت ہوئی ہمین مدراسی علما اہل سنت سے ایک عالم کا قصہ عبرت پذیر سنا گیا سو اسکو ہمنے اس کتاب کے آخر مین چھاپ دیا

جمال فرنگی محلی بن مولوی علاءالدین نے سید احمد صاحب ابن سید قریش صاحب مغفور اور سید غوث الدین صاحب ابن سید منصور صاحب مرحوم اور بہبر علی جمعدار اور محمد بیگ صاحب اور محمد حبیب اللہ صاحب اور رستم علی صاحب وغیرہم کے سامنے یہ بات انبیا علیہم السلام کو قلتبان اور اہلبیت کو بے اعتبار کہا تفصیل قصہ کی یہہ ہے کہ جمال نے غوث الدین صاحب سے کہا کہ اسمٰعیل نے سکھلایا کہ ہمیشہ ملین غوث الدین صاحب نے جواب دیا اگر اسمٰعیل مجھے معلوم ہوتا تو مین دوسری کا محتاج نہوتا جمال نے کہا تمکو معلوم ہی یہ میرے سے چھپا ہو تب غوث الدین صاحب نے کہا اگر تم گلے برابر پانی مین کئی رات صبح تک کھڑے ہو تو سکھلاتا ہوں جمال نے کہا تمنے میرے مار ڈالنے کی تجویز کی ہے تمہارا اعتبار نکرنا اور اسیطرح پانچ فریق کا اعتبار نکیا جاوے ایک تو مرشد کا کہ وہ جھوٹا ہے کیونکہ وہ نیکی کے کام نکرتا اور بولتا کہ مین بدکار ہون اور قلتبان ہوں ہی کیونکہ طالب کو حلوے سے ملا تا ہے دوسرے مشایخ کا تیسرے علما کا چوتھے اہلبیت کا کہ انکے سردار امام حسین نے اپنا دوست ہو سو یہ کا فرزند کے لشکر کے ہاتھ سے کٹوایا اور جو دشمن ہوا اسکو دوزخ مین بھیجا پانچوین انبیا کا کہ وے قلتبان ہین تب غوث الدین صاحب وے دوسرے لوگون نے ناخوش ہوکر جمال کو جوتا کا تو پھر کہا کہ ہمن ہے تبر قلتبان مین نعوذ باللہ من ذالک الغرض کسی دیندار نے یہہ قصہ لکھ بھیجا علمائے شمس لسعل و نایب غلام جاہ کو اطلاع کیا نایب نجات نے گواہون سے دریافت کیا تو گواہون نے سنا تھا سو بیان کر دیا اور نایب نے دات بمکنت علام غوث خان بہادر کے حضور مین اور بخشی شرف الملک و غلام محی الدین خان منسلک اور چند لوگ کے روبرو اقرار کیا تھا مین یہہ کہا تھا لیکن تو مین کا ارادہ نکیا تھا جب نایب نے جمال سے پوچھا تو اسنے مرتد بناوت کی تقریر کی اور اسکی تقریر سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ اسنے انبیا علیہم السلام کی حق مین یہہ لفظ کہا ہی لیکن بے انصاف نایب نے جمال کو کچھ سزا نہ دیا لیکہ جمعہ دن جمال کو منبر پر چڑھا اسکی زبانی لوگون کو سنوا دیا کہ گواہان محمد علی کے دوست ہین اسواسطے میرے پر بہتان لگے ہون فقط اب ہم ان حضرات سے دریافت چاہتے ہین کہ تمنے مولوی اسمعیل شہید کی کتاب مین کوئی ایسا کلمہ بد جمال کہے سرتا لکھا دیکھا تھا جو اسکی اور مومنین بے اور سادات عظام کی تو ہین و تکفیر بلکہ مولوی سید محمد علی صاحب اور انکے دوستون کے قتل کا فتوی دیا تھا اور یہہ مسئلہ بھی بتا ہوئین روشن ہی کہ کوئی شخص ایسی غلط گالی انبیا کے جناب مین لا اگرچہ اسنے تو ہین کا ارادہ رکھے تو بھی وہ بیشک کافر ہے اور قتل اسکا واجب پر لازم دیندار ہی یہہ تھا کہ مولوی اسمعیل شہید کی کتاب پر جو فتوی دیا گیا تھا سو جمال پر جاری کرین الٰہی علما کے انصاف اور ہماری کے دعا سے مومنون کو بچا رکھ
آمین یا رب العالمین بحرمت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فہرست

Checked
1987